

قرآن
وسنت
کی
روشنی
میں

مسئلہ

حاضر و ناظر

مصنف

محقق دوران
حضرت علامہ ابوالبرکات عارف محمد نصر اللہ مدنی
فاضل مدرسہ یونیورسٹی

تقریب

ترجمان اہلسنت

الواسعان علیٰ مالک علیہ السلام سانی مجدی زید

ناشر: الحافظ القاری خواجہ محمد سلیمان عثمانی

فکر بیسٹن رائٹس اینڈ پبلیشر فاؤنڈیشن سیالکوٹ پاکستان 0344-6307830

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

قرآن و سنت کی روشنی میں

حاضر و ناظر

مصنف

محقق دذراں ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی
حضرت علامہ

فاضل مدینہ یونیورسٹی 0332-8028182

نظر ثانی

حضرت علامہ پروفیسر محمد حسد آسی قادری
مفکر اسلام

جملہ حقوق محفوظ ہیں

نام کتاب	مسئلہ حاضر و ناظر
مصنف	ابو ابراہیم حافظ محمد نصر اللہ مدنی
نظر ثانی	مفکر اسلام پروفیسر محمد حسین آسی نقشبندی قادری
کمپوزنگ	لائٹانی بک اینڈ کمپوزنگ سنٹر
تعداد	1100
صفحات	224
ہدیہ	140 روپے

ملنے کے پتے

مکتبہ اعلیٰ حضرت لاہور / جمال کرم لاہور
 کرمانوالہ بک شاپ لاہور / مکتبہ نبویہ لاہور
 نوری بک ڈپو لاہور / عطار اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
 حافظ بک ایجنسی سیالکوٹ / اسلامی کتب خانہ سیالکوٹ
 رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ / مکتبہ قادریہ گوجرانوالہ
 مکتبہ فکر اسلامی کھاریاں / اویسی بک سنٹال گوجرانوالہ
 صراط مستقیم پبلی کیشنز ، دربار مارکیٹ لاہور

فہرست مضامین

صفحہ نمبر	عنوانات	حدیث نمبر
۱۵	پروفیسر محمد حسین آسی صاحب	مقدمہ
۲۱	﴿حاضر و ناظر کے متعلق آیات قرآنی﴾	باب نمبر ۱
۲۲	پہلی آیت	
۲۳	تمام مخلوق کے رسول ﷺ	حدیث نمبر ۱
۲۵	دوسری آیت	
۲۶	تیسری آیت	
۲۸	چوتھی آیت	
۳۵	پانچویں آیت	
۳۶	قرب نبی ﷺ	باب (۲)
۳۷	حضور ﷺ ہر مؤمن کے قریب ہیں	حدیث نمبر ۲
۳۷	رسول اللہ ﷺ پر ہیزگاروں کے قریب ہیں	حدیث نمبر ۳
۴۰	نبی کریم ﷺ درود پڑھنے والوں کے قریب ہیں	حدیث نمبر ۴
۴۱	حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	حدیث نمبر ۵
۴۳	حضرت اہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا عقیدہ	حدیث نمبر ۶
۴۴	ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ	حدیث نمبر ۷
۴۶	﴿مفخص واحد متعدد مقامات میں﴾	باب (۳)

- حدیث نمبر ۸ مسلمانوں کے بچے جنت کے ہر دروازہ پر بیک وقت
۴۸ موجود ہونگے
- حدیث نمبر ۹ انبیاء کرام کا بعد از وصال حج کرنا
۵۱
- حدیث نمبر ۱۰ مسجد خیف (منیٰ) میں ستر انبیاء کرام کا نماز ادا کرنا
۵۲
- حدیث نمبر ۱۱ حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا حج کرنا
۵۲
- حدیث نمبر ۱۲ حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کا حج کرنا
۵۳
- حدیث نمبر ۱۳ رسول اللہ ﷺ کی میدان کر بلا میں موجودگی
۵۷
- حدیث نمبر ۱۴ ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ
۵۹
- حدیث نمبر ۱۵ انبیاء کرام علیہم السلام بیک وقت اپنی قبروں، بیت
۶۰ المقدس اور آسمانوں پر موجود تھے
- حدیث نمبر ۱۶ ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے
۶۰
- حدیث نمبر ۱۷ رسول اللہ ﷺ کا قبر انور میں نماز پڑھنا
۶۱
- حدیث نمبر ۱۸ بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانا
۶۲
- حدیث نمبر ۱۹ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ
۶۳
- حدیث نمبر ۲۰ آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات
۶۴
- ایمان افروز واقعہ خطیب الہدیٰ کا سنی ہونا
- حدیث نمبر ۲۱ تو زندہ ہے واللہ تو زندہ ہے واللہ
۷۵
- حدیث نمبر ۲۲ بیک وقت کروڑوں مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا
۷۶
- حدیث نمبر ۲۳ قبر میں سرکارِ آئیں تو میں قدموں میں گروں
۷۷

حدیث نمبر ۲۴ رسول اللہ ﷺ پر امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے

حدیث نمبر ۲۵ ہر چھوٹا بڑا عمل پیش کیا گیا

حدیث نمبر ۲۶ میری زندگی اور وصال تمہارے لئے بہتر ہے

حدیث نمبر ۲۷ ہر صبح و شام اعمال پیش کئے جانا

حدیث نمبر ۲۸ دیگر انبیاء کرام پر بھی جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں

باب (۵) ﴿قریب و بعید سے یکساں دیکھنا﴾

حدیث نمبر ۲۹ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کا عالم

حدیث نمبر ۳۰ جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حدیث نمبر ۳۱ اللہ کا بندہ نور خدا سے دیکھتا ہے

حدیث نمبر ۳۲ اولیاء کرام قریب و بعید سے یکساں دیکھتے ہیں

حدیث نمبر ۳۳ رسول اللہ ﷺ ساری کائنات کے ناظر ہیں

حدیث نمبر ۳۴ مدینہ منورہ میں رہ کر غزوہ موتہ کا آنکھوں دیکھا حال

بیان کرنا

حدیث نمبر ۳۵ جنگ کے حالات تو بتائے گایا میں بتاؤں

حدیث نمبر ۳۶ مشرق و مغرب کا ناظر ہونا

۱۰۳	حوض کوثر کا ناظر ہونا	حدیث نمبر ۳۷
۱۰۵	مدینہ منورہ سے ملک شام، فارس اور یمن کا ناظر ہونا	حدیث نمبر ۳۸
۱۰۷	آسمانوں اور فرشتوں کا ناظر ہونا	حدیث نمبر ۳۹
۱۰۸	جنت و دوزخ کا ناظر ہونا	حدیث نمبر ۴۰
۱۱۰	آئندہ ہونے والے واقعات کا ناظر ہونا	حدیث نمبر ۴۱
۱۱۱	اندھیرے اور اجالے میں یکساں ناظر ہونا	حدیث نمبر ۴۲
۱۱۲	آگے پیچھے سے یکساں ناظر ہونا	حدیث نمبر ۴۳
۱۱۲	حضرت ابو ہریرہ کا عقیدہ	حدیث نمبر ۴۴
۱۱۳	حدیث نمبر ۴۵
۱۱۴	خشوع و خضوع بھی پوشیدہ نہیں	حدیث نمبر ۴۶
۱۱۵	رسول اللہ کی صفت بصارت کے دائمی ہونے کا بیان	
۱۱۵	ہر چیز نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے ہے	حدیث نمبر ۴۷
۱۲۴	دور سے دیکھنا اور تصرف کرنا	باب (۶)
۱۲۵	سورج اٹنے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک	حدیث نمبر ۴۸
۱۲۶	حبیب بن مالک امیر شام کا ایمان لانا	
۱۳۰	اشارہ سے بادل پھٹ گیا	حدیث نمبر ۴۹
۱۳۳	بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر	حدیث نمبر ۵۰
۱۳۶	جبریل امین نے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر میدان کربلا کی مٹی	حدیث نمبر ۵۱
	لے لی	

۱۳۷	رسول اللہ ﷺ کا علم کلی اور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہونا	حدیث نمبر ۵۲
۱۳۸	جنت کو دیکھنا اور تصرف فرمانا	حدیث نمبر ۵۳
۱۴۰	زمین سے جنت کا فاصلہ	حدیث نمبر ۵۴
۱۴۲	زمین سے دوزخ کا فاصلہ	
۱۴۴	دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان	باب (۷)
۱۴۵	حضرت سلیمان علیہ السلام کی سماعت	
۱۴۶	دوزخ کی گہرائی اور سماعت مصطفیٰ ﷺ	حدیث نمبر ۵۵
۱۴۹	ایک جگہ رہ کر ساری دنیا کو دیکھنا اور اُن کی آوازیں سننا	حدیث نمبر ۵۶
۱۵۲	مجھے درود خواں کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو	حدیث نمبر ۵۷
۱۵۳	اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں	حدیث نمبر ۵۸
۱۵۴	عام مؤمنین بھی سلام سن کر جواب دیتے ہیں	حدیث نمبر ۵۹
۱۵۴	سماعت کے متعلق اہلسنت و جماعت کا عقیدہ	
۱۵۵	سماعت کے متعلق علماء دیوبند کا عقیدہ	
۱۵۵	انبیاء و اولیاء کی سماعت کے متعلق علمائے اہلحدیث کا عقیدہ	
۱۵۶	اہل حدیث خارجیوں کی طرح ہیں	
۱۵۷	جنت و دوزخ کی سماعت کا عالم	حدیث نمبر ۶۰
۱۵۸	حورالعین کی قوت و سماعت بصارت	حدیث نمبر ۶۱
۱۵۹	﴿واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے﴾	باب (۸)

حدیث نمبر ۶۲ دور سے دیکھنا اور مدد فرمانا ۱۶۰

حدیث نمبر ۶۳ مدینہ منورہ میں رہ کر مجاہدین کو دیکھنا اور ان کی امداد کرنا ۱۶۲

۱۶۳ رسول اللہ ﷺ بعد از وصال بھی مدد فرماتے ہیں

۱۶۵ عہد فارتی میں ۱۵ھ کا ایک ایمان افروز واقعہ

۱۶۹ بعد از وصال صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ کو پکارنا

۱۷۰ حضرت خالد بن ولید کا نعرہ واغوثاہ وا محمداہ

۱۷۱ جنگ یرموک میں صحابہ کا نعرہ

حدیث نمبر ۶۴ بعض از وصال انبیاء کرام کا حاضر و ناظر ہونا اور امداد ۱۷۳

فرمانا

۱۷۶ علماء دیوبند اور استعانت

۱۷۷ علماء اہلحدیث اور استعانت

۱۷۸ شیخ وحید الزماں صاحب اہلحدیث کا اپنا عمل و عقیدہ

۱۷۹ فریاد اہمتی جو کرے حال زار میں

۱۸۱ گھر کی گواہی

باب (۹) صالحین امت کا نیند اور بیداری میں ۱۸۳

رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا

حدیث نمبر ۶۵ جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ بیداری میں بھی دیکھے گا ۱۸۴

۱۸۴ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ

۱۸۵ وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپا یا نہیں کرتے

۱۸۹ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کون تھے؟

۱۹۱ حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کو بیداری میں
زیارت مصطفیٰ ﷺ

۱۹۲ ابن حجر مکی کا فرمان

۱۹۳ نبی کریم ﷺ سے بخاری شریف پڑھنا

۱۹۴ حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار رسول ﷺ میں مقبولیت

۱۹۵ ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت

۱۹۸ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ کا جنت و دوزخ
کا ناظر ہونا حدیث نمبر ۶۷

۲۰۰ (حاضر و ناظر کے متعلق علمائے امت کے نظریات) باب (۱۰)

۲۰۱ مفسر قرآن علامہ آلوسی حنفی کا عقیدہ

۲۰۲ مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد الصادق مالکی کا عقیدہ

۲۰۳ فضیلۃ الشیخ السید محمد بن علوی المالکی کا عقیدہ

۲۰۴ محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی کا عقیدہ

۲۰۴ شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ

۲۰۶ محدث کبیر مولانا علی قاری کا عقیدہ

۲۰۷ امام غزالی کا عقیدہ

۲۰۷ علامہ قسطلانی شافعی اور امام محمد بن حجاج مالکی کا عقیدہ

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی اور حافظ ابن حجر ۲۰۸
عسقلانی کا عقیدہ

باب (۱۱) حاضر و ناظر کے متعلق مخالفین کے اقوال ۲۱۱



الصَّلَاةُ وَالشَّيْءُ لَا عَلَيْكَ يَا سَيِّدِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ
وَعَلَى إِلَهِي وَأَصْحَابِي يَا نَبِيَّ اللَّهِ يَا حَبِيبَ اللَّهِ
لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ عَبْدُ اللَّهِ
صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْكَ وَآلِهِ وَتَسَلَّمَ

مَوْلَايَ، صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا أَبَدًا
عَلَى حَبِيبِكَ خَيْرِ الْخَلْقِ كُلِّهِمْ
هُوَ الْحَبِيبُ الَّذِي تُرْجَى شَفَاعَتُهُ
لِكُلِّ هَوَلٍ مِنَ الْأَهْوَالِ مُقْتَحِمٍ
مُحَمَّدٌ سَيِّدُ الْكَوْنَيْنِ وَالْمَقْلَبَيْنِ
وَالْفَرِيقَيْنِ مِنْ عَرَبٍ وَمِنْ عَجَمٍ
فَإِنَّ مِنْ جُودِكَ الدُّنْيَا وَضَرَّتْهَا
وَمِنْ عُلُومِكَ عِلْمُ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

انتساب

افضل البشر بعد الانبياء بالتعقيب الامام امير المؤمنين

حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ

کے نام

ہدیہ عقیدت

شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ استاذ العلماء

حافظ محمد عالم صاحب رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ

بانی و مہتمم جامعہ حنفیہ دو دروازہ سیالکوٹ پاکستان

دنیا سے مطلب ہمیں کیا مدرسہ ہے وطن اپنا

میں گے کتابوں میں ہر ورق ہوگا کفن اپنا

تقریظ عزیز

از ترجمان اہلسنت

حضرت علامہ ابوالحق غلام مرتضیٰ ساقی مجددی زید مجدہ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اللہ رب العالمین جل جلالہ نے اپنے محبوب کریم، رحمۃ اللعالمین ﷺ کو بے شمار محامد و محاسن اور فضائل و شمائل سے نوازا ہے لیکن اس سلسلہ میں روزِ اول سے ہی دو گروہ چلے آ رہے ہیں، انکاری۔ اقراری، الحمد للہ اہلسنت و جماعت اقرار و اعتراف اور تائید و حمایت کی سعادت سے بہرہ مند ہیں، ہم اپنے آقا و مولیٰ رحمت مجسم ﷺ کے ہر کمال و خوبی کو مانتے ہیں، جبکہ منسخرین (خواہ ان کا تعلق کسی بھی دھرم کیساتھ ہو) مختلف حیے بہانوں سے ان فضائل و کمالات کا انکار کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے فضائل میں ایک مسئلہ ”حاضر و ناظر“ کا بھی ہے مخالفین اس پر اکثر آپ سے باہر ہو جاتے ہیں، جبکہ یہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شاہد یعنی مشاہدہ کرنے والا بنایا، آپ نے خود فرمایا کہ زمین کے مشارق و مغارب میری نگاہوں کے سامنے ہیں (مسلم: ۳۹۰/۲) اور مزید ارشاد فرمایا: اهل ترون ساری (بخاری: ۵۰۸/۱) کیا جہاں تک میری نگاہ کام کرتی ہے وہ تم دیکھتے ہو؟ اور فرمایا: اسی اربی مالاترون (ترمذی: ۵۷/۲) بے شک جو میں دیکھتا ہوں وہ تم نہیں دیکھتے، مزید فرمایا: واللہ ما یخفی علی رکوعکم ولا خشوعکم وانی لاداکم وراء ظہری (بخاری: ۱۰۲/۱) یعنی میں تمہارے رکوع (ظاہری حالت) اور خشوع (دلی کیفیت) دونوں کو جانتا ہوں اور اپنی پس پشت بھی تمہیں دیکھ لیتا ہوں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہ و نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

کچھ کتاب کے بارے میں

﴿مفکر اسلام حضرت علامہ پروفیسر محمد حسین آسی صاحب﴾

مومن اللہ پر ایمان لاتا ہے تو دل کے پورے خلوص سے اس کی بے مثال و لازوال قدرتوں کا اقرار کرتا ہے۔ وہ کسی بھی مصلحت کی بنا پر کسی کو اپنے اللہ کا شریک نہیں ٹھہراتا اور ذات، صفات، افعال، اوامر اور اسماء میں غرض کسی پہلو میں کسی کو اس کا ساجھی نہیں مانتا۔ تو حید اس کا اوڑھنا بچھونا اور تعلق باللہ اس کا سرمایہ حیات ہوتا ہے۔ اسے اللہ سے پیار ہے۔ تو سب سے بڑھ کر کہ وہ اس کا خالق اور مالک حقیقی ہے۔ اسے رسالت پر بھی ایمان ہے، اس لئے بھی کہ اللہ نے اپنے رسول کو جو عظمت عطا فرمائی ہوئی ہے۔ وہ کسی کو نہیں بخشی۔ نیز رسول اللہ تعالیٰ کا نمائندہ ہوتا ہے اور باقی مخلوق اس کی گویا رعیت، نیز رسول سے اس لئے بھی تعلق خاطر ہوتا ہے کہ اللہ کے عرفان کا سب سے بڑا ذریعہ رسول ہی ہوتا ہے۔ اور تو حید جو گویا مرد مومن کا اوڑھنا بچھونا ہے، اسی رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا عطا کردہ بے بہا تحفہ ہے۔

مومن کے مقابلے میں کافر تو حید و رسالت کا کھلم کھلا منکر ہے مگر منافق کا حال مختلف ہے۔ وہ زبان سے مانتا ہے اور دل سے مکرتا ہے۔ کسی عقیدے کو اپنانے کا اظہار کرتا ہے اور کسی عقیدے کو بظاہر بھی قبول نہیں کرتا، اس کی سرکشی عقیدہ تو حید کے سامنے تو کسی حد تک دب جاتی ہے مگر عقیدہ رسالت کے سامنے پھرا کڑ جاتا ہے۔ ازراہ

مصلحت منافق اگر رسول کی رسالت کا اقرار کر بھی لے، کمالات رسالت و نبوت کا اقرار اسے کسی صورت گوارا نہیں۔ جوں جوں یہ کمالات کھلتے جائیں، نکھرتے جائیں اور چمکتے جائیں، اس کے بغض و حسد میں گونا گوں لعنتوں کا اضافہ ہوتا جاتا ہے، معاذ اللہ منافق اللہ کے رسول ﷺ کا باغی ہونے کی بنا پر اللہ کے عرفان سے بھی محروم رہا اور اللہ کے رسول ﷺ کے عرفان سے بھی، اللہ کے بارے میں اس کا اعتقاد یہودیوں سے ملتا جلتا ہے۔ یعنی یہ کہ معاذ اللہ اللہ مغلولہ "اللہ کا ہاتھ بندھا ہوا ہے" (المائدہ..... ۶۴) اور خدا کسی پر کوئی مہربانی نہیں فرماتا۔ رسول کے بارے میں ان کا تصور یہی کچھ ہوتا ہے کہ وہ بڑا بھائی بلکہ محض بھائی ہوتا ہے، رسول ہو بھی تو بے اختیار، بے بس اور بے کمال، نہ اسے علم غیب اور نہ وہ حاضر و ناظر وغیرہ وغیرہ۔ گویا اول تو منافق کو یہ گوارا ہی نہیں کہ اللہ کے رسول ﷺ کو اللہ کا رسول مان کر اسے اپنے سے بڑا سمجھے اور اگر رسول مان بھی لے تو اس کے کمالات پر ایمان لانا منافق کیلئے ناممکن ہے۔ زیادہ سے زیادہ وہ تو حید تک شاہراہ اسلام پر دوسرے مسلمانوں کے ساتھ چل سکتا ہے۔ رسالت پر ایمان اس کی جبلت پر بہت بڑا بوجھ ہے۔

منافق کوئی بھی عقیدہ رکھے، ہمیں اس سے غرض نہیں۔ اگر وہ جہنم میں کو دنا چاہتا ہے تو ہمیں کیا اعتراض! ہاں افسوس ناک یہ صورت حال ہے کہ منافق ایک دو کی تعداد نہیں رہے، اب اس حد تک ان کی تعداد ہو چکی ہے کہ پر لیس قائم کریں، کتابیں تصنیف کریں، مدر سے بنائیں اور بستر سر پر اٹھا کر گلی گلی گھومیں، ظاہر ہے اب نفاق کی یہ اچھل کو ذلت کا مسئلہ ہے۔ بد نصیب منافق جس طرح خود بارگاہ رسالت سے دور اور محروم ہیں، یونہی ساری امت کو دور و محروم کرنا چاہتے ہیں، اب کسی منافق سے الجھنا

فضول نہیں بلکہ ضروری ہو گیا ہے کہ عشاق رسول ﷺ میدان میں آئیں اور امت کو بچانے کیلئے اس فتنہ نفاق کے آگے بند باندھیں۔ حضور پر نور ﷺ کے فضائل و کمالات کا بیان کرنا اللہ تعالیٰ کے شکر کا ایک انداز بھی ہے، مومن کیلئے کیف و سرور کا سامان بھی ہے مگر اب اس کے علاوہ وقت کی ضرورت اور امت کی خدمت بھی ہے۔

برادر عزیز جناب 'ابو ابراہیم' نے زیر نظر کتاب "حاضر و ناظر" اسی جذبے سے لکھی ہے اور حق یہ ہے کہ آیات و روایات کی روشنی میں مسئلے کو یوں واضح کیا ہے کہ شک کی لکیر تک باقی نہیں رہتی۔ خداوند کریم اپنے حبیب کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ان کی سعی جمیل کو قبول فرمائے اور بہترین جزا سے نوازے۔ آمین

ابو ابراہیم عشق و مستی کا پیکر ہے، کاش اس میں اضافہ ہو

سگ دربار حضور نقش لا ثانی

آسی

نقشبندی قادری حسینی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى سَيِّدِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا
مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ وَعَلَى مَنْ تَبِعَهُمْ بِإِحْسَانٍ إِلَى يَوْمِ الدِّينِ.
﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُولَ اللَّهِ
وَعَلَى آلِكَ وَأَصْحَابِكَ يَا حَبِيبَ اللَّهِ

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب لکھتے ہیں:-

عالم میں حاضر و ناظر ہونے کے شرعی معنی یہ ہیں کہ قوت قدسیہ والا ایک ہی جگہ رہ کر تمام عالم کو اپنے کف دست کی طرح دیکھے اور دور و قریب کی آوازیں سنے یا ایک آن میں تمام عالم کی سیر کر لے اور ہزاروں میلوں پر حاجت مندوں کی حاجت روائی کرے یہ رفتار خواہ صرف روحانی ہو یا جسم مثالی کے ساتھ ہو یا اُسی جسم کے ساتھ ہو جو قبر میں مدفون یا کسی جگہ موجود ہے ان سب معنی کا ثبوت قرآن و حدیث و اقوال علماء سے ہے۔ (جاء الحق)

یعنی حاضر و ناظر ہونے کی تین صورتیں ہیں ایک جگہ رہ کر سارے عالم کو دیکھنا۔
آن کی آن میں سارے عالم کی سیر کر لینا۔ ایک وقت میں چند جگہ ہونا۔
شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب لکھتے ہیں:

نبی ﷺ اور دیگر انبیاء کرام علیہم السلام اپنی اپنی قبور میں اپنے جسدِ عنصری کے ساتھ زندہ ہیں اور اپنی عبادات اور اللہ تعالیٰ کی تجلیات کے مشاہدہ میں مشغول ہیں، ان پر اعمال پیش کئے جاتے ہیں نیک اعمال دیکھ کر وہ اللہ کی حمد کرتے ہیں اور برے اعمال دیکھ کر امت کے لئے استغفار کرتے ہیں، اور اہل اللہ اور خاص خاص بندگانِ خدا ان کی زیارت سے مستفید ہوتے ہیں ان کا کلام سنتے ہیں اور وہ اپنی قبروں سے باہر بھی آتے ہیں اور زمین اور آسمان میں جہاں چاہیں تشریف لے جاتے ہیں، ایک وقت میں کئی جگہ بھی تشریف لے جاتے ہیں، اس وقت ان کی روح کئی صورتوں میں متمثل ہوتی ہے یا ایک وقت میں کئی جگہ ان کے اجسام مثالیہ نظر آتے ہیں، نبی کریم ﷺ کو جو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے اس کا یہی مفہوم ہے، حاضر و ناظر کا یہ مطلب نہیں ہے کہ آپ جسم معروف اور جسدِ عنصری کے ساتھ ایک وقت میں ہر جگہ موجود ہوتے ہیں۔

(تفسیر تبیان القرآن جلد ۱ ص: ۶۳۱)

حاضر و ناظر ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسدِ اصلی اور معروف شخص کے ساتھ ہر جگہ موجود ہیں حتیٰ کہ کوئی معاند یہ کہے کہ جب تم کرسی پر بیٹھے ہو تو بتاؤ کرسی کے نیچے رسول اللہ ﷺ ہیں یا نہیں؟ اگر آپ کرسی کے نیچے نہیں ہیں تو آپ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہیں اور اگر کرسی کے نیچے ہیں تو تم بڑے بے ادب اور گستاخ ہو کہ حضور ﷺ کرسی کے نیچے ہیں اور تم کرسی پر بیٹھے ہو۔

اس کا جواب یہ ہے کہ حاضر و ناظر ہونے کا یہ معنی نہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسم اصلی اور معروف شخص کے ساتھ بعینہ ہر جگہ موجود ہیں بلکہ آپ اپنے جسدِ اصلی اور معروف شخص کے ساتھ اپنے روضہ انور میں جلوہ فرما ہیں وہاں آپ کے مختلف اشغال

ہیں آپ قبر انور میں نماز پڑھتے ہیں زائرین کے سلام کا جواب دیتے ہیں ان کی درخواستوں پر توجہ فرماتے ہیں ان کے لئے دعا فرماتے ہیں اور ان کی شفاعت کرتے ہیں آپ پر اعمال امت پیش کئے جاتے ہیں آپ نیک اعمال سے خوش ہوتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں اور بد اعمالیوں پر رنجیدہ ہوتے ہیں اور استغفار کرتے ہیں، کائنات کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور جب چاہتے ہیں جہاں چاہتے ہیں جسم مثالی کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں، بعض اوقات کسی کی عیادت فرماتے ہیں، کسی کی نماز جنازہ پڑھتے ہیں، کسی ستم رسیدہ کی مدد کرتے ہیں، کسی کو حدیث پڑھاتے ہیں، کسی کو فقہی مسئلہ بتاتے ہیں اور کسی کو محض اپنے جمال دل نواز سے شاد کام کرتے ہیں اور اگر ایک وقت میں متعدد جگہ جانا چاہیں تو بیک وقت متعدد جگہ جسم مثالی کے ساتھ تشریف لے جاتے ہیں۔ اور چونکہ ان تمام اجساد مثالیہ میں روح واحد متصرف ہے اس لئے یہ اجسام آپ کا غیر نہیں ہیں۔ (شرح مسلم جلد ۱ ص: ۷۳۸، ۷۶۰، ۷۶۲)

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

إِنَّ نظرية الحاضر والناظر لا تتعلق بجسمه الأقدس الخاص ولا ببشريته ﷺ بل إنما تتعلق بنورانيته وروحانيته.

بیشک مسئلہ حاضر و ناظر خاص جسم اقدس اور بشریت مبارکہ کے ساتھ تعلق نہیں رکھتا اس کا تعلق آپ کی نورانیت اور روحانیت کے ساتھ ہے۔ (من عقائد اہل السنہ ص ۳۶۵)

حاضر و ناظر

کے متعلق قرآنی آیات مبارکہ

آیت.....۱

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا وَمُبَشِّرًا وَنَذِيرًا﴾

سورۃ الاحزاب آیت: ۴۵ پارہ (۲۲) رکوع (۳)

ترجمہ: اے غیب کی خبریں بتانے والے (نبی) بیشک ہم نے تمہیں بھیجا حاضر و ناظر اور خوشخبری دیتا ڈر سنا تا۔

شاہد کا معنی ہے حاضر و ناظر کیونکہ شاہد شہود اور شہادت سے مشتق ہے۔

مفردات امام راغب میں ہے

﴿الشُّهُودُ وَالشَّهَادَةُ الْحُضُورُ مَعَ الْمُشَاهَدَةِ إِمَّا بِالْبَصَرِ أَوْ بِالْبَصِيرَةِ﴾

شہود اور شہادت کا معنی ہے حاضر ہونا مع ناظر ہونے کے بصر کے ساتھ ہو یا بصیرت کے ساتھ نماز جنازہ میں پڑھتے ہیں۔

﴿اللَّهُمَّ اغْفِرْ لِحَيِّنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَائِبِنَا﴾

ترجمہ: اے اللہ ہمارے زندوں مُردوں حاضر اور غائب کو بخش دے۔

اگر شاہد کا معنی گواہ بھی کیا جائے تب بھی ہمارے خلاف نہیں اس لئے کہ گواہ کو

بھی گواہ (شاہد) اس لیے کہتے ہیں کہ وہ موقع پر موجود ہوتا ہے وہ مشاہدہ کے ساتھ جو علم رکھتا ہے اُس کو بیان کرتا ہے۔

علامہ جلال الدین سیوطی اور دیگر مفسرین نے اس کا ترجمہ یوں کیا ہے

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا﴾ عَلَى مَنْ أُرْسِلْتَ إِلَيْهِمْ .

ترجمہ: ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اُن پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔

(تفسیر جلالین، تفسیر روح المعانی، تفسیر ابوالسعود، تفسیر جمل، تفسیر بیضاوی، تفسیر مدارک)

یعنی حضور ﷺ کا شاہد اور حاضر و ناظر ہونا اُن لوگوں کے لئے ہے جن کی طرف آپ مبعوث ہوئے ہیں اب قرآن سے پوچھتے ہیں کہ حضور ﷺ کن کن لوگوں کی طرف مبعوث ہوئے ہیں تو قرآن جواب دیتا ہے کہ سید عالم ﷺ تمام عالم کی طرف مبعوث ہیں آپ کی رسالت عامہ ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

﴿تَبْرَكَ الَّذِي نَزَّلَ الْفُرْقَانَ عَلَى عَبْدِهِ لِيَكُونَ لِلْعَالَمِينَ نَذِيرًا﴾

(سورۃ الفرقان آیت ۱: پارہ (۱۸))

ترجمہ: بڑی برکت والا ہے وہ کہ جس نے اتارا قرآن اپنے بندہ پر جو سارے جہان کو ڈرسانے والا ہے۔

قرآن کے بعد یہی سوال حدیث سے کیا گیا تو حدیث نے جواب دیا کہ سید عالم ﷺ تمام مخلوق کی طرف بھیجے گئے ہیں

حدیث.....۱

﴿تمام مخلوق کے رسول ﷺ﴾

☆☆☆

عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ
فُضِّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ بِحَوَامِيعِ الْكَلِمِ، وَنُصِرْتُ بِالرُّغْبِ،
وَأُحِلَّتْ لِيَ الْغَنَائِمُ وَجُعِلَتْ لِيَ الْأَرْضُ طَهُورًا وَمَسْجِدًا، وَأُرْسِلْتُ إِلَى
الْخَلْقِ كَافَّةً، وَخُتِمَ بِيَ النَّبِيُّونَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ مجھے چھ وجوہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے۔ مجھے جامع الفاظ عطا کئے گئے میرا رعب طاری کر کے مدد کی گئی میرے لئے غنیمتوں کو حلال کر دیا گیا۔ میرے لئے تمام روئے زمین پاک کرنے والی اور نماز کی جگہ بنا دی گئی۔ میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی۔

(مسلم حدیث ۵۲۳ کتاب المساجد، مشکاة حدیث ۵۷۴۸ کتاب الفعائل)

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

۱..... حضور ﷺ کی دوسرے انبیاء کرام علیہم السلام پر فضیلت یعنی حضور ﷺ صحابہ کرام سے فرما رہے ہیں کہ یہ چھ خصائص وہ ہیں جو پہلے انبیاء کرام علیہم السلام کو بھی نہیں ملے یعنی ان خصائص میں انبیاء کرام علیہم السلام بھی میرے مثل نہیں ہیں جب حضور ﷺ کا انبیاء کرام علیہم السلام میں کوئی مثل نہیں تو امتی حضور ﷺ کی مثل کیسے ہو سکتے ہیں۔

۲..... اطلاع علی الغیب دو چیزوں میں فرق اور امتیاز وہی بیان کر سکتا ہے جو دونوں کو جانتا ہو جو دونوں کو نہ جانتا ہو وہ ایک کا افضل اور دوسرے کا مفضول ہونا بیان نہیں کر سکتا حضور ﷺ نے یہ فرما کر کہ مجھے چھ وجوہ سے اور انبیاء کرام پر فضیلت دی گئی ہے، ظاہر فرما دیا کہ میں ہر نبی کو اور ان کو دیئے گئے کمالات کو بھی جانتا ہوں اس فرمان میں ماضی کی خبر دی اور جب فرمایا، اور مجھ پر نبوت ختم کر دی گئی، مستقبل کی خبر دے دی کہ اب میرے بعد قیامت ہی آئے گی کوئی نبی نہیں آ سکتا۔ یعنی نبی کریم ﷺ نے ماکان اور مایکون کی خبر دی تو پھر ہم کیوں نہ کہیں۔

تو دانائے ماکان و ما کیون ہے
مگر بے خبر بے خبر دیکھتے ہیں

۳.....حاضر و ناظر ہونا

﴿يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَاهِدًا ط عَلَىٰ مَنْ أَرْسَلْنَا إِلَيْهِمْ﴾
ترجمہ: ہم نے آپ کو حاضر و ناظر بنا کر بھیجا اُن پر جن کی طرف آپ بھیجے گئے۔

(تفسیر جلالین)

علامہ جلال الدین سیوطی کی تفسیر سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ اُن سب کے لئے حاضر و ناظر ہیں جن کی طرف آپ بھیجے گئے اور قرآن کی آیت اور حدیث سے واضح ہوا کہ آپ ﷺ عالمین کی طرف رسول بنا کر بھیجے گئے ہیں تو ثابت ہو گیا کہ آپ ﷺ ان سب کے گواہ اور حاضر و ناظر بھی ہیں۔

اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

آیت.....۲

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَىٰ هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

(سورۃ النساء آیت: ۴۱ پارہ: ۵)

ترجمہ: تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ لائیں گے۔

ہر نبی اپنی اپنی امت کے نیک اُبد کی گواہی دیں گے اور امت محمدی ان نبیوں کی گواہ ہوگی اور حضور ﷺ اپنی امت کے گواہ ہونگے۔ مگر ان گواہیوں میں فرق ہوگا کہ آپ کی امت کی گواہی تو آپ سے سن کر ہوگی۔ اور آپ ﷺ کی گواہی چشم دید ہوگی۔ اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ اگلے پچھلے تمام حالات کا مشاہدہ فرما رہے ہیں۔ اسی لئے کفار حضور ﷺ کی گواہی پر اعتراض نہ کر سکیں گے جو امت کی گواہی پر اعتراض کریں گے کہ یہ لوگ بغیر دیکھے گواہی کیسے دے رہے ہیں۔ (تفسیر نور العرقان)

آیت.....۳

﴿وَكَذَلِكَ جَعَلْنَاكُمْ أُمَّةً وَسَطًا لِتَكُونُوا شُهَدَاءَ عَلَى النَّاسِ وَيَكُونَ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾
(سورہ بقرہ آیت ۱۴۳ پارہ نمبر ۲)

ترجمہ: اور بات یوں ہی ہے کہ ہم نے تمہیں کیا سب امتوں میں افضل کہ تم لوگوں پر گواہ ہو اور یہ رسول تمہارے نگہبان و گواہ۔

اس امت کی ایک شہادت یہ بھی ہے کہ آخرت میں جب تمام اولین و آخرین جمع ہونگے اور کفار سے فرمایا جائے گا کیا تمہارے پاس میری طرف سے ڈرانے اور احکام پہنچانے والے نہیں آئے تو وہ انکار کریں گے اور کہیں گے کوئی نہیں آیا تو حضرات انبیاء کرام علیہم السلام سے دریافت فرمایا جائے گا وہ عرض کریں گے یہ جھوٹے ہیں ہم نے انہیں تبلیغ کی تھی اس پر ان سے اقامۃ للحجۃ دلیل طلب کی جائے گی وہ عرض کریں گے امت محمدیہ ہماری شاہد ہے یہ امت پیغمبروں کی شہادت دے گی کہ ان حضرات نے تبلیغ فرمائی اس پر گزشتہ امتوں کے کفار کہیں گے انہیں کیا معلوم یہ ہم سے بعد ہوئے تھے

دریافت فرمایا جائے گا تم کیسے جانتے ہو وہ عرض کریں گے یا رب تو نے ہماری طرف اپنے رسول محمد ﷺ کو بھیجا قرآن پاک نازل فرمایا ان کے ذریعے سے ہم قطعی و یقینی طور پر جانتے ہیں کہ حضرات انبیاء نے فرض تبلیغ علی وجہ الکمال ادا کیا پھر سید انبیاء ﷺ سے آپ کی امت کی نسبت دریافت فرمایا جائے گا حضور ﷺ ان کی تصدیق فرمائیں گے۔

اور حضور ﷺ کی یہ گواہی سنی سنائی نہ ہوگی کیونکہ سنی سنائی گواہی تو مؤمنین دے چکے تھے اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ نے تمام انبیاء کے حالات آنکھوں سے دیکھے اور اپنی امت کے ہر ظاہر و باطن کا مشاہدہ فرما رہے ہیں اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ مقدمہ کی تحقیقات حاکم کی بے علمی کی دلیل نہیں کہ رب قیامت میں تحقیقات کے بعد فیصلہ فرمائے گا۔ (تفسیر خزائن العرفان و نور العرفان)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی اسماعیل دہلوی کے چچا اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں

یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کر سکا لہذا وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے بُرے اعمال اور اخلاص و نفاق کو بھی پہنچاتے ہیں ﷺ۔

(تفسیر عزیزی جلد ۶ ص ۶۳۶ مطبوعہ مطبع یوسفی)

آیت.....۴

﴿وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ﴾

(سورۃ الانبیاء آیت ۱۰۷ پارہ (۱۷))

ترجمہ: اور ہم نے آپ کو نہ بھیجا مگر رحمت سارے جہان کے لئے۔ پھر فرماتا ہے

﴿وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ط﴾

(سورۃ الاعراف آیت: ۱۵۶ پارہ (۹))

ترجمہ: اور میری رحمت ہر چیز کو گھیرے ہے۔

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ جہانوں کے لئے رحمت ہیں اور رحمت جہانوں کو محیط لہذا حضور ﷺ جہانوں کو محیط خیال رہے کہ رب کی شان ہے رب العالمین اور حبیب کی شان ہے رحمۃ للعالمین معلوم ہوا کہ اللہ جس کا رب ہے حضور ﷺ اُس کے لئے رحمت ہیں۔

اس آیت کے تحت غزالی زماں حضرت علامہ سعید احمد صاحب کاظمی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

العالمین سے مراد صرف جن و بشر یا ملائکہ ہی نہیں بلکہ کل ماسوی اللہ ہے۔ اس لئے کہ حضور ﷺ کا رحمۃ للعالمین ہونا جہت رسالت سے ہے اور رسالت کل مخلوق کیلئے عام ہے جیسا کہ خود حضور ﷺ نے فرمایا!

﴿أَرْسَلْتُ إِلَى الْخَلْقِ كَافَّةً﴾

ترجمہ: میں تمام مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں (مسلم)

جب رسالت کل مخلوق کے لئے عام ہے تو رحمت بھی سارے جہانوں کے لئے عام اور اللہ کے سوا ہر ذرے کو شامل قرار پائی اور لفظ رحمت مصدر مبنی للفاعل ہو کر بمعنی راحم قرار پائے گا۔ کسی پر رحم کرنے کے لئے چار باتیں لازم ہیں۔
(زندہ ہونا، مرحوم کے حالات سے باخبر ہونا، مرحوم پر رحم کرنے کی قدرت و اختیار رکھنا اور مرحوم کے قریب ہونا)

نمبر ۱

سب سے پہلے تو یہ امر لازم ہے کہ رحم کرنے والا زندہ ہو مردہ نہ ہو کیونکہ مردہ رحم نہیں کر سکتا وہ خود رحم کا طالب اور مستحق ہوتا ہے لہذا اگر حضور ﷺ معاذ اللہ زندہ نہ ہوں تو راحمًا للعالمین نہیں ہو سکتے۔ جب آیت قرآنیہ سے حضور ﷺ کا راحمًا للعالمین ہونا ثابت ہو گیا تو حضور ﷺ کا زندہ ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

نمبر ۲

دوسری بات یہ ہے کہ صرف زندہ ہونے سے کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک رحم کرنے والا مرحوم کے حال کا عالم نہ ہو کیونکہ خبری میں کسی پر کیا رحم کرے گا۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ فرض کیجئے زید انتہائی مظلوم ہے اور چاہتا ہے کہ کوئی شخص اس پر رحم کر کے ظالم کے ظلم سے اُسے بچائے۔ اسی خواہش کو دل میں لے کر وہ عمرو کے پاس جاتا ہے اور اُس سے رحم کی درخواست کرتا ہے۔ عمرو اس کی درخواست سن لیتا ہے مگر اسے کچھ معلوم نہیں کہ اس کا حال کیا ہے؟ وہ نہیں جانتا کہ وہ کس مصیبت میں مبتلا ہے اور کس نوعیت کے رحم کا طالب ہے اس لئے وہ اس سے دریافت کرتا ہے کہ تمہیں کیا

تکلیف ہے اور تم کس طرح کی مہربانی چاہتے ہو، اب اگر زید اُسے اپنا حال نہ بتائے اور یہی کہتا ہے کہ آپ میرا حال نہ پوچھئے بس مجھ پر رحم کر دیجئے، تو کیا عمر واس پر رحم کر سکتا ہے؟ نہیں اور یقیناً نہیں جب تک وہ اپنا حال نہ بتائے اور عمر واس کے حال سے پوری طرح باخبر نہ ہو اس وقت تک وہ قطعاً اس پر رحم نہیں کر سکتا۔

آیت قرآنیہ کی روشنی میں حضور ﷺ رَحِمًا لِلْعَالَمِينَ ہیں تو جب تک حضور ﷺ تمام عالمین ماسوائے جمع کائنات و مخلوقات کے حالات کو نہ جانیں اور جمیع ماکان و مایکون کا علم حضور ﷺ کو نہ ہو اس وقت تک حضور ﷺ رَحِمًا لِلْعَالَمِينَ نہیں ہو سکتے جب حضور ﷺ کا رَحِمًا لِلْعَالَمِينَ ہونا ثابت ہے تو تمام کائنات کے احوال کا عالم ہونا بھی ثابت ہو گیا۔

نمبر ۳

تیسری بات یہ ہے کہ صرف عالم ہونے سے بھی کسی پر رحم نہیں کیا جاسکتا جب تک کہ رحم کرنے والا مرحوم تک اپنی رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت و اختیار نہ رکھتا ہو۔

مثال کے طور پر ایک شخص شب و روز ہمارے پاس مقیم ہے وہ دن رات اللہ تعالیٰ کی عبادت و اطاعت میں مشغول رہتا ہے اور عبادت و ریاضت کرتے کرتے وہ اس قدر ضعیف و ناتواں ہو گیا ہے کہ اُس کے لئے چلنا پھرنا اور اٹھنا بیٹھنا تک دشوار ہو گیا ہے اگر ایسے شخص کو ڈاکہ زنی اور قتل و غارت کے الزام میں پکڑ کر تختہ دار پر لٹکا دیا جائے اور وہ بے گناہ اس وقت ہم سے رحم کی درخواست کرتے ہوئے کہے کہ آپ خوب جانتے ہیں کہ میں بے گناہ ہوں آپ مجھ پر رحم کیوں نہیں کرتے تو ہم اسے یہی جواب

دیں گے کہ واقعی ہم آپ کے حال سے اچھی طرح باخبر ہیں اور خوب جانتے ہیں کہ آپ بے گناہ ہیں مگر فقط جاننے سے کیا ہوتا ہے؟ ہمارے پاس وہ قدرت و اختیار نہیں کہ آپ کو تختہ دار سے بچالیں۔ اپنی رحمت آپ تک پہنچانے کا جب تک ہمیں اختیار نہ ہو اور قدرت نہ پائی جائے اس وقت تک ہم آپ پر رحم نہیں کر سکتے معلوم ہوا قدرت و اختیار کا ہونا بھی رحم کرنے کے لئے ضروری ہے۔ جب حضور ﷺ تمام مخلوقات اور کل کائنات کے لئے علی الاطلاق راحم ہیں تو ہر ذرہ کائنات تک رحمت و نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی حضور ﷺ کے لئے حاصل ہے۔

نمبر ۴:

چوتھی بات یہ ہے کہ صرف قدرت و اختیار سے بھی کام نہیں چلتا کسی پر رحم کرنے کے لئے یہ بات بھی ضروری ہے کہ رحم کرنے والا مرحوم کے قریب ہو اور مرحوم راحم کے قریب ہو۔

اس بات کو ایک مثال کے ذریعے یوں سمجھئے کہ مثلاً آپ تین فرلانگ کے فاصلہ پر کھڑے ہیں اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ ایک خونخوار دشمن نے آپ کے مخلص دوست پر حملہ کر دیا۔ وہ چلا کر آپ سے رحم کی درخواست کرنے لگا۔ آپ اس کی مدد کے لئے دوڑے اور خلوص قلب سے اس پر رحم کرنے کے لئے آگے بڑھے مگر آپ کے پہنچنے سے پہلے ہی دشمن نے اسے ہلاک کر دیا۔

اب غور کریں آپ زندہ بھی ہیں اور اس دوست کو پچھم خود ملاحظہ بھی فرما رہے ہیں اور اس کے حال کے عالم بھی ہیں۔ رحم کرنے کی قدرت اور طاقت بھی آپ کے

اندر پائی جاتی ہے۔ آپ اپنے اختیار سے رحم کر سکتے ہیں لیکن صرف اس وجہ سے کہ وہ مخلص دوست آپ سے دور ہے اور آپ اُس سے دور ہیں۔ آپ اپنی حیات، قدرت، اختیار کے باوجود بھی اس پر رحم نہیں کر سکتے۔ معلوم ہوا کہ رحم کرنے کے لئے راحم کا مرحوم کے قریب ہونا بھی ضروری ہے۔

جب آیت قرآنیہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے تمام جہانوں اور مخلوقات کے ہر ذرے کے لئے راحم ہونا ثابت ہو گیا تو یہ امر بھی واضح ہو گیا کہ حضور ﷺ اپنی روحانیت و نورانیت کے ساتھ تمام کائنات کے قریب ہیں اور ساری کائنات حضور ﷺ سے قریب ہے۔

ایک شبہ کا ازالہ:

ایک ذات تمام جہانوں کے قریب کیسے ہو سکتی ہے؟ ایک فرد کسی ایک کے قریب ہوگا تو اس کے علاوہ باقی سب سے دور ہوگا۔ یہ کس طرح ممکن ہے کہ فرد واحد کائنات میں سے ہر فرد کے قریب ہو۔

تو اس کا جواب یہ ہے کہ جن دو کے درمیان نزدیکی مقصود ہے اگر وہ دونوں کثیف ہوں تو واقعی ایسا ہی ہوگا کہ فرد واحد افراد مختلفہ فی الزمان والمکان سے بیک وقت قریب نہیں ہو سکتا۔ اور اگر دونوں لطیف ہوں یا دونوں میں سے کوئی ایک لطیف ہو تو جو لطیف ہوگا وہ بیک وقت تمام موجودات کائنات سے قریب ہو سکتا ہے جس میں کوئی شرعی یا عقلی استحالہ لازم نہیں آتا۔

دیکھئے ایک ہی قرآن سارے جہان میں پایا جاتا ہے۔ مشرق و مغرب، جنوب

وشمال، افریقہ و امریکہ، چین و جاپان میں ہر مسلمان حافظ قرآن کے سینے میں ایک ہی قرآن ہے اور وہ ایک ہونے کے باوجود سب سے قریب ہے۔

عالم محسوسات میں شکل و صورت اور آواز ہی کو لے لیجئے کہ ایک شکل ایک صورت اور ایک ہی آواز بے شمار دیکھنے اور سننے والوں سے قریب ہے۔ ایک بولنے والے کی آواز تمام سامعین کے کانوں میں پہنچتی ہے اور ایک ہی شکل و صورت سب دیکھنے والوں کی آنکھوں اور دماغوں میں پائی جاتی ہے۔ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ اگرچہ حافظان قرآن شریف کثیف ہیں اسی طرح سننے دیکھنے والے انسان بھی کثافت سے متصف ہیں، لیکن قرآن شکل و صورت اور آواز یہ سب چیزیں لطیف ہیں۔ اس لئے سب سے قریب ہیں کسی سے دور نہیں۔ رسول اللہ ﷺ کی لطافت اتنی قوی اور ارفع و اعلیٰ ہے جس کی شان کو کائنات و مخلوقات کی کوئی لطیف سے لطیف چیز بھی نہیں پہنچ سکتی۔

اس لئے حضور ﷺ کا تمام افراد ممکنات سے قریب ہونا بالکل واضح اور روشن ہے۔ ہم کثیف سہی لیکن حضور ﷺ تو لطیف ہیں لہذا حضور کا ہم سب سے قریب ہونا کوئی امر دشوار نہیں۔ آواز کی لطافت کا حال یہ ہے کہ جہاں تک ہوا جاسکتی ہے آواز بھی وہاں تک پہنچ سکتی ہے لیکن رسول اللہ ﷺ ہوا اور آواز سے بھی زیادہ لطیف ہیں۔ ہوا اپنے مقام محدود سے آگے نہیں بڑھ سکتی اور آواز ہوا سے آگے نہیں جاسکتی لیکن جہاں آواز اور ہوا بھی نہ جاسکے آواز اور ہوا تو کیا! یوں کہئے کہ جہاں جبریل امین کا بھی گزرنہ ہو سکے وہاں بھی حضور ﷺ پہنچ جاتے ہیں بلکہ جہاں زمانہ اور مکان بھی نہ پایا جاسکے وہاں بھی حضور ﷺ پائے جاتے ہیں۔ یقین نہ ہو تو شب معراج کا حال سامنے رکھ لیجئے جس سے آپ کو ہمارے بیان کی تصدیق ہو جائے گی۔

مختصر یہ کہ لطافت ایسی صفت ہے جس کے ہوتے ہوئے قرب اور بعد مکانی کا اشکال باقی نہیں رہتا اور حضور ﷺ تو ایسے لطیف ہیں کہ تمام کائنات میں کوئی چیز رسول اللہ ﷺ کے برابر لطیف پیدا نہیں ہوئی۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ مکتوبات شریف، جلد ۳ ص ۱۸۷ مطبوعہ نولکشور لکھنؤ، میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا دلیل یہ ہے کہ ہر چیز کا سایہ اس چیز سے زیادہ لطیف ہوتا ہے اگر رسول اللہ ﷺ کا سایہ ہوتا تو رسول اللہ ﷺ کے وجود مبارک سے زیادہ لطیف ہوتا اور حضور ﷺ کے وجود مبارک کے برابر کوئی لطیف چیز جہاں میں پیدا نہیں ہوئی چہ جائیکہ اس سے زیادہ لطیف ہو۔ اس صورت میں حضور ﷺ کا سایہ کس طرح ہو سکتا ہے۔

حاصل کلام یہ ہے کہ حضور ﷺ تمام عالموں کے قریب اسی وقت ہو سکتے ہیں کہ جب اعلیٰ درجے کے نورانی، روحانی اور لطیف ہوں۔ چونکہ راحمًا للعالمین ہونے کی وجہ سے ان کا تمام جہانوں سے قریب ہونا ضروری ہے اس لئے ان کا روحانی، نورانی اور لطیف ہونا بھی ضروری ہوا۔

ایک آیت سے پانچ مسئلے وضاحت کے ساتھ ثابت ہو گئے یعنی حضور ﷺ تمام عالموں کے لئے رحمت فرمانے والے ہیں لہذا زندہ ہیں اور تمام کائنات کے حالات و کیفیات کے عالم بھی ہیں اور ساتھ ہی عالم کے ہر ذرے تک اپنی رحمت اور نعمت پہنچانے کی قدرت اور اختیار بھی رکھتے ہیں اور اس کے ساتھ عالم کو محیط اور تمام کائنات کی ہر شے سے قریب بھی ہیں۔ نیز ایسے روحانی نورانی اور لطیف ہیں کہ جس کی بنا پر آپ کا کسی ایک چیز کے قریب ہونا دوسری چیز سے بعید ہونے کو مستلزم نہیں بلکہ بیک وقت تمام افراد عالم سے یکساں قریب ہیں۔ (مقالات کاظمی)

آیت..... ۵

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾

سورہ الاحزاب آیت ۶ پارہ (۲۱)

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔

اولیٰ کے معنی ہیں زیادہ مالک، زیادہ قریب، زیادہ حقدار یہاں تینوں معنی درست ہیں معلوم ہوا کہ حضور ہر مؤمن میں حاضر و ناظر ہیں کہ جان سے بھی زیادہ قریب ہیں۔ (تفسیر نور العرفان)

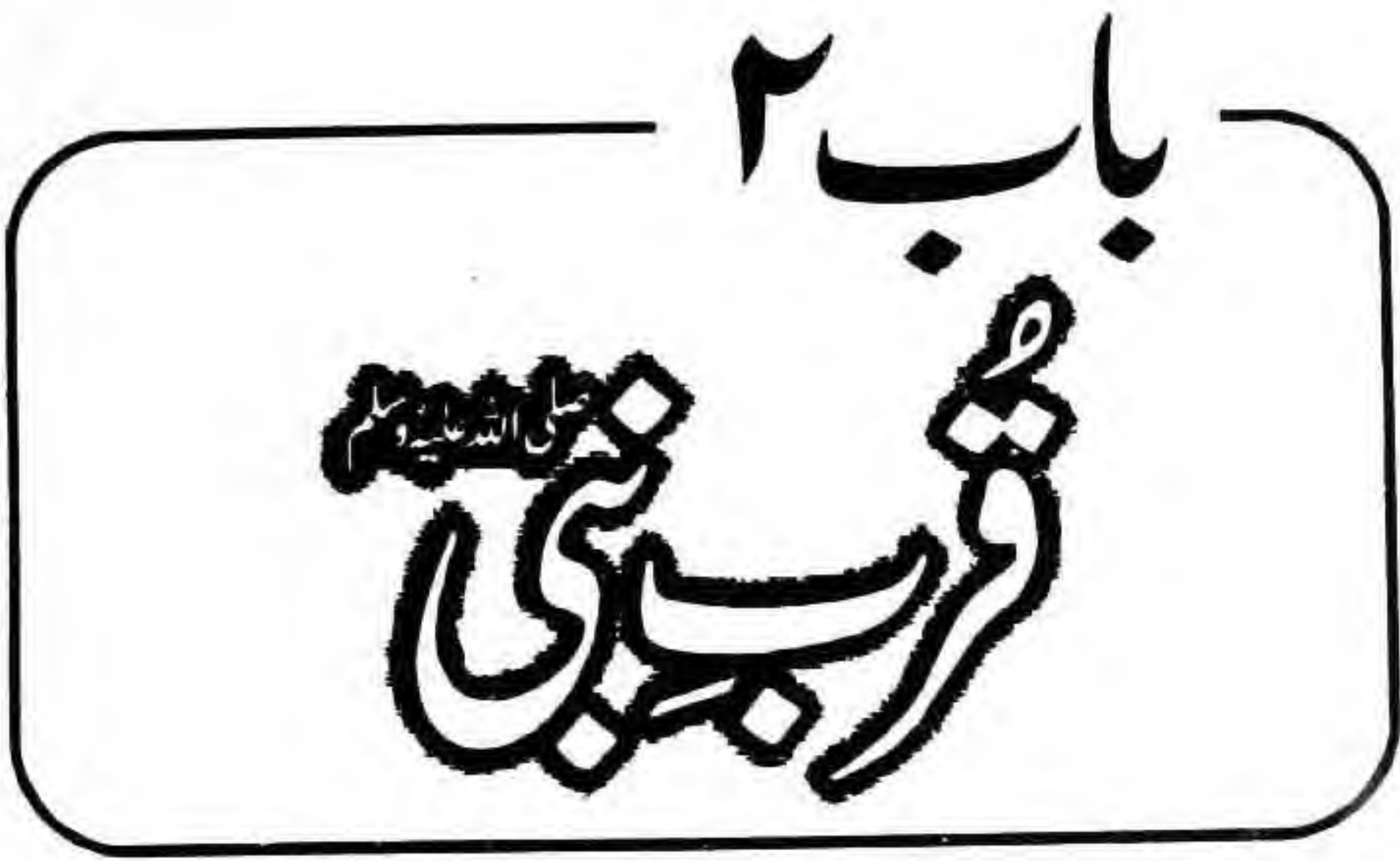
شیخ قاسم نانوتوی بانی مدرسہ دیوبند لکھتے ہیں:-

رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ اُن کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اُولیٰ بِمَعْنَى اقْرَب ہے۔

(تحذیر الناس ص: ۱۰- اور آب حیات ص: ۷۳)

سب سے زیادہ قریب ہم سے ہماری جان ہے اور جان سے بھی قریب نبی ﷺ





حدیث ۲.....

﴿حضور ﷺ دنیا اور آخرت میں ہر مومن کے قریب ہیں﴾

☆☆☆

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ، أَفَرُّوْا إِن شِئْتُمْ: ﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی مومن نہیں مگر میں دنیا اور آخرت میں اس کا سب سے قریبی ہوں اگر تم چاہو تو یہ آیت پڑھو

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنْفُسِهِمْ﴾

ترجمہ: یہ نبی مسلمانوں کا اُن کی جان سے بھی زیادہ مالک ہے۔

(بخاری حدیث: ۲۳۹۹ کتاب الاستقراض مشکاة حدیث ۳۰۴۱)

حدیث ۳.....

﴿رسول اللہ ﷺ پر ہیزگاروں کے قریب ہیں﴾

☆☆☆

عن معاذ بن جبل رضي الله عنه قال: لَمَّا بَعَثَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ إِلَى الْيَمَنِ خَرَجَ مَعَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يُؤْصِيهِ وَمَعَاذُ رَاكِبٍ وَرَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَمْشِي تَحْتَ

رَاحِلَتِهِ فَلَمَّا فَرَغَ قَالَ : يَا مُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ عَامِي هَذَا أَوْ لَعَلَّكَ أَنْ تَمُرَّ بِمَسْجِدِي هَذَا أَوْ بِقَبْرِي فَبِكِّي مُعَاذُ جَشَعًا لِفِرَاقِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ التَفَتَ فَأَقْبَلَ بِوَجْهِهِ نَحْوَ الْمَدِينَةِ ؟ فَقَالَ : إِنْ أَوْلَى النَّاسِ بِي الْمُتَّقُونَ مَنْ كَانُوا وَحَيْثُ كَانُوا.

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ جب انہیں رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تو رسول اللہ انہیں الوداع کرنے کے لئے نکلے آپ انہیں وصیت فرما رہے تھے حضرت معاذ سوار تھے اور رسول اللہ ﷺ اُن کی سواری کے ساتھ پیدل چل رہے تھے جب (وصیت سے) فارغ ہوئے تو فرمایا: اے معاذ ممکن ہے کہ تم اس سال کے بعد مجھے نہ ملو غالباً اب تم میری مسجد یا میری قبر پر گزرو گے تو جناب معاذ رسول اللہ ﷺ کی جدائی سے گھبرا کر بہت روئے پھر حضور ﷺ واپس ہوئے اور اپنا چہرہ پاک مدینہ کی طرف کیا اور فرمایا: لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں۔ (احمد ۲۱۵۴۷ سلسلہ احادیث الصحیحہ للہبانی حدیث ۲۴۹۷، مشکوٰۃ حدیث ۵۲۲۷ کتاب الرقاق)

اس فرمان عالی میں پانچ غیبی خبریں ہیں

ایک یہ کہ ہم عنقریب وفات پا جائیں گے دوسرے یہ کہ ہماری وفات مدینہ منورہ میں ہوگی تیسرے یہ کہ ہماری قبر انور مسجد نبوی شریف میں ہوگی چوتھے یہ کہ حضرت معاذ ہماری زندگی میں وفات نہ پائیں گے پانچویں یہ کہ حضرت معاذ ہماری قبر پر زیارت کے لئے آئیں گے یہ پانچوں باتیں علوم خمسہ سے ہیں یہ ہے ہمارے نبی ﷺ کا علم۔

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ یہ فرمان عالی سن کر رو پڑے کہ میں آج حضور ﷺ سے ہمیشہ کے لئے الوداع ہو رہا ہوں، آج مدینہ منورہ سے چلتے وقت جو حالت حجاج کی ہوتی ہے وہ بیان نہیں ہو سکتی۔

بدن سے جان نکلتی ہے، آہ سینے سے

ترے فدائی نکلتے ہیں جب مدینے سے

رسول اللہ ﷺ نے اُن کی تسلی کے لئے فرمایا ﴿لوگوں میں مجھ سے قریب تر وہ

لوگ ہیں جو پرہیزگار ہیں وہ جو بھی ہوں اور جہاں بھی ہوں﴾۔

اس فرمان عالی کے چند مقصد ہو سکتے ہیں ایک یہ کہ اے معاذ تم اس ظاہری فرق

سے غم نہ کرو تقویٰ اور پرہیزگاری اختیار کرو تو جہاں بھی رہو گے میرے قریب ہی رہو

گے، دوسرے یہ کہ تاقیامت مسلمان تقویٰ پرہیزگاری کے ذریعہ مجھ سے قریب ہو سکیں

گے، زبان، وطن، قومیت ہم سے قریب کرنے کے لئے کافی نہیں قرآن کے پاس

اطاعت کے قدم سے آؤ اور حضور کے پاس ارادت کے قدم سے پہنچو ہم صرف مدینے

میں نہیں رہتے ہم عاشقوں کے سینے میں رہتے ہیں بعض حضور کے قریب دارمکہ میں رہ

کر حضور سے دور رہے جیسے ابولہب بعض دور رہ کر حضور سے قریب رہے جیسے حضرت

اولیس قرنی رضی اللہ عنہ۔ (مرقات اربعۃ الممعات، مراۃ)

حدیث ۴۰۰۰۰۰

﴿نبی کریم ﷺ درود پڑھنے والوں کے قریب ہیں﴾



عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطِنٍ أَكْثَرُكُمْ عَلَى صَلَاةٍ فِي الدُّنْيَا، مَنْ صَلَّى عَلَىَّ فِي يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَلَيْلَةِ الْجُمُعَةِ مِائَةً مِنَ الصَّلَاةِ قَضَى اللَّهُ لَهُ مِائَةَ حَاجَةٍ سَبْعِينَ مِنْ حَوَائِجِ الْآخِرَةِ وَثَلَاثِينَ مِنْ حَوَائِجِ الدُّنْيَا ثُمَّ يُوَكَّلُ اللَّهُ بِذَلِكَ مَلَكًا يُدْخِلُهُ فِي قَبْرِى كَمَا تُدْخَلُ عَلَيْكُمْ الْهَدَايَا، إِنَّ عِلْمِي بَعْدَ مَوْتِي كَعِلْمِي فِي الْحَيَاةِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ

وسلم نے فرمایا:!

روزِ قیامت تم میں سے میرے زیادہ قریب ہر مقام پر وہ ہوگا جو دنیا میں مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا، جس نے جمعے کے دن اور جمعے کی رات میں مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھا اللہ تعالیٰ اُس کی سو حاجتیں پوری فرمایگا ستر حاجتیں آخرت کی اور تیس حاجتیں دنیا کی، اور اللہ تعالیٰ اس پر ایک فرشتہ مقرر کرتا ہے جو اس درود کو مجھ پر پیش کرتا ہے جیسے تم پر ہدیے پیش کئے جاتے ہیں میرا علم موت کے بعد بھی ایسا ہے جیسا زندگی میں تھا۔

(القول البدیع الباب الرابع ص: ۲۳۱)

حدیث..... ۵

﴿ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا عقیدہ ﴾



عن عبد اللہ رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ.

حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: قیامت میں مجھ سے زیادہ قریب وہ ہوگا جو مجھ پر زیادہ درود پڑھے گا
(ترمذی حدیث: ۴۸۴ کتاب الصلوٰۃ، مشکوٰۃ حدیث (۹۲۳) کتاب الصلوٰۃ باب الصلاة على النبي ﷺ)

قیامت میں سب سے آرام میں وہ ہوگا جو حضور کے ساتھ رہے اور حضور کی ہمراہی نصیب ہونے کا ذریعہ درود شریف کی کثرت ہے اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف بہترین نیکی ہے کہ تمام نیکیوں سے جنت ملتی ہے اور اس سے بزم جنت کے دولہا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص: ۱۰۰)

آج جسے دنیا کے کسی امیر و وزیر کا قرب نصیب ہو جائے لوگ کہہ رہے ہیں بڑا خوش قسمت ہے کہ اُسے ملک کے وزیر اعظم یا صدر کا قرب حاصل ہے تو اُس کی قسمت پر زمین و آسمان والے بھی ناز کرتے ہیں جسے امام الانبیاء محبوب خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو جائے کیونکہ جسے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہو گیا اُس کو خدا کا قرب نصیب ہو گیا۔

منزل ملی، مراد ملی، مدعلا
 جب مل گئے حضور تو سمجھو خدا ملا
 فضل رب العالی اور کیا چاہئے
 مل گئے مصطفیٰ اور کیا چاہئے

جنت میں ہر مومن کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا قرب نصیب ہوگا
 کیونکہ جنت میں وہی جاسکتا ہے جو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر کثرت سے درود
 و سلام پڑھتا ہے اب دیکھنا یہ ہے کہ جنت کتنی بڑی ہے اور وہاں مومنوں کی تعداد کتنی ہے
 جنت کی چوڑائی کے متعلق قرآن پاک میں آتا ہے

﴿وَسَارِعُوا إِلَىٰ مَغْفِرَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ وَجَنَّةٍ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ﴾

(سورہ آل عمران (۱۳۳))

ترجمہ: اپنے رب کی بخشش اور ایسی جنت کی طرف دوڑو جس کی چوڑائی میں زمین و
 آسمان آجائیں۔

جس جنت کی چوڑائی میں زمین و آسمان آجائیں تو اُس کی لمبائی کتنی ہوگی
 جنت میں کتنی مخلوق ہوگئی حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک کے پیدا
 ہونے والے مسلمان اُس میں جمع ہونگے اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہر ایک کے
 قریب ہونگے اور جب حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہر جنتی کے
 قریب ہو سکتے ہیں تو دنیا میں بھی ہر مومن کے قریب ہو سکتے ہیں کیونکہ حدیث میں ہے
 (آخرت کے مقابلے میں دنیا کی حیثیت ایسی ہے جیسے دریا کے سامنے قطرہ)

(مسلم حدیث: ۲۸۵۸) (مشکوٰۃ حدیث ۵۱۵۶)

اور ہر ایک کے قریب ہونے کو ہی حاضر و ناظر کہتے ہیں مسئلہ حاضر و ناظر اگر شرک ہوتا تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کبھی نہ فرماتے کہ میں ہر درود پڑھنے والے کے قریب ہوں گا۔

لا مکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

حدیث ۶.....

﴿حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾



عن سهل رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ بِالسَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَجَ بَيْنَهُمَا.

حضرت سہل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے، پھر آپ نے انگشت شہادت اور درمیانی انگلی سے اشارہ فرمایا اور دونوں کے درمیان تھوڑا سا فاصلہ رکھا۔

(بخاری حدیث: ۵۳۰۴ کتاب الطلاق، مشکوٰۃ حدیث ۴۹۵۲ کتاب البر باب النفقة والرحمة)

یتیم وہ نابالغ انسان ہے جس کا والد فوت ہو چکا ہو خواہ لڑکا ہو یا لڑکی لفظ یتیم ان دونوں کو شامل ہے اور بالغ ہونے کے بعد یتیمی باقی نہیں رہتی۔ یعنی جیسے ان دو انگلیوں میں کوئی فاصلہ نہیں ایسے ہی قیامت میں مجھ میں اور اُس میں کوئی فاصلہ نہ ہوگا یعنی اُس کو مجھ سے بہت ہی قرب نصیب ہوگا۔ اور یتیم کے ساتھ نیکی کرنے والے لاکھوں کروڑوں

ہوں گے اور حضور ﷺ اُن سب کے قریب ہوں گے اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں۔

حدیث..... ۷

﴿ہر مکان کا اجالا ہمارا نبی ﷺ﴾



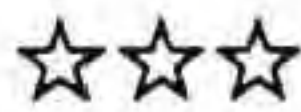
عن عمر رضی اللہ عنہ قال: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ أَنْ نَتَصَدَّقَ فَوَافَقَ ذَلِكَ عِنْدِي مَبَالًا فَقُلْتُ الْيَوْمَ أَسْبِقُ أَبَا بَكْرٍ إِنْ سَبَقْتُهُ يَوْمًا قَالَ فَجِئْتُ بِنِصْفِ مَالِي فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ قُلْتُ مِثْلَهُ وَأَتَى أَبُو بَكْرٍ بِكُلِّ مَا عِنْدَهُ فَقَالَ يَا أَبَا بَكْرٍ مَا أَبْقَيْتَ لِأَهْلِكَ فَقَالَ أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ قُلْتُ وَاللَّهِ لَا أَسْبِقُهُ إِلَى شَيْءٍ أَبَدًا.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم کو صدقہ کرنے کا حکم دیا اتفاقاً اس وقت میرے پاس مال بہت تھا تو میں نے سوچا کہ ابو بکر سے سبقت لے جانا میرے لئے اگر ممکن ہو تو وہ آج ہی کے دن ہو سکتا ہے۔ فرماتے ہیں کہ میں اپنا آدھا مال لایا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اپنے بال بچوں کے لئے کیا چھوڑا میں نے کہا کہ اتنا ہی اور ابو بکر سارا وہ مال لے آئے جو اُن کے پاس تھا فرمایا اے ابو بکر تم نے اپنے گھر والوں کے لئے کیا رکھا عرض کیا کہ میں نے اُن کے لئے اللہ و رسول کو رکھا میں نے سوچا کہ میں کسی چیز میں ان سے آگے نہ بڑھ سکوں گا۔ (ترمذی حدیث ۲۶۷۵ کتاب المناقب، ابوداؤد حدیث ۱۶۷۸ کتاب الزکوٰۃ، مشکوٰۃ حدیث ۶۰۳۰ کتاب المناقب) ناصر الدین البانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

سبحان اللہ کیا پیارا جواب ہے کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو
 چھوڑا حالانکہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما ہیں ابو بکر صدیق کے سامنے بیٹھے ہیں
 لیکن کہہ رہے ہیں کہ میں نے گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑا ہے معلوم ہوا کہ
 خلفاء راشدین کا بھی یہ عقیدہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ جسما ایک جگہ رہ کر بھی نورانیت اور
 روحانیت کے اعتبار سے ہر جگہ ہو سکتے ہیں رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر تردید نہیں
 فرماتے کہ ابو بکر کیا کہہ رہے ہو میں تو تمہارے سامنے موجود ہوں لیکن تم کہہ رہے ہو کہ
 میں گھر والوں کے لئے اللہ اور رسول کو چھوڑ آیا ہوں اگر یہ عقیدہ شرک و بدعت ہوتا تو
 رسول اللہ فوراً روک دیتے معلوم ہوا اللہ رسول پر تو کل شرک نہیں عین ایمان ہے ۔

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے

ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ



باب ۳

شخص واحد متعدد مقامات میں

ایک شخص کا متعدد مقامات میں دیکھا جانا نہ صرف ممکن ہے بلکہ بالفعل واقع ہے اس کی کئی صورتیں ہیں (۱) درمیان کے پردے اٹھا دیئے جائیں اور ایک شخص ایک جگہ ہوتے ہوئے کئی جگہ سے دیکھا جائے۔

۲..... ایک شخص موجود تو ایک جگہ ہے اس کی تصویریں کئی جگہ دکھائی جائیں۔ جیسے ٹی وی میں ہوتا ہے۔ حاضر و ناظر کا مسئلہ سمجھنے کے لئے ٹی وی بہت معاون ہو سکتا ہے بلکہ اب تو ایسا ٹیلی فون آ گیا ہے کہ آپس میں گفتگو بھی ہو رہی ہے اور ایک دوسرے کی تصویر بھی دکھائی دے رہی ہے جو چیز آلات کے ذریعے سے واقع ہو رہی ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی قدرت میں نہیں ہوگی؟ یقیناً ہوگی تو استبعاد کیوں؟

۳..... اللہ تعالیٰ شخص واحد کے لئے متعدد اجسام مثالیہ مسخر فرما دیتا ہے ان میں متصرف اور کنٹرول کرنے والی ایک ہی روح ہوتی ہے اس سے وہ تکرر جزئی لازم نہیں آئے گا جسے مناطقہ محال کہتے ہیں۔ کیونکہ وحدت اور تعداد کا مدار روح پر ہے۔ جب روح ایک ہے تو وہ ایک ہی شخص کہلائے گا چاہے اجسام مختلف ہوں۔

(من عقائد اہل السنۃ عربی ص ۳۳۵)

اس کی تائید اس حدیث شریف سے ہوتی ہے جس میں بیان کیا گیا ہے کہ بطور خرق عادت ایک شخص کے متعدد اجسام ہو سکتے ہیں۔

﴿مسلمانوں کے بچے جنت کے ہر دروازہ پر بیک وقت موجود ہونگے﴾



عن قُرَّةِ الْمَزْنِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : إِنْ رَجُلًا كَانَ يَأْتِي النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنٌ لَهُ فَقَالَ لَهُ النَّبِيُّ ﷺ أَتُحِبُّهُ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَحَبُّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ فَقَدَّه النَّبِيُّ ﷺ فَقَالَ مَا فَعَلَ ابْنُ فُلَانٍ قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ مَاتَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ لِأَبِيهِ أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ أَبَاكَ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ يَنْتَظِرُكَ فَقَالَ الرَّجُلُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَلَهُ خَاصَّةٌ أَوْ لِكُلِّنَا قَالَ بَلْ لِكُلِّكُمْ.

حضرت قرہ مزنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص اپنے بچے کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آیا کرتا تھا تو اُس سے نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کیا تم اس سے محبت کرتے ہو؟ اُس نے کہا اللہ بھی آپ سے اتنی محبت کرے جتنی میں اس سے محبت کرتا ہوں پھر نبی ﷺ نے اُس کے بیٹے کو نہیں دیکھا تو آپ نے پوچھا فلاں شخص کے بیٹے کو کیا ہوا؟ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ وہ فوت ہو گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے اُس کے باپ سے فرمایا: کیا تم یہ پسند نہیں کرتے کہ تم جنت کے جس دروازے سے بھی داخل ہو تمہارا بیٹا اُس دروازہ پر (پہلے سے) موجود تمہارا انتظار کر رہا ہو؟ ایک شخص نے پوچھا: یا رسول اللہ آیا یہ بشارت اس شخص کے لئے خاص ہے؟ یا ہم سب کے لئے ہے؟

آپ نے فرمایا: بلکہ تم سب کے لئے ہے۔ (احمد حدیث: ۱۹۸۵۲، مشکوٰۃ حدیث: ۱۷۵۶ کتاب الجنائز باب البكاء، شرح مسلم سعیدی جلد ۱ ص: ۷۵۸)

یعنی اس خبر کے بعد جب وہ شخص حضور ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے یا جب حضور ﷺ اُن کے پاس تعزیت کے لئے تشریف لے گئے تب اُس شخص سے مخاطب ہو کر یہ فرمایا مطلب یہ ہے کہ تم جنتی ہو اور تمہارے جنت میں داخلے کی شان یہ ہوگی کہ تمہارا یہ بچہ تمہارے لئے جنت کا وہ دروازہ جس سے تم جانے والے ہو گے کھلوائے ہوئے کھڑا ہوگا اور تمہارے استقبال کے لئے وہاں تمہیں موجود ملے گا قیامت میں وہ تمہاری شفاعت پہلے ہی کر چکا ہوگا لہذا اس حدیث میں بچے کی شفاعت کا انکار نہیں اس سے معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ ہر ایک کے انجام اور اُس کے جنتی دوزخی ہونے بلکہ اُس کے مرتبہ و درجہ اور وہاں پیش آنے والے حالات سے خبردار ہیں کہ کون کس حال میں کس دروازہ سے جنت میں جائے گا یہ بھی معلوم ہوا کہ قیامت میں شفاعت کرنے والے بچوں کو بھی یہ پتہ ہوگا کہ ہمارے ماں باپ کب اور کس دروازہ سے جنت میں جائیں گے حضور ﷺ تو شفاعت کبریٰ کے مالک ہیں آپ کو ہر ایک کے ہر حال کی خبر ہے،

یہاں صاحبِ مرقات نے فرمایا: فیہ اشارۃ الی أن خرق العادة من تعدد الأجساد المكتسبة حیث أن الولد موجود فی کل باب من أبواب الجنة.

اس حدیث میں یہ اشارہ ہے کہ بطور خرق عادت اجساد مثالیہ متعدد ہوتے ہیں، کیونکہ وہ بچہ (بیک وقت) جنت کے ہر دروازہ پر موجود ہوگا۔ مرقات ۲/۱۰۹ مطبوعہ

مکتبہ امدادیہ ملتان

مزید فرماتے ہیں:- جب اولیاء اللہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے تو ان کے لئے ایسے اجساد امثالیہ کا تعدد بعید نہیں ہے جو آن واحد میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔ مرقات جلد ۳ ص ۳۱، ۱۰۹

اور یہ ناممکن بھی نہیں اجسام مثالی لاکھوں ہو سکتے ہیں آئینہ میں اور ٹیلی ویژن میں ایک شخص کے ہزاروں عکس بیک وقت متعدد جگہ موجود ہو جاتے ہیں یہ فقط ایک مثال ہے۔ (مرآة جلد ۲ ص ۵۱۹)

جنت کے ایک دروازہ کی چوڑائی چالیس سال کی مسافت ہے (مکھوۃ: ۵۶۲۹) اور جنت کے آٹھ دروازے ہیں آپ اندازہ لگائیں کہ جب ایک عام بچہ بہ یک وقت جنت کے ہر دروازہ پر موجود ہو سکتا ہے تو پھر ولی کی شان کیا ہوگی پھر صحابی کی پھر نبی کی اور پھر امام الانبیاء کی اگر ایک بچہ حاضر و ناظر ہو سکتا ہے تو پھر نبی ﷺ کے متعلق یہ نظریہ شرک و بدعت کیوں ہوگا کوئی مانے نہ مانے ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

خلق سے اولیاء اولیاء سے رسل
اور رسولوں سے اعلیٰ ہمارا نبی ﷺ
لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

جناب اشرف علی تھانوی دیوبندی لکھتے ہیں:

محمد بن الحضرمی مجذوب نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے۔ (جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

حدیث..... ۹

﴿انبیاء کرام کا بعد از وصال حج کرنا﴾



عن ابی موسی رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

لَقَدْ مَرَّ بِالرُّوحَاءِ سَبْعُونَ نَبِيًّا فِيهِمْ نَبِيُّ اللَّهِ مُوسَى عَلَيْهِمُ السَّلَامُ حُفَاةٌ عَلَيْهِمُ
الْعَبَاءُ يُؤْمُونَ بَيْتَ اللَّهِ الْعَتِيقِ. وَفِي رَوَايَةٍ:
لَقَدْ حَجَّ هَذَا الْبَيْتَ سَبْعُونَ نَبِيًّا كُلُّهُمْ خَلَعُوا نِعَالَهُمْ مِنْ ذِي طُوًى تَعْظِيمًا
لِلْحَرَمِ.

حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مقام روحا سے ستر انبیاء کرام علیہم السلام گزرے ہیں اُن میں موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں وہ
تمام ننگے پاؤں اور عبا میں پہنے ہوئے بیت اللہ شریف کے ارادے سے جا رہے ہیں۔

ایک روایت میں ہے اس گھر کا ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے حج کیا ہے اور تمام نے

ذی طویٰ سے حرم شریف کی تعظیم کی خاطر اپنی جوتیاں اتار دی ہیں۔

(رواہ ابویعلیٰ والطبرانی ولاحا س باسنادہ فی المتابعات، ترغیب و ترہیب حدیث: ۱۷۳۹ جلد ۲/۱۱۸، تخیل ص الحمر

لا بن حجر عسقلانی کتاب الحج باب دخول مکة جلد ۲ ص ۳۶۳ حدیث: ۱۰۰۹)

حدیث ۱۰.....

﴿مسجد خیف (منی) میں ستر انبیاء کرام کا نماز ادا کرنا﴾



عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُونَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوسَى كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَيْهِ وَعَلَيْهِ عِبَاءُ ثَانٍ قَطَوَانِيَّتَانِ وَهُوَ مُحْرِمٌ عَلَى بَعِيرٍ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مسجد خیف میں ستر انبیاء کرام علیہم السلام نے نماز ادا کی ہے جن میں حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی ہیں گویا میں اُن کی طرف دیکھ رہا ہوں اور اُن پر دو قطوانی عبا میں ہیں اور وہ حالت احرام میں اونٹ پر سوار ہیں۔ (رواہ الطبرانی فی الاوسط باسناد حسن، ترغیب و ترہیب حدیث: ۱۷۳۶ جلد ۲/۱۱۷)

حدیث ۱۱.....

﴿حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام کا حج کرنا﴾



عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال:

لَمَّا مَرَّ رَسُولُ اللَّهِ بِوَادِي عُسْفَانَ حِينَ حَجَّ قَالَ: يَا أَبَا بَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ وَادِي عُسْفَانَ قَالَ: لَقَدْ مَرَّ بِهِ هُوْدٌ وَصَالِحٌ عَلَى بَكَرَاتٍ حُمْرٍ يُلْبِثُونَ بِحُجُوتِ الْبَيْتِ الْعَتِيقِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حج کے سفر میں جب وادی عسفان سے گزرے فرمایا: اے ابوبکر یہ کونسی وادی ہے عرض کیا وادی عسفان فرمایا: اس وادی سے حضرت ہود اور حضرت صالح علیہما السلام سرخ اونٹنیوں پر سوار ہو کر آئے ہیں وہ تلبیہ پڑھتے ہوئے بیت اللہ العتیق کا حج کرنے جا رہے ہیں۔

احمد مدیث ۱۹۶۳، ترغیب وترہیب حدیث: ۱۷۳۷ جلد ۲/۱۱۷، تخلص الحیر لا بن حجر عسقلانی کتاب الحج باب دخول مکة جلد ۲ ص ۳۶۳ حدیث: ۱۰۰۹

حدیث ۱۲.....

﴿حضرت موسیٰ اور حضرت یونس علیہما السلام کا حج کرنا﴾



عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال:

سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ فَقَالَ: أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ فَقَالُوا: وَادِي الْأَزْرَقِ قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ وَاضِعًا إِصْبَعَهُ فِي أُذُنِهِ لَهُ جُؤَارٌ إِلَى اللَّهِ بِالتَّلْبِيَةِ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي.، قَالَ ثُمَّ سَرْنَا حَتَّى أَتَيْنَا عَلَى ثَنِيَّةٍ فَقَالَ: أَيُّ ثَنِيَّةٍ هَذِهِ؟ قَالُوا: هَرَشَى أَوْ لِفَتْ. قَالَ: كَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى يُونُسَ عَلَيْهِ السَّلَامُ عَلَى نَاقَةٍ حَمْرَاءَ عَلَيْهِ جُبَّةٌ صُوفٍ مَارًا بِهَذَا الْوَادِي مُلَبِّيًا

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے

ساتھ مکہ اور مدینہ کے درمیان ایک وادی کے پاس سے گزرے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ وادی ازرق ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت

موسیٰ علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ انہوں نے اپنی انگلیاں کانوں میں دی ہوئی ہیں اور بلند آواز سے تبلیہ پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں، حضرت ابن عباس نے فرمایا پھر ہم نے چلنا شروع کیا یہاں تک کہ ہم ایک وادی میں پہنچے آپ نے فرمایا: یہ کون سی وادی ہے؟ صحابہ نے عرض کیا یہ ہرثہ یا لفت ہے آپ نے فرمایا گویا کہ میں حضرت یونس علیہ السلام کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ ایک سرخ رنگ کی اونٹنی پر سوار ہیں اُن پر ایک اونٹنی جبہ ہے اور وہ لبیک پڑھتے ہوئے اس وادی سے گذر رہے ہیں۔

مسلم حدیث: ۱۶۶ کتاب الایمان مشکوٰۃ ۵۷۱ کتاب الفعائل باب بدء الخلق

ان تمام احادیث سے حیات النبی ﷺ اور حاضر و ناظر کا مسئلہ روزِ روشن کی طرح واضح ہو گیا مانے والوں کے لئے یہی حدیثیں کافی ہیں علامہ اقبال کہتے ہیں

تقدیر ام کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا
مومن کی فراست ہو تو کافی اشارہ

شارح مسلم علامہ نووی اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں

الرّیہ اعتراض کیا جائے کہ انبیاء کرام حج اور تبلیہ کس طرح کرتے ہیں حالانکہ وہ وفات پا چکے ہیں اس کا جواب یہ ہے اُنہم کالشہداء بل ہم افضل منہم والشہداء اُحیاء عند ربہم فلا یبعد أن یحجوا ویصلوا کما ورد فی الحدیث الآخر۔ کہ انبیاء علیہم السلام بمنزلہ شہداء ہیں بلکہ ان سے افضل ہیں اور شہداء اپنے رب کے نزدیک زندہ ہیں اس لئے ان کا حج کرنا اور نماز پڑھنا بعید نہیں جیسا کہ دوسری حدیث میں بیان کیا گیا ہے۔

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں۔

بعض محققین ابدال کی وجہ تسمیہ یہ بیان کرتے ہیں کہ انہیں جب کسی جگہ جانا مقصود ہوتا ہے تو وہ پہلی جگہ اپنے بدلے میں اپنی مثال چھوڑ کر چلے جاتے ہیں، اور سادات صوفیہ کے نزدیک عالم اجسام اور ارواح کے درمیان ایک عالم مثال بھی ثابت ہے جو عالم اجسام سے لطیف اور عالم ارواح سے کثیف ہوتا ہے اور روحوں کا مختلف صورتوں میں متمثل ہونا اسی عالم مثال پر مبنی ہے، اور حضرت جبریل علیہ السلام کا حضرت وحیہ کلبی رضی اللہ عنہ کی صورت میں اور حضرت مریم علیہا السلام کے پاس بشری صورت میں متمثل ہونا اسی عالم مثال کے قبیل سے ہے، اور اسی وجہ سے یہ جائز ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام چھٹے آسمان پر موجود ہوں اور اسی وقت اپنی قبر میں بھی جسم مثالی کے ساتھ موجود ہوں اور حضرت سیدنا محمد ﷺ نے ان کو دونوں جگہ دیکھا ہو

(جذب القلوب ص ۲۷۹ باب نمبر ۱۴ زیارت روضہ مقدسہ)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

چونکہ یہ حضور ﷺ کا آخری حج تھا اس لئے آسمانوں اور زمین سے حضرات انبیاء کرام برکت حاصل کرنے کے لئے شریک ہوئے۔ حضور ﷺ نے انہیں ملاحظہ فرمایا اس واقعہ سے چند مسئلے معلوم ہوئے ایک یہ کہ حضرات انبیاء کرام بہ حیات کامل زندہ ہیں۔ ان کی موت ان کی زندگی کو فنا نہیں کرتی جیسے شہدا کا قتل ان کی زندگی کو فنا نہیں کرتا۔ دوسرے یہ کہ وہ حضرات جہاں چاہیں جاتے آتے ہیں۔ تیسرے یہ کہ ان کی صرف روح نہیں جاتی بلکہ جسم شریف بھی سیر کرتا ہے۔ چوتھے یہ کہ انہیں اس دنیا کی خبر رہتی ہے کہ آج کہاں کیا ہو رہا ہے دیکھو حضور ﷺ کا حج اس جہان میں ہوا اور ان حضرات کو اس جہان میں خبر ہوئی۔

پانچویں یہ کہ حضور ﷺ اور حضور کے بعض غلام ان بزرگوں کو دیکھتے اور ان کی آوازیں سنتے ہیں ان سے ملاقاتیں کرتے ہیں اونٹنی پر سوار ہونا کانوں میں انگلیاں دینا تلبیہ کہنا جسم کا کام ہے صرف روح کا نہیں۔ (مراۃ جلد ۷ ص ۵۸۹)

علامہ شبیر احمد عثمانی دیوبندی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

انسانی روحیں جب پاکیزہ ہوں تو وہ ابدان سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کی صورتوں میں یا کسی اور صورت میں متمثل ہو کر چلی جاتی ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت وحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اعرابی کی صورت میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا چلے جاتے ہیں اس کے باوجود ان کا اپنے ابدان اصلیہ سے تعلق برقرار رہتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور جس طرح بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہوں پر دکھائی دیتے ہیں اور ان سے افعال صادر ہوتے ہیں، اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے، جو صرف کسی جاہل اور معاند ہی سے متصور ہو سکتا ہے اور علامہ ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی ﷺ کی ایک وقت میں متعدد جگہ زیارت کی جاتی ہے حالانکہ اس وقت آپ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثیب احمر کے پاس اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفعائل) اور ان کو آسمان میں بھی دیکھا اور آپ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان فرض نمازوں کے معاملہ میں مکالمہ ہوا، شب معراج نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی ایک جماعت کو بھی آسمانوں پر دیکھا حالانکہ ان کی قبریں زمین پر ہیں

اور کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ وہ اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل تھے۔ (فتح المسلمین ج ۱ ص ۳۰۵-۳۰۶) مطبوعہ مطبع الحجاز کراچی

حدیث..... ۱۳

﴿شہادت امام حسین رضی اللہ عنہ کے وقت
رسول اللہ ﷺ میدان کربلا میں موجود تھے﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما انه قال :

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِيمَا يَرَى النَّائِمُ ذَاتَ يَوْمٍ يَنْصِفُ النَّهَارَ اشْعَثَ أَغْبَرَ بِيَدِهِ
قَارُورَةً فِيهَا دَمٌ فَقُلْتُ يَا أَبِیْ أَنْتَ وَأُمِّی مَا هَذَا؟ قَالَ هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ
لَمْ أَزَلْ أَلْقِطُهُ مُنْذُ الْيَوْمِ فَأَخْصِنِي ذَلِكَ الْوَقْتُ فَأَجِدُ قُتِلَ ذَلِكَ الْوَقْتُ

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک دوپہر کے وقت میں
نے رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ گیسوئے مبارک بکھرے ہوئے ہیں اور
دست مبارک میں ایک شیشی ہے جس میں خون تھا عرض گزار ہوا کہ میرے ماں باپ
آپ پر قربان، یہ کیا ہے؟ فرمایا کہ حسین اور اس کے ساتھیوں کا خون ہے میں دن بھر
اسے جمع کرتا رہا ہوں میں نے وہ وقت یاد رکھا تو معلوم ہوا کہ اسی وقت شہید کئے گئے
تھے (احمد حدیث، مشکوٰۃ حدیث، کتاب المناقب باب مناقب اہل بیت النبی ﷺ)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب اس حدیث کے تحت لکھتے ہیں:

اس سے چند مسئلے معلوم ہوئے

ایک یہ کہ بعد وفات بھی حضور ﷺ کو دین اور دنیا کے واقعات کی خبر ہے کہ کہاں کیا ہو رہا ہے۔

دوسرے یہ کہ حضور ﷺ جہاں بھر کی سیر فرما سکتے ہیں کربلا عراق میں ہے مدینہ منورہ حجاز میں مگر مدینے والے محبوب اس موقع پر وہاں تشریف لے گئے۔

تیسرے یہ کہ حضور ﷺ کو کسی جگہ آنے جانے میں قطعاً دیر نہیں لگتی دیکھو وہاں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ شہید ہو رہے ہیں یہاں سے حضور ﷺ آن کی آن میں تشریف لے بھی گئے آ بھی گئے

چوتھے یہ کہ حضور ﷺ اپنی امت کے اعمال ان کے تحفے ہدیے ہاتھ شریف میں لے سکتے ہیں انہیں قبول کر سکتے ہیں خون امام حسین رضی اللہ عنہ جو اعلیٰ درجہ کی عبادت رب کی بارگاہ میں تحفہ تھا دیکھو حضور ﷺ کے دستِ اقدس میں ہے۔

پانچویں یہ کہ حضور ﷺ جہاں بھی تشریف لے جائیں مدینہ منورہ آپ سے خالی نہیں ہوتا اس لئے زائرین آپ پر سلام عرض کرتے رہتے ہیں جیسے ہمارا نور نظر جب آسمان کی سیر کر رہا ہوتا ہے تب آنکھ اس سے خالی نہیں ہو جاتی ورنہ اندھی ہو جاتی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص: ۴۹۲)

انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار کا یہ عالم ہے کہ معراج کی رات ادھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو قبر میں دیکھا بیت المقدس پہنچے تو وہاں استقبال کے لئے پہلے موجود تھے تمام نبیوں کو نماز پڑھائی پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے تو وہاں انبیاء کرام علیہم السلام استقبال کے لئے پہلے موجود تھے اس سے ثابت ہوا کہ براق کی رفتار سے انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار تیز ہے یہ عام انبیاء کرام علیہم السلام کی رفتار کا عالم ہے کہ براق

سے پہلے پہنچ گئے پھر امام الانبیاء کی رفتار کا کیا کہنا۔ اس سے یہ بھی ثابت ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کہیں آنے جانے کے لئے ہوائی جہاز کے ٹکٹ کی بھی ضرورت نہیں۔

حدیث..... ۱۴

﴿ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا عقیدہ﴾



عن سلمة قالت دخلت على أم سلمة رضي الله عنها وهي تبكي فقلت ما يبكيك؟ قالت: رأيت رسول الله ﷺ - تغني في المنام - وعلى رأسه ولحيته التراب فقلت: مالك يا رسول الله؟ قال: شهدت قتل الحسين أنفاً.

حضرت سلمہ بیان کرتی ہیں کہ میں ام المؤمنین ام سلمہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی وہ رورہی تھیں میں نے کہا آپ کو کیا چیز رلاتی ہے؟ آپ نے فرمایا: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یعنی خواب میں آپ کے سر اور داڑھی مبارک پر مٹی ہے تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ کا یہ حال کیسا ہے فرمایا میں ابھی قتل حسین کے موقع پر حاضر تھا۔

(ترمذی حدیث ۳۷۷۱ کتاب المناقب، مشکاة حدیث ۶۱۶۶ کتاب الفضائل باب، مناقب اہل بیت)

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

..... حضور ﷺ اس دنیا سے بے خبر نہیں (۲) اپنی وفات کے بعد بھی عالم کی سیر فرماتے ہیں اپنی امت کے حالات کا مشاہدہ کرتے ہیں وہ جو کہا جاتا ہے کہ حضور ﷺ میلاد شریف میں تشریف لاتے ہیں اس کا ماخذ یہ حدیث ہے (۳) مقبولوں کی رفتار نورِ نظر کی رفتار سے زیادہ تیز ہوتی ہے (۴) حضور ﷺ کہیں تشریف لے جائیں مدینہ آپ سے

خالی نہیں ہوتا جیسے نورِ نظر آسمان کی سیر کرے مگر آنکھ میں بھی رہتا ہے حضور ﷺ نے ہاتھ بڑھا کر جنت کا خوشہ پکڑ لیا مگر رہے مدینہ میں۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۸ ص: ۴۷۷)

حدیث..... ۱۵

﴿انبیاء کرام علیہم السلام بیک وقت
اپنی قبروں، بیت المقدس اور آسمانوں پر موجود تھے﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِيَ بِي عِنْدَ الْكَثِيبِ الْأَحْمَرِ وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ .
حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
معراج کی رات کثیبِ احمر کے مقام پر موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے میرا گذر ہوا درآں
حالات کہ وہ اپنی قبر میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفضائل)

حدیث..... ۱۶

﴿ہر نبی اپنی قبر میں زندہ ہے﴾

☆☆☆

عن أنس رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ :
الأنبياءُ أحياءُ في قبورِهِمْ يُصلُّونَ .
حضرت انس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نماز پڑھتے ہیں۔

(سلسلۃ الاحادیث الصحیحہ از ناصر الدین البانی حدیث: ۶۲۱، پہلی فی حیاۃ الانبیاء)

حدیث..... ۱۷۱

﴿ رسول اللہ ﷺ کا قبر انور میں نماز پڑھنا ﴾



عن سعید بن عبد العزيز قال : لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤْذَنْ فِي مَسْجِدِ النَّبِيِّ ﷺ ثَلَاثًا وَلَمْ يُقَمْ وَلَمْ يَتَرَخْ سَعِيدُ بْنُ الْمُسَيَّبِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَكَانَ لَا يَعْرِفُ وَقْتُ الصَّلَاةِ إِلَّا بِهَمِّهِمْ يَسْمَعُهَا مِنْ قَبْرِ النَّبِيِّ ﷺ وَقَالَ لَمْ أَزَلْ أَسْمَعُ الْأَذَانَ وَالْإِقَامَةَ فِي قَبْرِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَيَّامَ الْحَرَّةِ حَتَّى عَادَ النَّاسُ.

سعید بن عبد العزیز بیان کرتے ہیں کہ ایام حرہ میں تین دن نبی کریم ﷺ کی مسجد میں اذان دی گئی نہ اقامت کہی گئی سعید بن مسیب رضی اللہ عنہ ان دنوں میں مسجد نبوی سے نہیں نکلے، انہیں نماز کے وقت کا صرف اس پست آواز سے پتہ چلتا تھا جس کو وہ نبی کریم ﷺ کی قبر انور سے سنتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں میں ایام الحرہ میں ہمیشہ قبر رسول ﷺ سے اذان اور اقامت کی آواز سن رہا حتیٰ کہ لوگ واپس لوٹ آئے۔

دارمی حدیث ۹۳ کتاب المقدمہ باب ما اکرم اللہ تعالیٰ نبيہ ﷺ بعد موتہ، خصائص کبری جلد ۲ ص: ۳۹۰ باب حیاۃ ﷺ فی قبرہ، شیخ ابن عبد الوہاب فی احکام تمنی الموت مجموعہ مؤلفاتہ جلد ۳ ص: ۴۷، مشکوٰۃ حدیث ۵۹۵۱ کتاب الفعائل باب الکرامات

تو زندہ ہے واللہ تو زندہ واللہ
میرے چشمِ عالم سے چھپ جانے والے

☆☆☆

حدیث..... ۱۸

﴿بیت المقدس میں انبیاء کرام علیہم السلام کی امامت فرمانا﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : أُتِيتُ بِدَابَّةٍ فَوْقَ الْحِمَارِ
وَدُوبِ الْبَغْلِ خَطُوهَا عِنْدَ مُنْتَهَى طَرَفِهَا فَرَكِبْتُ وَمَعِيَ جِبْرِيلُ عَلَيْهِ السَّلَامُ
فَسِرْتُ فَقَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَذَرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطَيْبَةٍ وَإِلَيْهَا
الْمُهَاجِرُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَذَرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِطُورِ
سَيْنَاءَ حَيْثُ كَلَّمَ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ ثُمَّ قَالَ انْزِلْ فَصَلِّ فَتَزَلْتُ
فَصَلَّيْتُ فَقَالَ أَتَذَرِي أَيْنَ صَلَّيْتَ صَلَّيْتَ بِبَيْتِ لَحْمٍ حَيْثُ وُلِدَ عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ ثُمَّ دَخَلْتُ بَيْتَ الْمَقْدِسِ فَجُمِعَ لِيَ الْأَنْبِيَاءُ عَلَيْهِمُ السَّلَامُ فَقَدَّمَنِي
جِبْرِيلُ حَتَّى أَمَّنْتُهُمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو گدھے سے بڑا اور خچر سے چھوٹا تھا وہ اپنی حدنگاہ پر
قدم رکھتا تھا میں سوار ہوا اور میرے ساتھ جبریل امین تھے میں نے سیر کی حضرت جبریل
علیہ السلام کہا اتر یے اور نماز پڑھئے میں نے ایسا ہی کیا تو جبریل نے کہا آپ جانتے

ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طیبہ (مدینہ منورہ) میں نماز پڑھی ہے اور اسی کی طرف آپ ہجرت فرمائیں گے پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اترئیے اور نماز پڑھئے میں نے نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے طور سیناء میں نماز پڑھی ہے جہاں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا تھا پھر تھوڑی دیر کے بعد کہا اترئیے اور نماز پڑھئے میں اتر ا اور نماز پڑھی تو جبریل نے کہا آپ جانتے ہیں کہ آپ نے کہاں نماز پڑھی؟ آپ نے بیت لحم میں نماز پڑھی ہے جہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا میلاد ہوا تھا پھر میں بیت المقدس میں داخل ہوا میرے لئے انبیاء کرام کو جمع کیا گیا تو جبریل نے مجھے آگے کر دیا تو میں نے اُن کو نماز پڑھائی۔

(نسائی حدیث: ۴۴۹ کتاب الصلاۃ باب فرض الصلاۃ جلد ۱)

نماز اقصیٰ میں تھا یہی سرعیاں ہوں معنی اول و آخر
کہ دست بستہ ہیں پیچھے حاضر جو سلطنت آگے کر گئے تھے

حدیث..... ۱۹

﴿حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا عقیدہ﴾



عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : قال رسول اللہ ﷺ : وَقَدْ رَأَيْتُنِي فِي
جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ فَإِذَا مُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي وَإِذَا عِيسَى عَلَيْهِ
السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي وَإِذَا إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلَامُ قَائِمٌ يُصَلِّي فَحَانَتْ الصَّلَاةُ
فَأَمْسَتْهُمْ فَلَمَّا فَرَعْتُ مِنَ الصَّلَاةِ قَالَ قَائِلٌ يَا مُحَمَّدُ هَذَا مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ

فَسَلَّمَ عَلَيْهِ فَالْتَفَتْ إِلَيْهِ فَبَدَأَنِي بِالسَّلَامِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اور میں نے اپنے آپ کو گروہ انبیاء میں پایا۔ میں نے دیکھا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے پھر نماز کا وقت آیا تو میں نے اُن کی امامت کی جب میں نماز سے فارغ ہوا تو مجھے ایک کہنے والے نے کہا یہ مالک ہیں جو جہنم کے داروغہ ہیں انہیں سلام کیجئے میں اُن کی طرف متوجہ ہوا تو انہوں نے مجھے پہلے سلام کیا۔ (مسلم حدیث: ۷۲۰ کتاب الایمان باب اسراء النبی ﷺ، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۶۶ کتاب الفعائل باب المعراج)

عظمتوں کے نگینے جڑے ہیں نام نبیوں کے بیشک بڑے ہیں
مقتدی بن کے پیچھے کھڑے ہیں وہ جو پہلے سے آئے ہوئے ہیں

حدیث..... ۲۰۲

﴿آسمانوں پر انبیاء علیہم السلام سے ملاقات﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ: فَاَنْطَلَقَ بَنِي جَبْرِئِيلَ حَتَّى
اَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا فَاسْتَفْتَحَ، فَقِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِئِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟
قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ اُرْسِلَ اِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعَمَ
الْمَجْنِيُّ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَاِذَا فِيهَا اَدَمُ، فَقَالَ: هَذَا اَبُوكَ اَدَمُ فَسَلَّمَ

عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ. ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّانِيَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَحْيَى وَعِيسَى، وَهُمَا ابْنَا الْخَالَةِ قَالَ: هَذَا يَحْيَى وَعِيسَى فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِمَا، فَسَلَّمْتُ فَرَدَّا، ثُمَّ قَالَا: مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الثَّالِثَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِذَا يَوْسُفُ، قَالَ: هَذَا يَوْسُفُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الرَّابِعَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: أَوْقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ فَفُتِحَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ إِلَى اءَدْرِيسَ، قَالَ: هَذَا اءَدْرِيسُ فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَباً بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الْخَامِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَباً بِهِ فَنِعْمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا هَارُونُ، قَالَ: هَذَا

ہارونُ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

ثُمَّ صَعِدَ بِي حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ السَّادِسَةَ فَاسْتَفْتَحَ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ أُرْسِلَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قِيلَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعَمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا مُوسَى، قَالَ: هَذَا مُوسَى فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالْأَخِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ، فَلَمَّا تَحَاوَزْتُ بَكِي، قِيلَ لَهُ مَا يُبْكِيكَ؟ قَالَ أَبْكِي لِأَنَّ غُلَامًا بُعِثَ بَعْدِي يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مِنْ أُمَّتِهِ أَكْثَرُ مِمَّنْ يَدْخُلُهَا مِنْ أُمَّتِي.

ثُمَّ صَعِدَ بِي إِلَى السَّمَاءِ السَّابِعَةِ فَاسْتَفْتَحَ جِبْرِيلُ، قِيلَ: مَنْ هَذَا؟ قَالَ: جِبْرِيلُ، قِيلَ: وَمَنْ مَعَكَ؟ قَالَ: مُحَمَّدٌ ﷺ، قِيلَ: وَقَدْ بُعِثَ إِلَيْهِ؟ قَالَ: نَعَمْ، قَالَ: مَرْحَبًا بِهِ فَنِعَمَ الْمَجِيءُ جَاءَ، فَلَمَّا خَلَصْتُ فَإِذَا اِبْرَاهِيمُ، قَالَ: هَذَا أَبُوكَ فَسَلَّمَ عَلَيْهِ، فَسَلَّمْتُ عَلَيْهِ فَرَدَّ السَّلَامَ، ثُمَّ قَالَ: مَرْحَبًا بِالابْنِ الصَّالِحِ وَالنَّبِيِّ الصَّالِحِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

حضرت جبریل مجھے لے کر چل پڑے، یہاں تک کہ آسمان دنیا پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں داخل ہوا تو وہاں حضرت آدم علیہ السلام تھے کہا یہ تمہارے والد حضرت آدم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں

نے جواب دیا پھر فرمایا صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ دوسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام تھے وہ دونوں خالہ زاد بھائی ہیں جبریل نے کہا یہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ علیہما السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا ان دونوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ تیسرے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے دروازہ کھول دیا گیا جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت یوسف علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت یوسف علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چوتھے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا خوب آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ادریس علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت ادریس علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا

پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ پانچویں آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا خوب آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ہارون علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت ہارون علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔

پھر جبریل مجھے اوپر لے گئے حتیٰ کہ چھٹے آسمان پر پہنچے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام تھے جبریل نے کہا یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بھائی اور صالح نبی مرحبا۔ جب وہاں سے آگے بڑھے تو وہ رونے لگے آپ سے پوچھا گیا کہ آپ کس بات پر روئے؟ فرمایا اس لئے کہ ایک فرزند میرے بعد نبی بنائے گئے اُن کی امت میری امت سے زیادہ جنت میں داخل ہوگی۔

پھر جبریل مجھے ساتویں تک لے گئے جبریل علیہ السلام نے دروازہ کھلوا یا کہا گیا کون ہے فرمایا جبریل کہا گیا تمہارے ساتھ کون ہے فرمایا حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں کہا گیا کیا انہیں بلایا گیا ہے جواب دیا ہاں کہا گیا خوش آمدید کیا اچھا آنے والا آیا ہے جب میں اندر داخل ہوا تو وہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام موجود تھے جبریل نے کہا یہ

آپ کے باپ حضرت ابراہیم علیہ السلام ہیں انہیں سلام کرو میں نے انہیں سلام کیا انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر کہا صالح بیٹے اور صالح نبی مرحبا۔

(بخاری حدیث ۳۸۸۷ کتاب مناقب الانصار باب المعراج، مسلم حدیث ۱۶۳، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۶۲ کتاب الفعائل باب المعراج)

حضرات محترم معراج شریف کی ان احادیث سے ثابت ہو رہا ہے کہ تمام انبیاء کرام زندہ ہیں اور صرف زندہ ہی نہیں باہر بھی آ جاسکتے ہیں اپنے غلاموں کی امداد بھی فرماتے ہیں جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی مدد سے پختالیس نمازیں معاف ہوگی اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں واقعہ معراج شریف حیات النبی ﷺ اور حاضر و ناظر ہونے کی ایسی قوی دلیل ہے جس کو رد نہیں کیا جاسکتا جس کا نبی ﷺ کے فرمان اور واقعہ معراج پر ایمان ہے وہ نبی ﷺ کی حیات اور مسئلہ حاضر و ناظر کا انکار نہیں کر سکتا ہے اور جس کا اس حدیث پر اور واقعہ معراج پر ایمان نہیں وہ اہل حدیث نہیں ہو سکتا اور جو اہل حدیث نہیں وہ اہل سنت نہیں فی الحقیقت اہل حدیث اور اہل سنت ہم ہیں جو نبی ﷺ کے فرمان پر ایمان لاتے ہیں کچھ لوگ اپنے کو اہل حدیث کہتے ہیں لیکن حقیقت میں وہ منکر حدیث ہیں میں یہ بات پوری ذمہ داری سے اور ڈنکے کی چوٹ پر کہتا ہوں کہ جو احادیث مبارکہ پر دل سے ایمان لے آئے وہ بد عقیدہ نہیں رہ سکتا مندرجہ ذیل واقعہ میرے اس دعویٰ کی تصدیق کرے گا۔

ایمان افروز واقعہ

﴿خطیب الہدایت کا واقعہ معراج سن کر سنی ہونا﴾

☆☆☆

واقعہ معراج شریف ایسا ایمان افروز واقعہ ہے جو دل کی دنیا میں انقلاب برپا کر دیتا ہے اور اسی واقعہ کو سن کر قاری محمد جاوید اقبال غیر مقلد خطیب مرکزی مسجد اہل حدیث کا مونگی گوجرانوالہ (پاکستان) نے غیر مقلدیت کو چھوڑ کر مسلک حق اہل سنت کو قبول کیا اور اب وہ گوجرانوالہ جامع مسجد غازی گل روڈ حمید کالونی میں اہل سنت کا خطیب ہے اُس نے اپنا غیر مقلد سے سنی حنفی بننے کا پورا واقعہ خود لکھ کر شائع کیا ہے اور یہ واقعہ کتاب ”میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی کے آخر میں چھپا ہوا ہے جس کا دل چاہے اس واقعہ کی تحقیق کرے یہ واقعہ پڑھنے سے تعلق رکھتا ہے میں اس کتاب میں بخوف طوالت پورا واقعہ نہیں لکھنا چاہتا صرف اس کا ایک حصہ اور اقتباس پیش کرتا ہوں قاری جاوید صاحب لکھتے ہیں:-

۱۷ اپریل ۱۹۸۶ء بروز بدھ جامع مسجد الہدایت ہیڈ بمبائوالہ تحصیل ڈسکہ ضلع سیالکوٹ میں ایک جلسہ عام بسلسلہ سیرت النبی ﷺ منعقد ہوا جس میں خطابات کے لئے حبیب الرحمن یزدانی حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری، محمد حسین شیخوپوری، حافظ عبد القادر روپڑی کو بلایا گیا اس جلسہ کی نقابت میرے ذمہ تھی۔ دورانِ تقریر حافظ محمد عبد اللہ شیخوپوری نے معراج مصطفیٰ ﷺ بیان کرتے ہوئے کہا کہ معراج کی رات اللہ کے پاک پیغمبر حضرت محمد ﷺ نے انبیاء کو نماز پڑھائی میرے ذہن میں سوال پیدا ہوا کہ

ایک طرف ہمارا عقیدہ ہے کہ نبی کریمؐ ہو چکے ہیں (نعوذ باللہ) دوسری طرف ہمارے مناظر صاحب کہہ رہے ہیں کہ نبی کریمؐ نے انبیاء کرام کو نماز پڑھائی دوسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ نبی کریمؐ نے نماز پڑھائی اور کون کون سی آیات قرآن مجید کی پڑھیں اور پیچھے انبیاء علیہم السلام نے کیا پڑھا تیسرا سوال یہ پیدا ہوا کہ معراج کی رات جو اللہ تعالیٰ نے پچاس نمازیں فرض کی تھیں۔ پچاس سے پانچ کروانے کا جو سبب بنے، ان کا نام حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے۔ چھٹے آسمان پر روح تھی یا کہ خود حضرت موسیٰ علیہ السلام بمعہ جسم موجود تھے۔ یہ تینوں سوال تھے۔ اس کانفرنس میں میں نے تین دفعے لکھ کر دیئے۔ لیکن جواب نہ مل سکا۔ بہر حال دوسرے مقرر کی تقریر کا وقت ہوا میں نے دوسرے مقرر کا نام لینے سے پہلے ان تینوں سوالوں کو دہرایا تا کہ مقرر میرے سوالوں کا جواب دے سکیں جلسہ انتشار کی نذر ہوا مقررین کے چہروں کے رنگ تبدیل ہو چکے تھے۔ وقت گذرتا گیا۔ بعد ازاں قلعہ پھمن سنگھ والی کانفرنس کا وقت آ گیا اُس میں بمب کا دھماکہ ہوا جس میں حبیب الرحمن یزدانی اور احسان الہی ظہیر موت کی بھینٹ چڑھ گئے۔ ۲۴ جولائی ۱۹۸۷ء کو بروز اتوار جامع مسجد محمدیہ اہل حدیث محلہ فیصل آباد گوجرانوالہ میں بیاد شہداء اہل حدیث کانفرنس منعقد ہوئی جس میں شمشاد احمد سلفی، معین الدین لکھنوی، حافظ عبداللہ شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی وغیرہ علماء قابل ذکر ہیں۔ میں نے وہاں پر بھی سوالات دہرائے۔ جوابوں سے مطلع نہ کیا گیا۔ بلکہ جھڑک کر بٹھا دیا گیا۔ میں کب باز آنے والا تھا۔ جلسہ کے اختتام پر میں نے حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پھر سوال کیا۔ لیکن یہ کہہ کر ٹال دیا گیا۔ یہ کوئی خاص مسائل نہیں ہیں۔ جس پر تم بضد ہو۔ کوئی اور بات کریں۔ لیکن میرا ذہن مطمئن نہیں تھا۔ دل میں طرح طرح کے خیالات

آتے تھے۔

دل پریشان تھا۔ آخر کس کے پاس جاؤں کس سے مسائل حل کراؤں اس دوران کچھ کتب کا مطالعہ کیا مثلاً صراط مستقیم، تقویۃ الایمان، کتاب الوسیلہ، کتاب التوحید، تحفۃ الوہابیہ، تحذیر الناس، براہین قاطعہ رسالہ الامداد، حفظ الایمان، فتاویٰ رشیدیہ وغیرہ ان چند کتب کی کفریہ عبارات پڑھ کر دل بہت بیزار ہوا۔

کچھ ہی دنوں بعد اہلحدیثوں اور سنیوں میں مناظرہ، اختیار مصطفیٰ ﷺ، ہونا قرار پایا۔ کاچھو پورہ لاہور جامع مسجد رحمانیہ اہل حدیث اور جامعہ مسجد غوثیہ رضویہ جگہ مقرر کی گئی۔ اہل حدیثوں کی طرف سے حافظ محمد عبداللہ شیخوپوری، حافظ عبدالقادر روپڑی، شمشاد احمد سلفی مقرر ہوئے اور محمد حنیف روپڑی صاحب صدر مناظر مقرر ہوئے اور سنیوں کی طرف سے علامہ عبدالنواب صدیقی اور دوسرے علماء تھے۔ میں اس مناظرہ میں بطور معاون تھا۔ میں نے سوچا کہ میرے ذہن میں جو مسائل کے بارے میں خلش ہے وہ دور ہو جائے گی۔ ۲۲ دسمبر ۱۹۸۷ء اور جمعرات کا دن تھا۔ میں نے مناظرہ شروع ہونے سے قبل یہ تینوں سوالات رفیق احمد سلفی سے پوچھے۔ انہوں نے دوسری طرف رخ کیا۔ قصہ مختصر جواب نہ ارد۔ آخر کار میں ہمت کر کے سنیوں کے اسٹیج پر پہنچا علامہ عبدالنواب صدیقی صاحب کے آگے سوالات کا پرچہ رکھا۔ تو انہوں نے سترہ احادیث مبارکہ حیات النبی ﷺ کے متعلق لکھ کر دیں اور کہا کہ جاؤ اپنے مناظرین سے ان احادیث کے متعلق پوچھو، آیا یہ احادیث صحاح ستہ میں موجود ہیں یا کہ نہیں۔ صحیح ہیں یا ضعیف ہیں۔ میں وہ احادیث لے کر اپنے مناظرین کے پاس آیا اور حافظ عبداللہ شیخوپوری سے پوچھا کہ یہ احادیث کہاں پر ہیں؟ صحیح ہیں یا ضعیف ہیں؟ تو جواب ملا کہ

ان میں تین احادیث صحیح ہیں باقی ضعیف ہیں۔ تو میں نے کہا کہ اگر تین حدیثوں پر بھی ہمارا ایمان ہو تو معلوم ہوا کہ انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں لہذا ہمارا عقیدہ من گھڑت ہے۔ گستاخ ہے۔ لعنت ہے ایسے عقیدے پر جس میں انبیاء کی توہین ہو۔ میں ایسے بُرے گندے اور گستاخ عقیدے سے توبہ کرتا ہوں۔ اتنی باتیں کر کے

جب میں سنیوں کے اسٹیج پر پہنچا تو علامہ عبدالنواب صاحب نے اعلان کیا کہ سنیوں تم کو مبارک ہو کہ تم نے مناظرہ جیت لیا ہے۔ لوگوں نے کہا علامہ صاحب کیسے؟ تو صدیقی صاحب نے کہا یہ قاری جاوید اقبال گستاخ گندے عقیدے سے توبہ کر کے مسلک حق اہل سنت میں آ چکے ہیں۔ پھر کیا تھا وہابیوں نجدیوں کی تو نانی مرگئی اور سنیوں کے اسٹیج سے نعرہ تکبیر نعرہ رسالت اور نعرہ غوثیہ اور مسلک حق اہل سنت والجماعت زندہ باد کے نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ وہاں سے پھر جلوس کی شکل میں داتا دربار حاضری ہوئی۔ دربار شریف میں پہلی حاضری تھی سلام کے بعد صدیقی صاحب کہنے لگے قاری صاحب شان اولیاء بیان کریں اپنا تائب ہونے کا واقعہ مختصر بیان کریں اپنا واقعہ تو بیان کر سکتا تھا۔ اولیاء کرام کی شان کیسے بیان کرتا۔ کیا معلوم تھا کہ ولیوں کی شان کیا ہوتی ہے۔ صدیقی صاحب نے مجھے پانی دیا کہ قاری صاحب یہ داتا سرکار کی سبیل کا پانی ہے پی لیں۔ وہ پانی کیا تھا جیسے پیتا گیادل میں نورانیت پیدا ہوتی رہی۔ پھر کیا تھا میں نے تقریباً ایک گھنٹہ پچیس منٹ شان اولیاء بیان کی۔ تمام رات مبارک بادوں میں گذر گئی۔

۱۴۔ اکتوبر ۱۹۹۸ء کو میرے خاندان والوں نے میرے قتل کرنے کا منصوبہ

بنایا بلکہ قتل کا پچاس ہزار روپیہ دینا مقرر ہوا قاتل کو نصف قیمت پہلے ادا کی گئی اور نصف

قتل کے بعد دینی قرار پائی.....

(میں وہابی سے سنی کیسے ہوا؟ اور کیوں ہوا) یہ رسالہ میٹھی میٹھی سنتیں اور دعوتِ اسلامی کے آخر میں بھی موجود ہے۔

نور خدا ہے کفر کی حرکت پہ خندہ زن

پھونکوں سے یہ چراغ بجھایا نہ جائے گا

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سماوات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثیل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ (نثر الطیب ص ۶۵ مطبوعہ تاج کمپنی لیٹڈ کراچی) اللہ تعالیٰ کی قدرت تو محل کلام نہیں ہے لیکن انبیاء کرام علیہم السلام کو اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے اس قسم کے اختیار عطا فرماتا ہے۔

﴿ تو زندہ ہے واللہ، تو زندہ ہے واللہ ﴾



عن أوس بن أوس رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

إِنَّ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ خُلِقَ آدَمُ وَفِيهِ قُبُضَ وَفِيهِ النُّفْحَةُ وَفِيهِ الصَّغَقَةُ فَاتَّخِذُوا عَلَى مِنَ الصَّلَاةِ فِيهِ فَإِنَّ صَلَاتَكُمْ مَعْرُوضَةٌ عَلَى قَالُوا يَا رَسُولَ اللَّهِ كَيْفَ تُعْرَضُ صَلَاتُنَا عَلَيْكَ وَقَدْ أَرِمْتَ يَقُولُونَ بَلَيْتَ فَقَالَ إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ.

حضرت اوس بن اوس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تمہارے بہترین دنوں میں سے جمعہ کا دن ہے اس دن میں حضرت آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی میں وفات دیئے گئے اور اسی میں صور پھونکا جائے گا اور اسی میں بے ہوشی ہے لہذا اس دن میں مجھ پر درود زیادہ پڑھو کیونکہ تمہارے درود مجھ پر پیش ہوتے ہیں لوگ بولے یا رسول اللہ ہمارے درود آپ پر کیسے پیش ہونگے آپ تو رمیم ہو چکے ہونگے (یعنی گلی ہڈی) آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین پر انبیاء کرام کے جسموں کا کھانا حرام کر دیا ہے۔ (ابوداؤد حدیث (۱۰۴۷) کتاب الصلاة باب فضل یوم الجمعة، ابن ماجہ ۱۶۳۶، نسائی ۱۳۷۳، مشکوٰۃ حدیث (۱۳۶۱) کتاب الصلاة باب یوم الجمعة، اس حدیث کو ناصر الدین البانی نے صحیح قرار دیا ہے

حدیث ۲۲.....

﴿بیک وقت کروڑوں مسلمانوں کے سلام کا جواب دینا﴾

☆☆☆

عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَيَّ إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيَّ رُوحِي حَتَّى أَرُدَّ عَلَيْهِ السَّلَامَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس وقت بھی کوئی شخص سلام پیش کرتا ہے اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روح لوٹائی ہوئی ہوتی ہے حتیٰ

کہ میں اس کے سلام کا جواب دیتا ہوں۔ (ابوداؤد حدیث: ۲۰۴۱ کتاب المناسک باب زیارت القبور، مشکوٰۃ حدیث (۹۲۵) کتاب الصلاۃ باب الصلاۃ علی النبی ﷺ، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ حدیث ۲۲۶۶ جلد ۵ ص: ۳۳۸ باب من حیاء ﷺ فی البرزخ)

۳۳۸ باب من حیاء ﷺ فی البرزخ)

مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:

یہاں روح سے مراد توجہ ہے نہ وہ جان جس سے زندگی قائم ہے حضور تو بحیات دائمی زندہ ہیں اس حدیث کا مطلب یہ نہیں کہ میں ویسے تو بے جان رہتا ہوں کسی کے درود پڑھنے پر زندہ ہو کر جواب دیتا رہتا ہوں ورنہ ہر آن حضور پر لاکھوں درود پڑھے جاتے ہیں تو لازم آئے گا کہ ہر آن لاکھوں بار آپ کی روح نکلتی اور داخل ہوتی رہے خیال رہے کہ حضور ﷺ ایک آن میں بی شمار درود خوانوں کی طرف یکساں توجہ رکھتے ہیں سب کے سلام کا جواب دیتے ہیں جیسے سورج بہ یک وقت سارے عالم پر توجہ کر لیتا ہے ایسے ہی آسمان نبوت کے سورج ایک وقت میں سب کا درود و سلام سن بھی لیتے ہیں اور

اُس کا جواب بھی دیتے ہیں لیکن اُس میں آپ کو کوئی تکلیف بھی محسوس نہیں ہوتی کیوں نہ ہو کہ مظہر ذات کبریا ہیں رب تعالیٰ بیک وقت سب کی دعائیں سنتا ہے۔

(مرآة شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص: ۱۰۱)

حدیث..... ۲۳

﴿قبر میں سرکار آئیں تو قدموں میں گروں﴾



عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ:

إِنَّ الْعَبْدَ إِذَا وُضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ أَصْحَابُهُ وَإِنَّهُ لَيَسْمَعُ قَرْعَ نِعَالِهِمْ أَتَاهُ مَلَكَانِ فَيَقْعِدَانِهِ فَيَقُولَانِ مَا كُنْتَ تَقُولُ فِي هَذَا الرَّجُلِ لِمُحَمَّدٍ ﷺ فَأَمَّا الْمُؤْمِنُ فَيَقُولُ أَشْهَدُ أَنَّهُ عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ فَيُقَالُ لَهُ انْظُرْ إِلَى مَقْعِدِكَ مِنَ النَّارِ قَدْ أَبَدَلَكَ اللَّهُ مَقْعِدًا مِنَ الْجَنَّةِ فَبَرَاهُمَا جَمِيعًا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب میت کو دفنایا جاتا ہے اور اُس کے عزیز واقارب دفن کر واپس جاتے ہیں تو وہ مردہ واپس جانے والوں کے جوتوں کی آواز بھی سنتا ہے اُس کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور میت کو بٹھاتے ہیں اور کہتے ہیں بتا اس شخصیت یعنی محمد ﷺ کے متعلق کیا کہا کرتا تھا مومن جواب دیتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں فرشتے کہتے ہیں اپنے دوزخ والے ٹھکانے کو دیکھ اُس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنتی ٹھکانہ عطا فرما دیا ہے تو مومن قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیتا ہے۔

بخاری حدیث (۱۳۷۴) مسلم حدیث (۲۸۷۰) مشکوٰۃ حدیث (۱۲۶) کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر

شیخ القرآن والحديث مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

اس حدیث سے چند مسئلے معلوم ہوئے

۱..... موت کے بعد قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہونیکے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔

۲..... میت اپنی قبر میں سے جنت و دوزخ کو آنکھوں سے دیکھتا ہے حالانکہ یہ دونوں اس کی قبر سے کروڑوں میل دور ہیں جب مردے کی دور بینی کا یہ عالم ہے تو اگر وہ ساری زمین اور زمین والوں کو دیکھے تو کیا بعید ہے آج حضور ﷺ اپنے ہر امتی کے ہر حال کو دیکھ رہے ہیں اور ان کی ہر بات سن رہے ہیں اسی لئے ہر نمازی ہر جگہ سے انہیں نماز میں سلام کہتا ہے السلام علیک ایہا النبی ورحمة اللہ وبرکاتہ۔

۳..... معراج کی رات سارے نبی بیت المقدس میں اور پھر آفا فانا آسمانوں پر موجود تھے یہ ہے روح میت کی رفتار۔

۴..... منکر نکیر فرشتوں میں یہ طاقت ہے کہ بیک وقت ہزاروں جگہ جاسکتے ہیں ہزار ہا قبروں میں ایک آن میں موجود ہو کر سب مردوں سے حساب کر لیتے ہیں اسی کو حاضر و ناظر کہا جاتا ہے لہذا اگر انبیاء و اولیاء بیک وقت چند جگہ موجود ہوں تو کوئی قباحہ نہیں اور نہ یہ عقیدہ شرک ہے۔

۵..... حساب و کتاب حضور ﷺ سے نہیں لیا گیا کیونکہ حضور ﷺ کی پہچان کا تو حساب

۶..... قبر میں ہر مردے کو قریب سے حضور کی زیارت کرائی جاتی ہے جیسا کہ ہذا سے معلوم ہوا ہذا وہاں بولتے ہیں جہاں چیز نظر بھی آرہی ہو اور قریب بھی ہو۔

۷..... ہذا سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اشارہ حسیہ ہوتا ہے نہ کہ عقلیہ اور وہمیہ یعنی فرشتے جمال محمدی دکھا کر پوچھتے ہیں محض دہنی، وہمی چیز کی طرف اشارہ نہیں کرتے کیونکہ کافر حضور ﷺ سے خالی الذہن ہے اگر اس کے سامنے جمال محمدی نہ ہوتا تو وہ تعجب سے کہتا کسے پوچھتے ہو؟ یہاں تو کوئی بھی نہیں یہ حدیث حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی ایسی قوی دلیل ہے کہ منکرین سے اس کا جواب نہ ہو سکے گا

۸..... حضور ﷺ بیک سب کی قبور میں پہنچ سکتے ہیں یا سب کو بیک وقت نظر آ سکتے ہیں جیسے سورج کی شعائیں بیک وقت لاکھوں جگہ موجود اور بیک وقت خود ہر جگہ سے نظر آتا ہے سورج بیک وقت لاکھوں آئینوں میں جلوہ گری کر سکتا ہے تو نبوت کا سورج بھی لاکھوں قبروں کو بیک وقت چمکا سکتا ہے۔ اس سے حاضر و ناظر کا مسئلہ حل ہوا۔

۹..... فرشتے خود حضور ہی کی زیارت کراتے ہیں نہ کہ آپ کے فوٹو کی کیونکہ فوٹو نہ رجل ہے نہ اُس فوٹو کا نام محمد ہے نہ وہ فوٹو نبی ہے جیسے پتھر کو خدا کہنا شرک ہے ایسے ہی کسی فوٹو کو نبی بتانا بھی کفر ہے۔

۱۰..... عشاق اس دیدار قبر کی بنا پر موت کی تمنا کرتے ہیں اور عاشقوں کی موت کو عرس کہا جاتا ہے یعنی برات کا یاد دلہا کی دید کی عید کا دن۔ (مراۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۱ ص ۱۲۷-۱۲۹)

جان تو جاتے ہی جائے گی قیامت یہ ہے

کہ یہاں مرنے پہ ٹھہرا ہے نظارہ تیرا

قبر میں سرکار آئیں تو قدموں میں گروں
 گرفتار بھی اٹھائیں تو میں اُن سے یوں کہوں
 اے فرشتو پائے سرکار سے میں کیوں اٹھوں
 مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دلربا کے واسطے

شیخ الحدیث علامہ عبدالحکیم شرف قادری صاحب لکھتے ہیں:

وجہ استدلال یہ ہے کہ ہذا اسم اشارہ ہے اور اسماء اشارہ کا حقیقی استعمال محسوس اشارہ کے لئے ہوتا ہے مولانا جامی کافیہ کی شرح میں فرماتے ہیں:- اسماء اشارہ کو مشار الیہ کی طرف ظاہری اعضاء سے اشارہ حسیہ کرنے کے لئے وضع کیا گیا ہے اور ذلکم اللہ ربکم میں محسوس اشارہ نہیں ہے اس جگہ اسم اشارہ کا استعمال مجازاً ہے۔ علامہ ابن حاجب فرماتے ہیں ذاللقرب ذاکے ساتھ قریب کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے۔ اصول فقہ کا قاعدہ ہے کہ جب تک حقیقت پر عمل ہو سکے مجاز ساقط اور ناقابل اعتبار ہوگا حدیث میں وارد کلمات ہذا الرجل سے ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ ہر قبر والے کے سامنے قریب اور محسوس ہوتے ہیں کیونکہ ہذا اسم اشارہ کا حقیقی معنی یہی ہے جو حضرات یہ کہتے ہیں کہ یہ معلوم دہنی کی طرف اشارہ کیا جاتا ہے، انہیں ثابت کرنا پڑے گا کہ اس جگہ ایسا قرینہ پایا گیا ہے جو حقیقت کے مراد لینے سے مانع ہے و ذونہ حرط الفتاد ہمیں بتایا جائے کہ وہ قرینہ کونسا ہے؟ جب کہ حقیقت کے مراد لینے کے لئے کسی قرینے کی ضرورت نہیں ہے۔

مقصد یہ ہے کہ دنیا میں ہزاروں افراد مرتے ہیں اور زیر زمین دفن ہوتے

ہیں سب کو سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہوتی ہے اور سب سے یہی سوال ہوتا ہے کہ اس ہستی کے بارے میں کیا کہا کرتا تھا؟ ایک صاحب کہنے لگے کہ میت کے سامنے سے پردے اٹھا دیئے جاتے ہیں اس لئے اُسے سرکارِ دو عالم ﷺ کی زیارت ہو جاتی ہے۔ راقم نے اُن سے گزارش کی کہ امتی کے سامنے سے تو عملاً پردے اٹھا دیئے گئے، لیکن اللہ تعالیٰ کے حبیب اکرم ﷺ کے لئے کونسا مانع ہے کہ آپ کے سامنے سے پردے نہیں اٹھائے جاسکتے اس کا مطلب یہ ہوا کہ امتی کے سامنے سے پردے اٹھ سکتے ہیں، نبی کے سامنے سے نہیں اٹھ سکتے ﷺ۔ (من عقائد النبوة عربی ص ۳۳۳)

”پھر قابلِ غور بات ہے یہ بھی ہے کہ نکیرین کیلئے بیک وقت دنیا کی ہزاروں لاکھوں قبروں میں آنا ممکن ہے تو سب فرشتوں سے الطف حضورِ رحمتِ دو عالم ﷺ کیلئے ہر قبر میں تشریف لانا کیوں دشوار ہے“..... (آسی)

باب ۴

اعمالِ امت و رحمتِ دو عالم ﷺ کے حضور

حدیث.....۲۴

﴿رسول اللہ ﷺ پر امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے﴾



عن أبي ذر رضى الله عنه قال قال رسول الله ﷺ

عُرِضَتْ عَلَى أَعْمَالِ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا فَوَجَدْتُ فِي مَحَاسِنِ أَعْمَالِهَا
الَّذِي يُعَاطُ عَنِ الطَّرِيقِ ، وَوَجَدْتُ فِي مَسَاوِي أَعْمَالِهَا النُّخَاعَةَ تَكُونُ فِي
الْمَسْجِدِ لَا تُدْفَنُ .

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مجھ پر میری امت کے اچھے اور برے اعمال پیش کئے گئے میں نے امت کے اچھے
اعمال میں سے ایک عمل، راستے سے ایذا دینے والی چیز کا ہٹانا، دیکھا اور برے اعمال
میں ایک عمل وہ تھوک دیکھا جو مسجد میں ہو اور جسے دفن نہ کیا گیا ہو۔ (مسلم حدیث ۵۵۳ کتاب
المساجد مشکوٰۃ حدیث ۷۰۹، کتاب الصلوٰۃ باب المساجد)

یعنی تا قیامت میرا جو امتی جو اچھا بُرا عمل کرے گا مجھے سب دکھا دیئے گئے اس
سے معلوم ہوا کہ نبی ﷺ اپنے ہر امتی اور اُس کے ہر عمل سے خبردار ہیں حضور ﷺ کی
نگاہیں اندھیرے اجالے میں، کھلی چھپی معدوم موجود ہر چیز کو دیکھ لیتی ہیں جن کی آنکھ
میں مازاغ کا سرمہ ہو اُس کی نگاہ ہمارے خواب و خیال سے زیادہ تیز ہے ہم خواب
و خیال میں ہر چیز کو دیکھ لیتے ہیں حضور ﷺ چشم سر سے ہر چیز کا مشاہدہ کر لیتے ہیں۔

(مراۃ جلد ۱ ص: ۴۳۹)

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی
آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حدیث..... ۲۵

﴿ہر چھوٹا بڑا عمل پیش کیا گیا﴾

☆☆☆

عن انس رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ ﷺ

عُرِضَتْ عَلَيَّ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاةُ يُخْرِجُهَا الرَّجُلُ مِنَ الْمَسْجِدِ وَعُرِضَتْ
عَلَيَّ ذُنُوبُ أُمَّتِي فَلَمْ أَرْ ذَنْبًا أَعْظَمَ مِنْ سُورَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ أَوْ آيَةٍ أُوتِيَهَا رَجُلٌ
لَمْ نَسِيَهَا.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ مجھ پر میری امت کے ثواب پیش کئے گئے حتیٰ کہ وہ کوڑا بھی جسے آدمی مسجد سے نکال
دے مجھ پر میری امت کے گناہ پیش کئے گئے تو میں نے اس سے بڑا کوئی گناہ نہ دیکھا
کہ کسی شخص کو قرآن کی سورت یا آیت دی گئی پھر وہ اُسے بھول گیا۔

(ترمذی حدیث: ۲۹۱۶ ابواب فضائل القرآن، مشکوٰۃ حدیث ۷۲۰ کتاب الصلاة باب المساجد)

﴿میری زندگی اور وصال دونوں تمہارے لئے بہتر ہے﴾



عن عبد الله بن مسعود رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

حَيَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ تُحَدِّثُونَ وَيُحَدِّثُ لَكُمْ فَإِذَا أَنَا مِتُّ كَانَتْ وَفَاتِي خَيْرٌ لَّكُمْ
تُغَرِّضُ عَلَيَّ أَعْمَالَكُمْ فَإِنْ رَأَيْتُ خَيْرًا حَدِّثُ اللَّهَ وَإِنْ رَأَيْتُ شَرًّا اسْتَغْفِرْتُ
لَكُمْ.

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میری زندگی تمہارے لئے بہتر ہے تم بات چیت کرتے ہو اور تم سے بات چیت کی جاتی
ہے پھر جب میں وصال کر جاؤں گا تو میری وفات بھی تمہارے لئے بہتر ہوگی مجھ پر
تمہارے اعمال پیش کئے جائیں گے سو تمہارا جو نیک عمل دیکھوں گا اس پر اللہ کا شکر ادا
کروں گا اور جو بُرا عمل دیکھوں گا اس پر میں تمہارے لئے اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں

گا۔ (رواہ ابوداؤد رجالہ رجال الصحیح، مجمع الزوائد ۲۳/۹، کتاب الوفاء حدیث ۱۵۶۳ ص ۸۲۶، الفہیم عربی ص ۲۵۷

اردو ص ۲۹۶)

﴿ہر صبح و شام اعمال پیش کئے جانا﴾



عن سعید بن المسیب رضی اللہ عنہ

لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُغَرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ غُذُوَّةٌ وَعَشِيَّةٌ فَيَعْرِفُهُمْ بِسَيِّمَاتِهِمْ وَأَعْمَالِهِمْ. فَلِذَلِكَ يَشْهَدُ عَلَيْهِمْ يَقُولُ اللَّهُ تَبَارَكَ وَتَعَالَى ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾ (سورہ نساء ۴۱)

سعید بن مسیب فرماتے ہیں کہ کوئی دن ایسا نہیں کہ امت کے اعمال صبح و شام نبی ﷺ پر پیش نہ کئے جاتے ہوں پس حضور ﷺ ان کو ان کے چہروں سے اور ان کے اعمال سے بھی پہچانتے ہیں۔ اسی واسطے آپ اپنی امت پر شہادت دیں گے ارشاد باری تعالیٰ ہے ﴿تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور اے محبوب تمہیں ان سب پر گواہ اور نگہبان بنا کر لائیں گے﴾ (تذکرہ باب ما فی شہادۃ النبی ﷺ علی امتہ از امام ابو عبد اللہ قرطبی (م ۶۷۱ھ) (تفسیر ابن کثیر جلد ۱ ص: ۵۱۱))

﴿دیگر انبیاء کرام پر بھی جمعہ کے دن اعمال پیش کئے جاتے ہیں﴾



﴿قال رسول الله ﷺ:

تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْاِثْنَيْنِ عَلَى اللَّهِ وَتُعْرَضُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ وَعَلَى
الْآبَاءِ وَالْأُمَّهَاتِ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَيَفْرَحُونَ بِحَسَنَاتِهِمْ وَتَزْدَادُ وُجُوهُهُمْ بَيَاضًا
وَإِشْرَاقًا فَاتَّقُوا اللَّهَ وَلَا تُؤْذُوا مَوْتَاكُمْ﴾

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ اعمال اللہ تعالیٰ پر پیر اور جمعرات کو پیش ہوتے
ہیں اور پیغمبروں اور باپوں پر اور ماؤں پر جمعہ کے دن پیش ہوتے ہیں تو وہ ان کی نیکیوں
سے خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی سفیدی اور چمک میں اضافہ ہو جاتا ہے اللہ
سے ڈرو اور اپنے مردوں کو ایذا نہ دو۔ (جامع صغیر حدیث: ۳۳۱۶) حدیث حسن

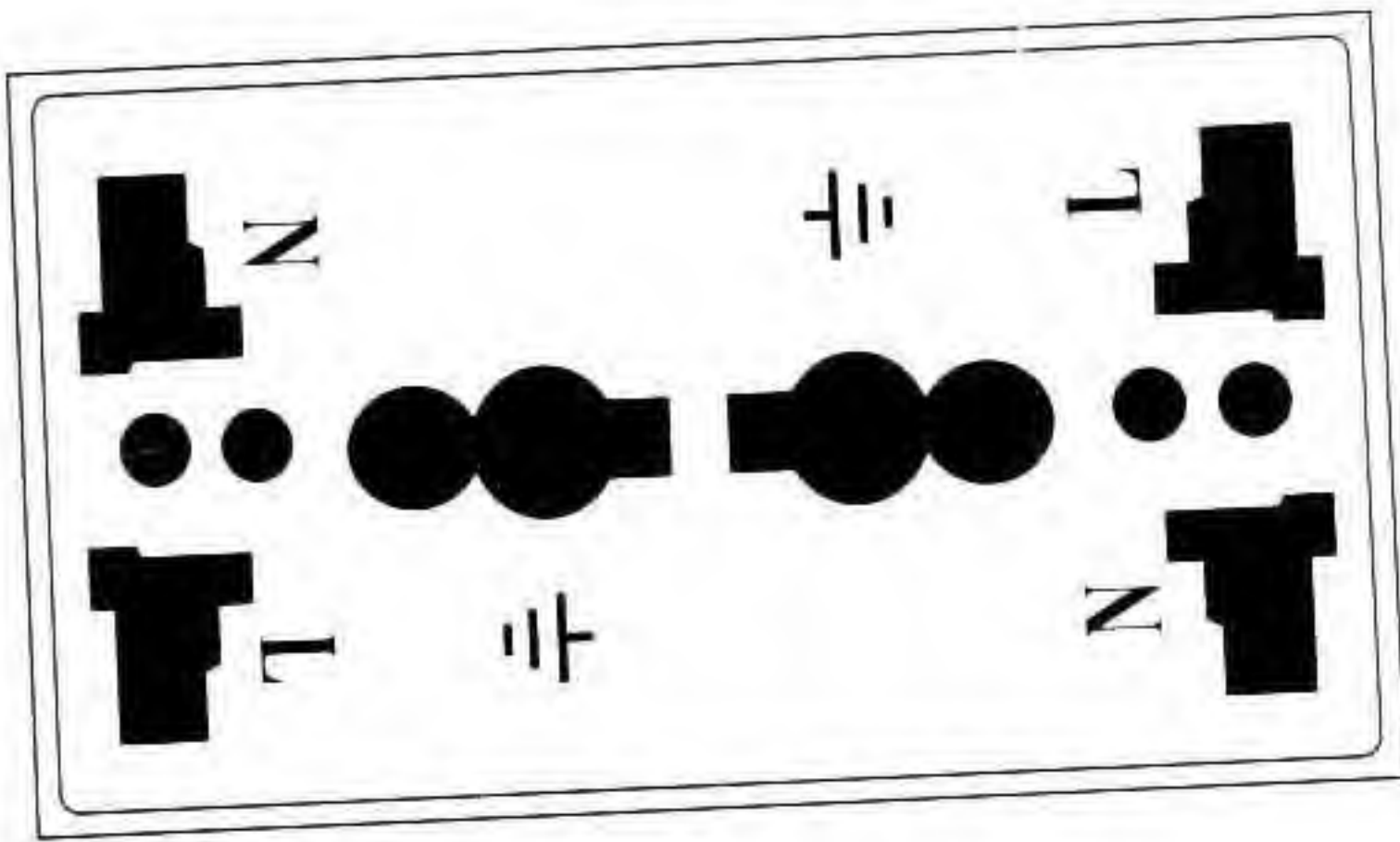
علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج فرماتے ہیں:

اس میں کوئی تعارض نہیں کیونکہ احتمال ہے کہ اعمال کا ہر روز پیش ہونا ہمارے
نبی ﷺ سے مختص ہو اور جمعہ کے دن پیش ہونا حضور سے اور دوسرے پیغمبروں سے

مخصوص ہو۔ (علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ مدخل ج ۱ ص: ۲۱۱-۲۱۷) مطبوعہ مصر
(سیرت رسول عربی ص: ۸۳۰) شرح مسلم سیدی ج ۲ ص: ۸۱۹-۸۲۲

قاضی شوکانی لکھتے ہیں

محققین کی ایک جماعت کا مذہب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنی وفات کے بعد زندہ ہیں اور اپنی امت کی عبادت سے خوش ہوتے ہیں۔ (نیل الاوطار جلد ۴ ص: ۱۸۳)



باب ۵

قریب و بعید سے یکساں دیکھنا

حاضر و ناظر کا ایک مطلب یہ ہے قوت قدسیہ والا ایک جگہ رہ کر سارے جہان کو دیکھے اس کی تائید قرآن کی اس آیت سے ہوتی ہے رب تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونُ مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾

اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (سورہ الانعام آیت ۷۵ پارہ ۷ رکوع ۱۵)

یعنی ان کو عین الیقین حاصل ہو جائے چنانچہ آپ کو ایک پتھر کی چٹان پر کھڑا کیا گیا اور فرمایا گیا اوپر دیکھو۔ دیکھا تو عرش و کرسی لوح و قلم غرضیکہ تمام آسمانی چیزوں حتیٰ کہ جنت میں اپنا مقام سب کچھ دکھا دیا گیا۔ پھر فرمایا کہ نیچے دیکھو دیکھا تو زمین تحت الثریٰ تک اور اس کے اندر کی تمام چیزیں دکھا دی گئیں مگر ہمارے حضور ﷺ کو آسمانوں کی سیر بھی کرائی گئی اور تمام چیزیں بھی دکھا دی گئیں۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام کی آنکھوں کو رب تعالیٰ نے وہ بینائی بخشی کہ انہوں نے تحت الثریٰ سے عرش اعلیٰ تک دیکھ لیا۔ کیونکہ خدا کی بادشاہی تو ہر جگہ ہے اور ساری بادشاہی انہیں دکھائی گئی۔ تفسیر نور العرفان و علم القرآن

﴿قُلْ يَتُوفَّاكُم مَّلَكُ الْمَوْتِ الَّذِي وُكِّلَ بِكُمْ﴾

(سورہ السجدہ آیت ۳۰ پارہ نمبر ۲۱ رکوع ۱۴)

تم فرما دو تم سب کو موت کا فرشتہ موت دے گا جو تم پر مقرر کیا گیا ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام جن کے ذمے سب کی جان نکالنا ہے یہ تمام لوگوں کی موت کے اوقات اور موت کے مقامات سے خبردار ہیں اس لئے کسی کو وقت سے پہلے اور غلط مقام پر نہیں مارتے یہ باتیں علوم خمسہ سے ہیں جب حضرت عزرائیل علیہ

السلام کے علوم کا یہ حال ہے تو ہمارے حضور ﷺ کے علم کا کیا حال ہے۔

حضرت عزرائیل علیہ السلام بیک وقت زمین کے مختلف حصوں میں حاضر ہو جاتے ہیں اور بیک وقت لاکھوں جگہ تصرف کرتے ہیں اور تمام عالم پر نظر رکھتے ہیں کہ اس کے بغیر وہ یہ کام نہیں کر سکتے۔ (تفسیر نور العرفان)

حضرت عزرائیل علیہ السلام ایک ہی وقت میں ہزاروں کی روحمیں پاکستان میں قبض کر رہے ہیں اور اسی وقت لاکھوں کی روحمیں دوسرے ملکوں میں مثلاً امریکہ جرمن جاپان اور سعودیہ عرب میں قبض کر رہے ہیں اور اسی کو حاضر و ناظر کہتے ہیں اگر ایک فرشتہ جو حضور ﷺ کا ایک خادم اور امتی ہے حاضر و ناظر ہو سکتا ہے تو حضور ﷺ جو فرشتوں بلکہ تمام نبیوں سے بھی افضل ہیں حاضر و ناظر کیوں نہیں ہو سکتے لیکن عجیب بات کچھ لوگ فرشتوں کو حاضر و ناظر مان لیتے ہیں لیکن اگر حضور ﷺ کو اسی معنی میں حاضر و ناظر کہا جائے تو شرک کا فتویٰ لگاتے ہیں اگر لوگ صرف اسی آیت میں غور کریں تو مسئلہ حاضر و ناظر بالکل واضح ہو جاتا ہے لیکن میں چند احادیث مبارکہ بھی پیش کرنا چاہتا ہوں۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات۔

﴿حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کا عالم﴾



عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

لَمَّا تَحَلَّى اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لِمُوسَىٰ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يُنْصِرُ النَّمْلَةَ عَلَى الصُّفَا فِي اللَّيْلَةِ الظُّلُمَاءِ مَسِيرَةَ عَشْرَةِ فَرَاسِخَ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی تجلی دکھائی تو اُن کی بصارت کا یہ عالم ہو گیا کہ وہ اندھیری رات میں دس فراسخ یعنی تیس میل کے فاصلہ سے صاف پتھر پر بیٹھی ہوئی چیونٹی دیکھ لیتے تھے۔ (شفاء شریف قاضی عیاض جلد اول باب الثانی ص ۶۹، تفسیر ابن کثیر جلد ۲: ص ۲۵۶ سورۃ الاعراف آیہ نمبر ۱۳۳)

آپ اندازہ لگالیں ایک تجلی دیکھ کر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی نگاہ کا یہ عالم ہو گیا کہ اندھیری رات میں تیس میل سے چیونٹی دیکھ لیتے ہیں اُس نگاہ کا عالم کیا ہو گا جس محبوب ﷺ نے ذات خدا کو ٹھٹکی باندھ کر دیکھا کہ خود دکھانے والے نے داد دی ﴿ما زاغ البصر وما طغی﴾ آنکھ نہ کسی طرف پھری نہ حد سے بڑھی۔ (سورۃ النجم)

اس سے معلوم ہوا کہ طاقت مصطفیٰ طاقت حضرت موسیٰ علیہ السلام سے زیادہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تجلی صفات دیکھ کر بے ہوش ہو گئے اور حضور ﷺ نے رب کی ذات کو دیکھا نہ آنکھ جھپکی نہ دل گھبرایا یعنی محبوب رب کے دیدار کے طالب رہے نہ سدرہ دیکھا

نہ وہاں کے انوار کے نظارے میں مشغول رہے رب کے جویاں رہے۔

فرق مطلوب و طالب میں دیکھے کوئی

قصہ طور و معراج سمجھے کوئی

کوئی بیہوش جلووں میں گم ہے کوئی

کس کو دیکھا یہ موسیٰ سے پوچھے کوئی

آنکھ والوں کی ہمت پہ لاکھوں سلام

حدیث.....۳۰

﴿جب نہ خدا ہی چھپا، تم پہ کروڑوں درود﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: قال رسول اللہ ﷺ:

رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ هَلْ تَذَرِي فِيمَ يَخْتَصِمُ

الْمَلَأُ الْأَعْلَى قُلْتُ لَا فَوَضَعَ يَدَهُ بَيْنَ كَتِفَيَّ حَتَّى وَجَدْتُ بَرْدَهَا بَيْنَ ثَدْيِي أَوْ

قَالَ فِي نَحْرِي فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ وَفِي رَوَايَةٍ فَعَلِمْتُ

مَا بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ وَفِي رَوَايَةٍ فَتَحَلَّى لِي كُلُّ شَيْءٍ وَعَرَفْتُ وَتَلَا ﴿

وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُونُ مِنَ الْمُوقِنِينَ.﴾

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

کہ میں نے اپنے رب کو بہترین صورت میں دیکھا رب نے پوچھا کہ مقرب فرشتے کس

چیز میں جھگڑتے ہیں میں نے عرض کیا نہیں تب رب نے اپنا ہاتھ میرے دو کندھوں کے

درمیان رکھا جس کی ٹھنڈک میں نے اپنی چھاتی یا سینے میں پائی تو میں نے جان لیا جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اور ایک روایت میں ہے کہ میں نے مشرق و مغرب کے درمیان جو کچھ ہے سب کو جان لیا اور ایک روایت میں ہے کہ میرے لئے ہر چیز روشن ہو گئی اور میں نے اُسے پہچان لیا۔ اور یہ تلاوت فرمائی ﴿وَكَذَلِكَ نُرِي إِبْرَاهِيمَ مَلَكُوتَ السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ وَلِيَكُون مِنَ الْمُوقِنِينَ﴾ اور اسی طرح ہم ابراہیم کو دکھاتے ہیں ساری بادشاہی آسمانوں اور زمین کی اور اس لئے کہ وہ عین الیقین والوں میں ہو جائے۔ (سورہ الانعام آیت ۷۵ پارہ ۷ رکوع (۱۵) ترمذی حدیث: ۳۲۳۳ کتاب تفسیر القرآن، دارمی کتاب الروایا حدیث ۲۱۴۹، مشکوٰۃ حدیث ۷۲۵، ۷۲۸ کتاب الصلاة باب المساجد)

صاحب مرقات علامہ علی قاری نے فرمایا: یہ حدیث حضور ﷺ کے وسعت علم کی کھلی دلیل ہے رب نے حضور ﷺ کو ساتوں آسمانوں بلکہ اوپر کی تمام چیزوں اور ساتوں زمینوں اور ان کے نیچے کے ذرہ ذرہ اور قطرے قطرے بلکہ مچھلی اور نیل جن پر زمین قائم ہے ان سب کا علم کلی عطا فرمایا شیخ نے فرمایا: اس سے مراد کلی جزئی علوم کا عطا فرمانا ہے۔ (مرآة جلد ۱ ص: ۴۴۶)

غیب اور شہادت کا ہر ذرہ مجھ پر منکشف ہی نہ ہوا بلکہ میں نے ہر ایک کو الگ الگ پہچان لیا علم اور معرفت میں بڑا فرق ہے مجمع پر نظر ڈال کر جان لینا کہ یہاں دو لاکھ آدمی بیٹھے ہیں یہ علم ہے اور ان میں سے ہر ایک کے سارے حالات معلوم کر لینا معرفت اس سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کا علم کلی سارے عالم کو گھیرے ہوئے ہے تجلی اور ہے بیان کچھ اور یہاں حضور ﷺ کو ہر چیز دکھائی اور قرآن میں بتائی گئی۔ (مرآة جلد ۱ ص: ۴۶۰)

خدا تعالیٰ غیب الغیب ہے جس ذات نے غیب الغیب کو دیکھ لیا اُس سے اور کوئی چیز چھپی رہ سکتی ہے۔

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

آج کے سائنسی دور میں جب کہ پوری دنیا انسان کی ہتھیلی پر آگئی ہے اور وہ اسے ٹیلی فون ٹی وی انٹرنیٹ اور ڈش کے ذریعہ اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرح دیکھ رہا ہے بلکہ اُن سے ہم کلام ہے زمین کیا فضا میں پرواز کرنے والوں کو دیکھ رہا ہے اور اُن کی آوازیں سن رہا ہے اور اپنی آواز اُن تک پہنچا رہا ہے ایسے دور میں مسئلہ حاضر و ناظر کا انکار کرنا اپنی جہالت کا ثبوت دینا ہے ہم لوگ تو دور سے دیکھنے اور دور سے سننے کے لئے آلات کے محتاج ہیں لیکن اللہ کے ولی اور نبی ان میں سے کسی چیز کے محتاج نہیں وہ صرف اللہ کے نور سے دیکھتے اور سنتے ہیں جب مادیت کا اقرار ہے تو روحانیت سے کیوں انکار ہے؟ آؤ حدیث سنو اور ایمان تازہ کرو۔

حدیث.....۳۱

﴿اللہ کا بندہ نورِ خدا سے دیکھتا ہے اور
نورِ خدا کے لئے کوئی چیز حجاب نہیں﴾

☆☆☆

عن أبي سعيد الخدري رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ.

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: مومن کی فراست سے ڈرو کیونکہ وہ اللہ کے نور سے دیکھتا ہے۔

(ترمذی حدیث ۳۱۲۷ کتاب التفسیر سورۃ الحجر)

حدیث.....۳۲

﴿اولیاء کرام قریب وبعید سے یکساں دیکھتے ہیں﴾

☆☆☆

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

إِنَّ اللَّهَ تَعَالَى قَالَ: مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ، وَمَا تَقَرَّبَ إِلَيَّ

عَبْدِي بِشَيْءٍ أَحَبَّ إِلَيَّ مِمَّا افْتَرَضْتُ عَلَيْهِ، وَمَا يَزَالُ عَبْدِي يَتَقَرَّبُ إِلَيَّ

بِالنَّوَافِلِ حَتَّى أُحِبَّهُ، فَإِذَا أَحَبَبْتُهُ كُنْتُ سَمْعَهُ الَّذِي يَسْمَعُ بِهِ، وَبَصَرَهُ الَّذِي

يُبْصِرُ بِهِ، وَيَدَهُ الَّتِي يَبْطِشُ بِهَا، وَرِجْلَهُ الَّتِي يَمْشِي بِهَا، وَإِنْ سَأَلَنِي لَأُعْطِيَنَّهُ،

وَلَعِنَ اسْتَعَاذَنِي لِأَعِيذَنَّهُ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو میرے کسی ولی سے دشمنی رکھے میں اُس کے خلاف اعلان جنگ کرتا ہوں جن چیزوں کے ذریعے بندہ میرا قرب حاصل کرتا ہے اُن میں سب سے پسندیدہ چیز میرے نزدیک فرائض ہیں اور میرا بندہ نوافل کے ذریعے میرا قرب حاصل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ میں اُس سے محبت کرنے لگتا ہوں اور جب میں اُس سے محبت کرتا ہوں تو اُس کی سماعت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ سنتا ہے اور اُس کی بصارت بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ دیکھتا ہے اور اُس کا ہاتھ بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ پکڑتا ہے اور اُس کے پاؤں بن جاتا ہوں جس کے ساتھ وہ چلتا ہے اگر وہ مجھ سے سوال کرے تو میں ضرور اُسے عطا کرتا ہوں اور اگر وہ میری پناہ پکڑے تو ضرور میں اُسے پناہ دیتا ہوں (بخاری کتاب الرقاق باب التواضع حدیث-۶۵۰۲ مشکاة کتاب الدعوات باب ذکر اللہ عز وجل حدیث-۲۲۶۶)

امام رازی کا عقیدہ

امام رازی تحریر فرماتے ہیں:

الْعَبْدُ إِذَا وَاطَّبَ عَلَى الطَّاعَاتِ بَلَغَ الْمَقَامَ الَّذِي يَقُولُ اللَّهُ كُنْتُ لَهُ سَمْعًا وَبَصَرًا - فَإِذَا صَارَ نُورٌ جَلَالِ اللَّهِ سَمْعًا لَهُ سَمِعَ الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ بَصَرًا لَهُ رَأَى

الْقَرِيبَ وَالْبَعِيدَ وَإِذَا صَارَ ذَلِكَ النُّورُ يَدًا لَهُ قَدَرَ عَلَى التَّصَرُّفِ فِي السَّهْلِ وَالصَّغْبِ وَالْقَرِيبِ وَالْبَعِيدِ -

ترجمہ: جب بندہ مسلسل عبادت کرتا ہے تو وہ اس مقام پر پہنچ جاتا ہے جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میں اُس بندہ کی آنکھیں اور کان ہو جاتا ہوں اور جب اللہ تعالیٰ کا نور اُس کے کان ہو جاتا ہے تو وہ قریب و بعید سے یکساں سنتا ہے۔ اور جب یہ نور اُس کی آنکھیں ہو جاتا ہے تو وہ قریب اور بعید کو یکساں دیکھتا ہے اور جب یہ نور اُس کے ہاتھ ہو جاتا ہے تو وہ مشکل اور آسان قریب اور بعید کے تصرف پر یکساں قادر ہو جاتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد ۵) ص (۲۶۷) پارہ (۱۵) رکوع (۱۳) سورۃ الکہف کی آیت کریمہ (۹) ام حسب ان اصحاب الکہف)

حدیث..... ۳۳

﴿رسول اللہ ﷺ ساری کائنات کے ناظر ہیں﴾



عن عمر رضی اللہ عنہ قال: قال رسول اللہ ﷺ:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ إِلَيْهَا وَإِلَى مَا هُوَ كَائِنٌ فِيهَا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ كَأَنَّمَا أَنْظُرُ إِلَى كَفْيٍ هَذِهِ جَلِيَّانَ جَلَاهُ اللَّهُ لِنَبِيِّهِ ﷺ كَمَا جَلَاهُ لِنَبِيِّنَ مِنْ قَبْلِهِ.

حضرت عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بیشک اللہ عزوجل نے میرے لئے تمام دنیا کے حجابات اٹھا دیئے ہیں دنیا کی طرف اور جو کچھ قیامت تک دنیا میں ہونے والا ہے اس طرح دیکھ رہا ہوں جیسے میں اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کی طرف دیکھ رہا ہوں، اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے اس کو اس طرح منکشف کر دیا ہے جس طرح

آپ سے پہلے نبیوں کے لئے منکشف کیا تھا۔ (مجمع الزوائد جلد ۸ ص ۲۸۷ حدیث ۷۰۴۱)

کتاب علامات النبوة باب ما أخبر به ﷺ بالمغیبات طبرانی، زرقانی، مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص ۲۰۴)

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

حدیث..... ۳۴

﴿مدینہ منورہ میں رہ کر غزوہ موتہ کا﴾

آنکھوں دیکھا حال بیان کرنا ﴿



عن أنس رضي الله عنه قال: أن النبي ﷺ نعى زيداً وجعفرًا وابن رَوَاحَةَ
للنَّاسِ قَبْلَ أَنْ يَأْتِيَهُمْ خَبْرُهُمْ فَقَالَ: أَخَذَ الرَّأْيَةَ زَيْدٌ فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ جَعْفَرٌ
فَأَصِيبَ ثُمَّ أَخَذَ ابْنُ رَوَاحَةَ فَأَصِيبَ وَعَيْنَاهُ تَذْرِفَانِ حَتَّى أَخَذَ سَيْفٌ مِنْ
سُيُوفِ اللَّهِ حَتَّى فَتَحَ اللَّهُ عَلَيْهِمْ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت
زید حضرت جعفر اور حضرت ابن رواحہ رضی اللہ عنہم کی خبر موت لوگوں کو سنائی اُن کی خبر
آنے سے پہلے چنانچہ فرمایا اب جھنڈا زید نے لے لیا وہ شہید ہو گئے پھر جعفر نے لیا وہ
بھی شہید ہو گئے پھر ابن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہو گئے آپ کی آنکھیں اشکبار تھیں حتیٰ
کہ جھنڈا اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار نے لیا یعنی خالد بن ولید نے حتیٰ کہ اللہ
تعالیٰ نے فتح مرحمت فرمائی۔ (بخاری ۳۷۵۷ کتاب المناقب، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۸۷ کتاب الفضائل)

اسی اثنا میں آپ مسکرانے لگے، آپ سے مسکرانے کا سبب پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا: میں اپنے دوستوں کے قتل ہو جانے پر غمگین ہوا ﴿حَتَّى رَأَيْتُهُمْ فِي السَّحْنَةِ إِخْوَانًا عَلَى سُرُرٍ مُتَقَابِلِينَ﴾ مگر اب انہیں جنت میں ایک دوسرے کے مقابل تختوں پر بیٹھے ہوئے دیکھ کر خوش ہو رہا ہوں۔

(طبقات ابن سعد، بیہقی، البوصیم واقدی، کنز العمال، خصائص کبریٰ)

یہ واقعہ غزوہ موتہ میں ہوا جو آٹھ ہجری میں ہوا اور ان کے مقابل رومی فوج دو لاکھ تھی موتہ میں یہ حضرات یکے بعد دیگرے جھنڈے لے رہے تھے اور یکے بعد دیگرے شہید ہو رہے تھے اور یہاں حضور ﷺ مدینہ منورہ مسجد نبوی شریف میں بیٹھے ہوئے ان تمام واقعات کی خبر دے رہے تھے گویا آنکھوں دیکھا حال بیان کر رہے تھے یہ ہے حضور ﷺ کا علم غیب بلکہ حاضر و ناظر ہونا آج دور بین کے ذریعے انساں دور کی چیز دیکھ لیتا ہے تو نبوت کی دور بین کا کیا کہنا۔

حدیث..... ۳۵

﴿جنگ کے حالات تو بتائے گایا میں بتاؤں﴾



عن موسى بن عقبة رضى الله عنه قال: قَدِمَ يَعْلَى ابْنُ أُمَيَّةَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ يُخْبِرُ أَهْلَ مَوْتِهِ فَقَالَ لَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: إِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْنِي، وَإِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْتُكَ. قَالَ فَأَخْبِرْنِي يَا رَسُولَ اللَّهِ فَأَخْبَرَهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ، فَقَالَ: وَالَّذِي بَعَثَكَ بِالْحَقِّ مَا تَرَكْتُ مِنْ حَدِيثِهِمْ حَرْفًا وَاحِدًا لَمْ تَذْكُرْهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ

إِنَّ اللَّهَ رَفَعَ لِيَ الْأَرْضَ حَتَّى رَأَيْتُ مُغْتَرَكَهُمْ.

حضرت موسیٰ بن عقبہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ یعلیٰ بن امیہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تاکہ اہل موتہ کے متعلق خبر دیں تو اُن سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اگر تو چاہے تو مجھے خبر دے اور اگر تو تو چاہے تو میں تجھے خبر دے دوں انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ مجھے خبر دیجئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے سارا واقعہ بیان کر دیا وہ پکاراٹھے اُس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ آپ نے تو ان کے واقعہ میں ایک حرف بھی نہیں چھوڑا جسے آپ نے بیان نہ کر دیا ہو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے میرے لیے زمین کو نزدیک کر دیا یہاں تک کہ میں نے اُن کے میدان جنگ کو دیکھ لیا۔ (طبقات ابن سعد، بیہقی، ابو نعیم واقدی، کنز العمال، خصائص کبریٰ) (مختصر سیرت رسول از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص ۲۴۱)

حدیث..... ۳۶

﴿مشرق و مغرب کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن ثوبان رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

إِنَّ اللَّهَ زَوَى لِيَ الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا وَمَغَارِبَهَا وَإِنَّ أُمَّتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا مَا زَوَى لِيَ مِنْهَا وَأُعْطِيتُ الْكَتَرَيْنِ الْأَحْمَرَ وَالْأَبْيَضَ.

حضرت ثوبان رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے میرے لئے تمام روئے زمین کو سمیٹ دیا، اور میں نے اس کے تمام مشرق و مغرب

کو دیکھ لیا، اور جوزمین میرے لئے سمیٹ دی گئی تھی عنقریب میری امت کی حکومت وہاں تک پہنچے گی، اور مجھے سرخ و سفید دو خزانے دیئے گئے۔ (مسلم حدیث: ۲۸۸۹ کتاب الفتن، مشکاة حدیث: ۵۷۵۰ کتاب الفعائل، کتاب التوحید ص: ۸۷)

اس حدیث سے تین مسائل ثابت ہو رہے ہیں زَوَى لَى الْأَرْضِ سے حاضر و ناظر وَإِنْ أُمْتِي سَيَبْلُغُ مُلْكُهَا سے اطلاع علی الغیب، وَأُعْطِيتُ الْكُنْزَيْنِ سے اختیار نبی ﷺ ثابت ہو رہا ہے۔

اس حدیث کے تحت شیخ علی قاری فرماتے ہیں کہ ساری زمین حضور انور ﷺ کے سامنے کر دی گئی جیسے آئینہ دار کے ہاتھ میں آئینہ۔ (مرقاۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں:-

حضور ﷺ کو مشرق و مغرب کی سلطنت عطا کی گئی (اشعۃ اللمعات)

اس سے معلوم ہوا کہ زمین و آسمان مشرق و مغرب حضور ﷺ کی نظر میں بھی ہیں اور حضور ﷺ کے تصرف میں بھی سمیٹ دینے اور دکھا دینے سے یہ دونوں باتیں ثابت ہوتی ہیں حاضر و ناظر کے یہی معنی ہیں شرق و مغرب دیکھ لینے کے معنی ہیں کہ میں نے ساری زمین دیکھ لی اُس کا کوئی ذرہ چھپا نہیں رہا یہاں سمیٹ دینے دکھا دینے کا ذکر تو ہوا مگر بعد میں چھپا لینے کا ذکر نہیں جس سے معلوم ہوتا ہے کہ کائنات حضور انور ﷺ کے سامنے ہے۔ سرخ خزانہ سے مراد کسری شاہ فارس کے خزانے ہیں جن میں سونا زیادہ تھا اور سفید خزانہ سے مراد روم کے خزانے ہیں جن میں چاندی زیادہ تھی اور یہ دونوں ملک حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں فتح ہوئے اور حضور انور ﷺ کی پیش گوئی پوری

ہوئی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ مفتی احمد یار خاں صاحب جلد ۸ ص: ۱۱)

ترے منہ سے جو نکلی وہ بات ہو کے رہی

حدیث..... ۳۷

﴿حوض کوثر کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ خَرَجَ يَوْمًا فَصَلَّى عَلَى أَهْلِ أُحُدٍ صَلَاتَهُ عَلَى الْمَيْتِ ثُمَّ انْصَرَفَ إِلَى الْمَنْبَرِ فَقَالَ: إِنِّي فَرَطُ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ، وَإِنِّي أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ أَوْ مَفَاتِيحَ الْأَرْضِ، وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا. وَفِي رَوَايَةٍ لِمُسْلِمٍ إِنِّي لَسْتُ أَخْشَى عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي، وَلَكِنْ أَخْشَى عَلَيْكُمْ الدُّنْيَا أَنْ تَنَافَسُوا فِيهَا وَتَقْتَلُوا فَتَهْلِكُوا كَمَا هَلَكَ مَنْ كَانَ قَبْلَكُمْ.

حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ ایک روز شہدائے احد پر نماز پڑھنے کے لیے تشریف لے گئے جیسے میت پر نماز پڑھی جاتی ہے پھر منبر پر جلوہ افروز ہو کر فرمایا: - میں تمہارا پیش رو ہوں اور میں تم پر گواہ ہوں اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کوثر بھی دیکھ رہا ہوں اور ایک روایت میں ہے (میری تمہاری ملاقات کی جگہ حوض کوثر ہے اور میں اُسے اب بھی اس جگہ پہ کھڑے ہو کر دیکھ رہا ہوں) اور مجھے زمین کے خزانوں کی کنجیاں عطا فرمادی گئی ہیں یا زمین کی کنجیاں اور

بے شک خدا کی قسم مجھے تمہارے متعلق ڈر نہیں ہے کہ میرے بعد شرک کرنے لگوں لیکن مجھے اندیشہ ہے کہ دنیا کی محبت میں پھنس جاؤں گے اور مسلم کی ایک روایت میں ہے مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ نہیں کہ تم (سب) میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن مجھے تمہارے متعلق یہ خدشہ ہے کہ تم دنیا میں رغبت کرو گے اور ایک دوسرے سے لڑ کر ہلاک ہو جاؤ گے جیسا کہ تم سے پہلے لوگ ہو گئے۔ (بخاری حدیث: ۱۳۴۴ کتاب الجنازہ باب الصلاة علی الشہید، بخاری ۴۰۴۲ کتاب المغازی باب غزوة احد مسلم حدیث: ۲۲۹۶ کتاب الفعائل، مشکوٰۃ حدیث: ۵۹۵۸ کتاب الفعائل باب الوفاۃ ابوداؤد حدیث (۳۲۲۳) نسائی حدیث (۱۹۵۳)

وَاَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ، ایک دعویٰ تھا ساتھ ہی اس کی دلیل بھی بیان فرمادی وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ ،، اور بے شک خدا کی قسم میں اپنے حوض کو اب بھی دیکھ رہا ہوں،، کسی کے دل میں خیال پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید آپ صرف مدینہ والوں کے گواہ ہیں اور جو مدینہ سے دور ہوں اُن کے گواہ نہ ہوں تو آپ ﷺ نے وَإِنِّي وَاللَّهِ لَأَنْظُرُ إِلَى حَوْضِي الْآنَ فرما کر ظاہر فرمادیا کہ جب میں حوض کوثر کو جنت میں ہے اور جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر ہے زمیں پر کھڑا ہو کر دیکھ رہا ہوں تو میرے غلام مجھ سے کیسے پوشیدہ رہ سکتے ہیں اس جملے سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے کسی کے دل میں یہ خیال بھی پیدا ہو سکتا تھا کہ شاید حضور ﷺ صرف زندگی میں حاضر و ناظر اور امت کے گواہ ہوں تو آپ ﷺ نے وَإِنِّي وَاللَّهِ مَا أَخَافُ عَلَيْكُمْ أَنْ تُشْرِكُوا بَعْدِي فرما کر اس سوال کی بھی تردید فرمادی کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے غیب پر اطلاع دی ہے اور میں اس خدا داد علم سے جانتا ہوں کہ میری امت مشرک نہیں ہوگی اس لئے میں اپنی امت کا بعد از وصال بھی گواہ اور حاضر و ناظر ہوں، أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ خَزَائِنِ الْأَرْضِ سے اختیار

نبی ثابت ہو رہا ہے۔

حدیث..... ۳۸

﴿مدینہ منورہ سے ملک شام، فارس اور یمن کا ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن البراء بن عازب رضی اللہ عنہ قال: أَمَرَنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِحَفْرِ الْخَنْدَقِ وَعَرْضَ لَنَا صَخْرَةً فِي مَكَانٍ مِنَ الْخَنْدَقِ لَا تَأْخُذُ فِيهَا الْمَعَاوِلُ فَشَكَّوْهَا إِلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَجَاءَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ هَبَطَ إِلَى الصَّخْرَةِ فَأَخَذَ الْمِعْوَلَ فَقَالَ: بِسْمِ اللَّهِ فَضْرَبَ ضَرْبَةً فَكَسَرَ ثَلَاثَ الْحَجَرِ وَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَكَانِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَضْرَبَ أُخْرَى فَكَسَرَ ثَلَاثَ الْحَجَرِ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ فَارِسَ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ الْمَدَائِنَ وَأُبْصِرُ قُصُورَهَا الْأَبْيَضَ مِنْ مَكَانِي هَذَا، ثُمَّ قَالَ بِسْمِ اللَّهِ وَضْرَبَ ضَرْبَةً أُخْرَى فَقَلَعَ بَقِيَّةَ الْحَجَرِ فَقَالَ: اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الْيَمَنِ وَاللَّهِ إِنِّي لَأُبْصِرُ أَبْوَابَ صَنْعَاءَ مِنْ مَكَانِي هَذَا.

حضرت براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں: کہ خندق میں دوران کھدائی ایک ایسا پتھر پیش آ گیا جہاں کدال کا پ نہیں کرتی تھی تو صحابہ کرام نے رسول اللہ کی بارگاہ میں اپنی بے بسی کی شکایت کی، تو رسول اللہ ﷺ تشریف لائے کدال پکڑی اور بسم اللہ کہہ کر ایک ضرب لگائی تو ایک تہائی پتھر ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک شام کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں اُس کے سرخ

محلات کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں

پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر دوسری ضرب لگائی تو دو تہائی پتھر ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک فارس کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں مدائن اور اس کے سفید محلات کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

پھر آپ نے بسم اللہ کہہ کر ایک اور ضرب لگائی تو باقی پتھر بھی ٹوٹ گیا تو آپ نے نعرہ تکبیر بلند کیا اور کہا مجھے ملک یمن کی چابیاں عطا کر دی گئیں ہیں خدا کی قسم یقیناً میں صنعاء کے دروازوں کو اپنی اس جگہ سے دیکھ رہا ہوں۔

احمد ۱۸۲۱۹، نسائی ۳۱۷۶ کتاب الجہاد باب غزوة الترك، مختصر سيرة رسول عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص: ۳۶۵ باب غزوة الخندق

اس حدیث میں اُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ سے علم نبی اور اختیار نبی ﷺ

ثابت ہو رہا ہے

وَاللّٰهُ اِنِّیْ لَا اُبْصِرُ قُصُوْرَهَا الْحُمْرَ مِنْ مَّكَانِیْ هَذَا، سے حاضر و ناظر ہونا ثابت ہو رہا ہے

﴿آسمانوں اور فرشتوں کا ناظر ہونا﴾



عن أبي ذر رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ أَطْبِ السَّمَاءَ وَحُقَّ لَهَا أَنْ تَبْطُ مَا فِيهَا مَوْضِعُ أَزْبَعِ أَصَابِعٍ إِلَّا وَمَلَكٌ وَاضِعٌ جَنَهِتَهُ سَاجِدًا لِلَّهِ لَوْ تَعْلَمُونَ مَا أَغْلَمَ لَضَحِكُكُمْ قَلِيلًا وَلَبْكِيَّتُمْ كَثِيرًا وَمَا تَلَذَّذْتُمْ بِالنِّسَاءِ عَلَى الْفُرْشِ وَلَخَرَجْتُمْ إِلَى الصُّعَدَاتِ تَحَارُونَ إِلَى اللَّهِ.

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے آسمان چہ چہ رہا ہے اور اس کا حق ہے کہ چہ چہ اُس میں چار انگل بھی جگہ ایسی نہیں جہاں فرشتے اپنی پیشانی رکھے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے سر بسجود نہ ہوں اللہ کی قسم اگر وہ چیزیں تم جانتے جو میں جانتا ہوں تو تم کم ہنستے اور زیادہ روتے اور بسترؤں پر عورتوں سے لذت حاصل نہ کرتے اور اللہ کی پناہ لیتے ہوئے جنگلوں کی طرف نکل جاتے۔

ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابواب الزہد مشکوٰۃ حدیث ۵۳۳۷ کتاب الرقاق باب البكاء والخوف

معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی نگاہ غیبی چیزیں دیکھتی ہے اور حضور کے کان غیبی

آوازیں سنتے ہیں جس نگاہ سے اللہ تعالیٰ ہی نہ چھپا اس سے اور کیا چیز چھپے گی

اور کوئی غیب کیا تم سے نہاں ہو بھلا

جب نہ خدا ہی چھپا تم پہ کروڑوں درود

حضور ﷺ کی سماعت پہ قربان جائیں زمین پر رہ کر آسمان کے چرچرانے کی آواز سن رہے ہیں صرف آواز ہی نہیں بلکہ تمام آسمانوں اور اُن میں عبادت کرنے والے فرشتوں کو دیکھ رہے ہیں اسی لئے تو فرمایا آسمان میں چار انگل جگہ بھی فرشتوں سے خالی نہیں حاضر و ناظر کا یہی معنی ہے کہ دور سے آواز سن لی جائے اور دور سے چیزوں کو دیکھ لیا جائے۔

حدیث..... ۴۰

﴿جنت و دوزخ کا ناظر ہونا﴾



عن أنس رضي الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ فَلَمَّا قَضَى الصَّلَاةَ أَقْبَلَ عَلَيْنَا بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ فَلَا تَسْبِقُونِي بِالرُّكُوعِ وَلَا بِالسُّجُودِ وَلَا بِالْقِيَامِ وَلَا بِالْإِنْصِرَافِ فَإِنِّي أَرَاكُمْ أَمَامِي وَمِنْ خَلْفِي ثُمَّ قَالَ: وَالَّذِي نَفْسُ مُحَمَّدٍ بِيَدِهِ لَوْ رَأَيْتُمْ مَا رَأَيْتُمْ لَصَحِحْتُمْ قَلِيلًا وَلَبَكَيْتُمْ كَثِيرًا قَالُوا وَمَا رَأَيْتَ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأَيْتُ الْحَنَّةَ وَالنَّارَ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دن رسول اللہ ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی نماز سے فارغ ہونے کے بعد ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: اے لوگو! میں

تمہارا امام ہوں تم رکوع، سجود قیام اور نماز کے اختتام میں مجھ پر سبقت نہ کیا کرو بلکہ بلا ریب و شک میں تمہیں سامنے اور پس پشت سے (یکساں) دیکھتا ہوں۔ پھر فرمایا قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد کی جان ہے اگر تم ان حقائق کو دیکھ لو جن کو میں دیکھتا ہوں تو تم ہنسو کم اور روؤ زیادہ صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے کیا دیکھا؟ فرمایا میں نے جنت و دوزخ کو دیکھا۔ (مسلم حدیث ۴۲۶ کتاب الصلاۃ باب تحریم سبق للإمام۔ نسائی حدیث: ۱۳۶۲ کتاب السہو۔ مشکوٰۃ حدیث ۱۱۳۷ کتاب الصلاۃ باب ما علی المأموم)

یہاں پر صاحب مرقات نے فرمایا کہ نبی ﷺ میں بشریت بھی ہے اور ملکیت بھی (فرشتہ ہونا) آپ پر کبھی بشریت کے حالات ظاہر ہوتے تھے کبھی ملکیت کے ہر طرف دیکھنا فرشتہ کی صفت ہے جو بعض اوقات خصوصاً نماز میں آپ سے ظاہر ہوتی ہے لطف یہ ہے کہ حضور ﷺ فرماتے ہیں احسان یہ ہے کہ نماز میں بندہ سمجھے کہ میں رب کو دیکھ رہا ہوں اگر یہ نہ سمجھ سکے تو کم از کم یہ سمجھے کہ رب مجھے دیکھ رہا ہے اور اس حدیث سے معلوم ہوا کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ حضور ﷺ مجھے دیکھ رہے ہیں نتیجہ یہ نکلا کمال احسان یہ ہے کہ نمازی یہ سمجھ کر نماز پڑھے کہ رب بھی مجھے دیکھ رہا ہے اور جناب مصطفیٰ ﷺ بھی۔ (مرآۃ شرح مشکوٰۃ جلد ۲ ص: ۲۰۷)

دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ حضور ﷺ جنت و دوزخ کو دیکھ رہے ہیں اور سات آسمانوں سے اوپر سدرۃ المنتہی ہے، زمین سے آسمان دنیا پانچ سو سال کی راہ پہلے آسمان کی بلندی پانچ سو سال کی راہ پھر پہلے آسمان سے دوسرے آسمان تک پانچ سو سال کی راہ اسی طرح سات آسمانوں کا اندازہ لگائیں کتنا فاصلہ بنتا ہے لیکن حاضر و ناظر نبی ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر جنت کو دیکھ رہے ہیں۔ جو نبی اتنی دور سے جنت کو دیکھ سکتا

ہے اُس کی نگاہ سے اپنا کونسا امتی اور غلام پوشیدہ رہ سکتا ہے۔

اسی طرح دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے پہلی زمین سے دوسری زمین تک پانچ سو سال کی راہ اسی طرح سات زمینوں کے فاصلہ کا اندازہ لگالیں لیکن مصطفیٰ کریم ﷺ زمین پر کھڑے ہو کر دوزخ کو دیکھ رہے ہیں جو اتنے فاصلے سے دوزخ کو دیکھ لے اُس کے حاضر و ناظر ہونے میں کیا شک؟ ہیں وصال کے بعد یہ قوتیں اور بڑھ جاتی ہیں کہ عام مؤمن بھی قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو دیکھ لیتا ہے لیکن جو زندگی میں ہی جنت و دوزخ کو دیکھ لے بعد از وصال اُس کی نگاہ کا عالم کیا ہوگا۔

حدیث..... ۴۱

﴿آئندہ ہونے والے واقعات کا ناظر ہونا﴾



عن اسامة رضى الله عنه قال:

أشرف النبي ﷺ عَلَى أَطْعَامِ الْمَدِينَةِ، فَقَالَ: هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَىٰ إِنِّي لَأَرَىٰ مَوَاقِعَ الْفِتَنِ خِلَالَ بُيُوتِكُمْ كَمَوَاقِعِ الْقَطْرِ.

حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینہ کے ٹیلوں میں سے کسی ٹیلے پر تشریف لے گئے پھر فرمایا: کیا تم وہ دیکھ رہے ہو جو میں دیکھ رہا ہوں میں تمہارے گھروں میں فتنے گرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں بارش گرنے کی طرح۔ (بخاری حدیث: ۱۸۷۸)

کتاب فضائل المدینہ باب آطام المدینہ مسلم ۲۸۸۵ کتاب الفتن، مشکوٰۃ حدیث ۵۳۸۷- کتاب الفتن

شیخ الحدیث علامہ مفتی احمد یار خاں صاحب فرماتے ہیں:-

اس فرمانِ عالی میں ان فتنوں کی طرف اشارہ ہے جو یزید بن معاویہ، مروان بن حکم، حجاج بن یوسف وغیرہم کے زمانوں میں واقع ہوئے جنہوں نے سارے عرب خصوصاً مدینہ والوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا یہاں دیکھنے سے مراد آنکھوں سے دیکھنا ہے محض خیالی وہمی صورتیں مراد نہیں۔ حضرات انبیاء کرام کی آنکھیں ہمارے خواب و خیال سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہیں وہ آئندہ پیش آنے والے واقعات کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں۔ ہم خواب و خیالات میں اگلے پچھلے واقعات دیکھ لیتے ہیں۔ بارش سے تشبیہ دے کر دو باتیں فرمائیں۔ ایک یہ کہ وہ نختے بارش کی طرح ہر گھر میں پہنچیں گے۔ دوسرے یہ کہ اُس زمانہ میں کوئی شخص خانہ نشین ہو کر بھی ان سے محفوظ نہ رہ سکے گا۔ جلوت جلوت ہر جگہ فتنے پہنچ جائیں گے۔ (مراۃ جلد ۷ ص: ۱۹۹)

حدیث.....۴۲

﴿اندھیرے اور اجالے میں یکساں ناظر ہونا﴾

☆☆☆

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: کان رسول اللہ ﷺ یَرى بِاللَّیْلِ فی الظُّلْمَةِ کَمَا یَرى بِالنَّهَارِ فی الضُّوءِ.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رات کے اندھیرے میں بھی اسی طرح دیکھتے تھے جس طرح دن کے اجالے میں۔

خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۰۴-باب المعجزة والخصائص فی عینیہ الشریفین

حدیث.....۴۳

﴿آگے پیچھے سے یکساں ناظر ہونا﴾



عن أنس رضي الله عنه قال: أُقِيمَتِ الصَّلَاةُ فَأَقْبَلَ عَلَيْنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ بِوَجْهِهِ فَقَالَ: أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نماز کی تکبیر کہی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے چہرہ انور سے ہم پر توجہ فرمائی اور فرمایا: اپنی صفیں سیدھی رکھو اور مل کر کھڑے ہو میں تمہیں اپنے پیچھے سے دیکھتا ہوں۔

(بخاری حدیث ۷۱۹ کتاب الاذان، مسلم حدیث ۴۳۴ کتاب الصلاة - مشکوٰۃ حدیث ۱۰۸۶ - کتاب الصلاة باب تسوية الصفوف)

دیکھنے سے مراد آنکھ سے دیکھنا ہے یہ حضور ﷺ کا معجزہ ہے کہ آپ کی آنکھیں

آگے پیچھے اور پس پردہ اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتی ہیں۔ حق یہ ہے کہ حضور

ﷺ کا یہ معجزہ صرف نماز سے خاص نہیں تھا نہ حیات شریف سے۔ (مرآۃ جلد ۲ ص: ۱۸۲)

حدیث.....۴۴

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ ثُمَّ انْصَرَفَ فَقَالَ: يَا فُلَانُ أَلَا تُحَسِّنُ صَلَاتَكَ أَلَا

يَنْظُرُ الْمُصَلِّي إِذَا صَلَّى كَيْفَ يُصَلِّي فَإِنَّمَا يُصَلِّي لِنَفْسِهِ إِنِّي وَاللَّهِ لَأُبْصِرُ مِنْ

وَرَائِي كَمَا أَبْصِرُ مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک

روز جماعت کرانے کے بعد ایک شخص کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا: اے شخص تم نے نماز اچھی طرح کیوں نہیں ادا کی کیا نمازی نماز پڑھتے ہوئے غور نہیں کرتا کہ وہ کس طرح نماز پڑھ رہا ہے! وہ شخص اپنے لئے نماز پڑھتا ہے! خدا کی قسم اس بات میں کوئی شک نہیں کہ میں تم کو پس پشت بھی یقیناً ایسے ہی دیکھتا ہوں جیسا کہ سامنے سے دیکھتا ہوں۔

مسلم حدیث ۴۲۳ کتاب الصلاة باب الامر بحسن الصلاة، نسائی: ۸۷۱: کتاب الصلاة باب الركوع دون القف

حدیث..... ۴۵

عن أبي هريرة رضي الله عنه قال:

صَلَّى بِنَا رَسُولُ اللَّهِ ﷺ الظُّهْرَ وَفِي مُؤَخَّرِ الصُّفُوفِ رَجُلٌ فَأَسَاءَ الصَّلَاةَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي إِنَّكُمْ تَرَوْنَ أَنَّهُ يَخْفَى عَلَى شَيْءٍ مِمَّا تَصْنَعُونَ وَاللَّهِ إِنَّنِي لَأَرَى مِنْ خَلْفِي كَمَا أَرَى مِنْ بَيْنِ يَدَيَّ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں ایک روز ظہر کی نماز پڑھائی نماز کی آخری صفوں میں ایک آدمی نے نماز اچھی طرح ادا نہ کی جب آپ ﷺ نے سلام پھیرا تو رسول اللہ ﷺ نے اُسے پکارا اور فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے ڈرتا نہیں کیا تو دیکھتا نہیں کہ تو نماز کیسے ادا کرتا ہے تم یہ خیال کرتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس میں سے کوئی چیز مجھ پر پوشیدہ ہے خدا کی قسم میں ضرور دیکھتا ہوں اپنے پیچھے سے جیسے میں اپنے آگے دیکھتا ہوں۔ (احمد حدیث ۹۴۲۰)

امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ یہ احادیث مبارکہ نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

علماء نے فرمایا ہے: کہ نبی کریم ﷺ کا پس پشت دیکھنا اور اک حقیقی اور آپ کی خصوصیت ہے بطور خرق عادت کے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ خلاف عادت یہ رویت آنکھوں سے ہوتی ہو، اور بغیر کسی شے کے سامنے آئے آپ ﷺ دیکھ لیتے ہوں کیونکہ اہل سنت کے نزدیک زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ رویت کے لئے کسی چیز کا سامنے ہونا ضروری نہیں۔

اور کہا گیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کے پس پشت بھی ایک آنکھ تھی جس سے آپ دائمی دیکھا کرتے تھے اور کہا گیا ہے کہ آپ کے دونوں شانوں کے درمیان سوئی کے سوراخ جیسی دو آنکھیں تھیں جن سے آپ دیکھتے تھے اور کوئی کپڑا وغیرہ اس دیکھنے میں حائل نہ ہوتا۔ (خصائص کبریٰ جلد ۱ ص ۱۰۵-باب المعجزة والخصائص فی عینہ الشریفین)

حدیث.....۴۶

﴿خشوع و خضوع بھی پوشیدہ نہیں﴾



عن أبی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: هَلْ تَرَوْنَ قِبَلَتِي هَا هُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى عَلَيَّ خُشُوعُكُمْ وَلَا رُكُوعُكُمْ إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ میں صرف قبلہ کی طرف دیکھتا ہوں خدا کی قسم مجھ پر نہ تمہارا رکوع مخفی ہوتا ہے اور نہ خشوع اور بیشک میں تم کو اپنی پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔

بخاری حدیث: ۴۱۸ کتاب الصلاة باب عظة الامام، مسلم حدیث ۴۲۴ کتاب الصلاة باب الامر بحسن الصلاة
خشوع دل کی ایک کیفیت کا نام ہے معلوم ہوا کہ قلوب کی کیفیتیں بھی نگاہ مصطفیٰ ﷺ
سے پوشیدہ نہیں۔

رسول اللہ کی صفت بصارت کے دائمی ہونے کا بیان

از شیخ الحدیث علامہ غلام رسول سعیدی صاحب

بخاری اور مسلم کی ان احادیث مذکورہ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ نماز کے دوران اللہ
تعالیٰ کی عطا کردہ طاقت سے سامنے اور پس پشت سب کچھ دیکھتے تھے اور نمازیوں کے
احوال میں سے کوئی حال آپ کی نگاہ سے مخفی نہ تھا۔ ان کا رکوع سجود ظاہر و باطن شہادت
اور غیب سب آپ کے سامنے عیاں اور بیاں تھا یہ تو نماز کے دوران کی کیفیت تھی اور نماز
کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کے دیکھنے کی کیفیت اس حدیث سے ظاہر ہوتی ہے

حدیث..... ۴۷

﴿ہر چیز نگاہ مصطفیٰ ﷺ کے سامنے ہے﴾

☆☆☆

عن اسماء رضی اللہ عنہا قالت قال رسول اللہ ﷺ:

مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي مَقَامِي هَذَا حَتَّى الْجَنَّةَ وَالنَّارَ.

حضرت اسماء رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کوئی چیز ایسی
نہیں جو میں نے نہیں دیکھی تھی مگر وہ اس جگہ پر دیکھ لی یہاں تک کہ جنت اور دوزخ بھی

۔ بخاری حدیث ۱۰۵۳۔ کتاب الکسوف

جنت ساتوں آسمانوں کے اوپر اور دوزخ ساتوں زمینوں کے نیچے ہے
 معلوم ہوا کہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی رسائی تحت العریٰ سے لے کر ثریا بلکہ اس سے بھی وراء
 العریٰ تک ہے نیز نکرہ حیز نفی میں عموم کا مفید ہے پس ثابت ہوا کہ کوئی چیز حضور ﷺ کی
 رویت سے خالی نہیں

سرعرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر
 ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے کہ آیا رسول اللہ ﷺ میں دیکھنے کی یہ صفت
 دائمی تھی یا عارضی راقم الحروف کا ذوق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت دائمی تھی
 کیونکہ نماز کے اندر اور باہر تمام کائنات کو تمام جہات سے دیکھنا اللہ تعالیٰ کی عظیم نعمت
 ہے اور اللہ تعالیٰ کا قانون ہے کہ وہ نعمت دے کر اس وقت تک واپس نہیں لیتا جب تک
 بندہ ناشکری نہ کرے اور اگر شکر ادا کرتا رہے تو اللہ تعالیٰ اس نعمت میں زیادتی فرماتا ہے
 ارشاد ہوتا ہے۔

﴿لَئِنْ شَكَرْتُمْ لَأَزِيدَنَّكُمْ﴾ ﴿اگر تم اللہ کا شکر ادا کرو تو اللہ تعالیٰ تمہاری نعمتوں میں
 زیادتی کرے گا﴾ (ابراہیم: ۷)

اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی شخص شکر گزار نہیں ہے۔ پس ثابت ہوا کہ رسول
 اللہ ﷺ کے دیکھنے کی اس صفت میں ترقی تو متوقع ہے کمی ممکن نہیں، اس لئے یہ کہنا
 پڑے گا کہ رسول اللہ ﷺ میں یہ صفت دائمی علی وجہ الترقی ثابت ہے۔

نیز اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے ﴿وَقُلْ رَبِّ زِدْنِي
 عِلْمًا﴾ ﴿آپ دعا مانگیں کہ اے اللہ میرے علم میں زیادتی عطا فرما﴾ (طہ: ۱۱۴)

غور فرمائیے کہ جب اللہ تعالیٰ کا مقصود یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی ہو اور کائنات کو ہمہ جہات سے دیکھنا علم کا سبب ہے اور دائم یاد رکھنا علم میں زیادتی کا سبب ہے تو اللہ تعالیٰ جو رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی کا خواہاں ہے وہ آپ کو حقائق اشیاء ایک بار دکھا کر روک لے گا یا دائم علی سبیل الترقی دکھاتا رہے گا!

نیز قرآن میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَيَكُونُ الرَّسُولُ عَلَيْكُمْ شَهِيدًا﴾ اور یہ رسول تم پر گواہ ہوں۔ ﴿(سورہ بقرہ ۱۴۳)﴾

رسول اللہ ﷺ تمام امت کے گواہ ہیں اس لئے ضروری ہوا کہ رسول اللہ ﷺ قیامت تک کے تمام امتیوں اور ان کے احوال و اعمال کو دیکھ کر گواہی دیں، گواہی اگرچہ سن کر بھی دی جاتی ہے لیکن گواہی میں اصل یہ ہے کہ دیکھ کر گواہی دی جائے اور کامل گواہ وہی ہوتا ہے جو دیکھ کر گواہی دے، اللہ! اللہ! وہ ایسے گواہ ہیں کہ روزِ محشر اپنی امت کی گواہی دیں گے آخرت میں انبیاء سابقین کی گواہی دیں گے میدانِ محشر میں جب کفار انبیاء علیہم السلام کی ہر جہت اور ہر دلیل کو رد کر دیں گے تو انبیاء کا واحد سہارا حضور ﷺ کی شہادت ہوگی وہ کیسا عجیب وقت ہوگا جب کفار نبیوں کو جھٹلا چکے ہوں گے اور نبیوں کی نگاہیں آپ ﷺ کے چہرہ کی طرف لگی ہوئی ہوں گی، اس وقت رسول اللہ ﷺ انھیں گے اور انبیاء علیہم السلام کے حق میں گواہی دے کر ان کی صداقت پر مہر لگائیں گے انبیاء علیہم السلام سرخ رو ہوں گے اور کفار جھوٹے ہو جائیں گے اللہ تعالیٰ اس واقعہ کی منظر کشی کرتے ہوئے فرماتا ہے۔

﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَجِئْنَا بِكَ عَلَى هَؤُلَاءِ شَهِيدًا﴾

تو کیسی ہوگی جب ہم ہر امت میں سے ایک گواہ لائیں گے اور اے نبی! تمہیں ان سب

پر گواہ لائیں گے۔ (سورۃ النساء آیت: ۴۱ پارہ: ۵)

اللہ! اللہ! وہ کس کس کے گواہ ہیں دنیا میں لوگوں نے خدا کو جھٹلایا تو خدا کی ذات پر گواہی دی آخرت میں کفار نے انبیاء کو جھٹلایا تو انبیاء کی رسالت پر گواہی دی اور جب آخرت میں امت کو گواہی کی ضرورت پڑی ان کی صداقت پر گواہی دی۔

کوئی شخص یہ شبہ نہ کرے کہ شہادت سن کر بھی ہوتی ہے اس لئے ہو سکتا ہے آپ نے امت کے حق میں سن کر گواہی دی ہوگی، امت کی ذات و صفات اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات سے بڑھ کر تو نہیں ہیں جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کی گواہی سن کر نہیں دیکھ کر دی ہے تو امت کے اعمال و احوال کس شمار و قطار میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ انہیں دیکھ نہ سکتے! حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ عَلَیْکُمْ شَہِیْدًا کی تفسیر میں فرماتے ہیں:۔ یعنی تمہارے رسول تمہارے اوپر گواہ ہیں کیونکہ وہ نور نبوت سے ہر پرہیزگار کے مرتبہ کو جانتے ہیں کہ وہ میرے دین کے کس درجہ پر پہنچا ہوا ہے اور اس کے ایمان کی حقیقت کیا ہے اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کس حجاب کی وجہ سے وہ دین میں ترقی نہ کر سکا لہذا وہ تمہارے گناہوں کو بھی پہچانتے ہیں اور تمہارے ایمان کے درجات اور تمہارے اچھے بُرے اعمال اور اخلاص و نفاق کو بھی پہنچاتے ہیں ﷺ۔ (تفسیر عزیزی جلد ۶ ص ۶۳۶ مطبوعہ مطبع یوسفی)

رسول اللہ ﷺ کے گواہ ہونے کی بحث میں یہ بات بالکل بے غبار ہو کر سامنے آ گئی، کہ رسول اللہ ﷺ میں ہر چیز کو ہمہ جہت سے دیکھنے کی صفت دائمی تھی، وہ جب حیات ظاہری سے اس کائنات میں جلوہ افروز تھے اس وقت بھی سب کو دیکھ رہے تھے اور جب کہ قبر انور میں ہیں اب بھی سب کو ملاحظہ فرما رہے ہیں۔

ایک اور وجہ سے غور فرمائیں کہ کسی شخص کو کوئی نعمت دایمانہ دینے کی چار وجہیں ہوتی ہیں:- اول یہ کہ دینے والے میں نعمت دینے سے کوئی کمی آ جاتی ہو، اس لئے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ دینے والے میں تو کمی نہیں آتی لیکن لینے والا اس نعمت کا اہل نہیں ہوتا نعمت کو ضائع کر دیتا ہے اس لئے نعمت واپس لے لی جاتی ہے۔

تیسری وجہ یہ ہے کہ لینے والا نعمت دینے والے کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کر دیتا ہے اس لئے وہ نعمت واپس لے لیتا ہے۔

چوتھی وجہ یہ ہے کہ نعمت لینے والے سے زیادہ کوئی اور محبوب ہوتا ہے اس لئے وہ اس سے نعمت لے کر اپنے محبوب کو دے دیتا ہے۔

اب سوچئے اللہ تعالیٰ مالک الملک ہے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی یہ عظیم نعمت دینے سے اس کے ہاں کوئی کمی ہوتی تو دیتا ہی کیوں، اس لئے پہلا سبب نہیں ہے اور رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کوئی اور اہل اور نعمت رکھنے کی صلاحیت والا بھی نہیں، اس وجہ سے دوسرا سبب بھی نہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ کی مرضی کے خلاف کام کر کے اس کو ناراض کرنے والے ہیں بلکہ ان کا تو یہ مقام ہے کہ خود اللہ تعالیٰ ان کی ثناء کرتے ہوئے فرماتا ہے!

﴿قُلْ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُؤْخِذُ إِلَيَّ﴾

﴿آپ فرمادیجئے کہ میں اللہ تعالیٰ کی وحی کے بغیر کوئی کام نہیں کرتا﴾ (احقاف ۹) پھر اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ سے ناراض ہونا کیونکر ممکن ہے جبکہ اس نے دنیا اور آخرت میں خود آپ کو راضی کرنے کے اعلان فرمائے ہیں:

﴿وَمِنْ آتَائِ اللَّيْلِ فَسَبَّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضَى﴾ (طہ.....۱۳۰)
 اور رات کی گھڑیوں میں اس کی پاکی بولو، اور دن کے کناروں پر اس امید پر
 کہ تم راضی ہو۔

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَى﴾ (نحی: ۵)

بے شک قریب ہے کہ تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے (کنز الایمان)
 اس لئے نعمت دے کر واپس لینے کا تیسرا سبب بھی نہیں ہو سکتا رہ گیا نعمت
 واپس لینے کا چوتھا سبب تو وہ یہ ہے کہ نعمت لینے والا اللہ کا محبوب نہ ہو اور رسول اللہ ﷺ
 سے بڑھ کر اللہ کا کوئی محبوب نہیں ہے تو یہ کیسے ممکن ہے اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کو کوئی نعمت
 اور کمال عطا کرے اور پھر واپس لے لے۔

مجازی محبت میں بھی کوئی شخص اپنے محبوب کو کوئی چیز دے کر واپس نہیں لیتا، محبت
 ٹوٹ جائے تب بھی وسیع الطرف محبت، محبوب سے چیز واپس نہیں لیتا تو رسول
 اللہ ﷺ تو اللہ کے حقیقی محبوب ہیں جہاں محبت ٹوٹنے کا تصور بھی نہیں، پھر یہ کیسے ممکن ہے
 کہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کو کوئی نعمت دے اور پھر واپس لے لے۔

خلاصہ:

خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو نماز کے اندر اور نماز کے باہر ہمہ
 جہات دیکھنے کی طاقت عطا فرمائی اور یہ نعمت دے کر واپس نہیں لی بلکہ دائماً عطا فرمائی
 ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کائنات میں اللہ تعالیٰ کے سب سے زیادہ شکر گزار بندے ہیں
 اور شکر کرنے پر اللہ تعالیٰ نعمت میں زیادتی کرتا ہے، دوسرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ کا

مطلوب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے علم میں زیادتی ہو اور زیادتی اس نعمت کے دوام سے حاصل ہوگی۔ تیسرے اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو امت کے احوال و اعمال پر گواہ بنایا اور جنہوں نے خدا کی ذات و صفات کی گواہی بھی دیکھ کر دی ہے وہ امت کے احوال و اعمال کی گواہی بغیر دیکھنے کے کیسے دیں گے اور یہ جب ہی ہوگا جب یہ نعمت دائمی ہو۔ چوتھی وجہ یہ ہے کہ قانون محبت یہ ہے کہ محبوب کوئی نعمت دے کر اس سے واپس نہیں لیتے اس لئے یہ کہنا پڑے گا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کی یہ نعمت داعمادی ہے اور علی الترقی دی ہے۔

اہل علم کی ضیافت طبع کے لئے معروض ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنِّي لَأَرَاكُمْ مِنْ وَرَاءِ ظَهْرِي﴾ بیشک میں تم کو اپنی پس پشت سے بھی دیکھتا ہوں۔

(بخاری حدیث: ۳۱۸ کتاب الصلاة باب عظة الامام)

یہ جملہ اسمیہ ہے جس میں خبر فعل مضارع ہے جو کہ دوام تجدیدی پر دلالت کرتا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے اس دوام کو قسم ان اور لام خبر تین تاکیدوں سے مؤکد فرمایا اور آخر کوئی وجہ تو تھی جو اس دوام کو سرکار نے اس قدر مؤکد فرمادیا، نیز دوام تجدیدی انقطاع آنی کے منافی نہیں ہوتا، اس لئے جن احادیث میں آتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فلاں چیز کو نہیں دیکھا وہ اس دوام کے منافی نہیں۔

دوسرا جواب یہ ہے کہ بسا اوقات رسول اللہ ﷺ تجلیات الہیہ کے مشاہدہ میں مستغرق اور منہمک ہوتے اور جب وہ اس کے جلووں میں کھوئے ہوتے ہیں تو مخلوق کو بظاہر دیکھتے ہوئے بھی نہیں دیکھتے اور ایسے ہی عالم میں بعض چیزوں کی طرف آپ کی توجہ نہیں ہوتی، اس لئے آپ کے دائمی علم اور دائمی رویت پر کوئی اشکال نہیں ہوتا،

واضح رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی صفت دوام سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو جب سے علم اور رویت دی جب سے دوام ہے اور یہ دوام بھی تجدیدی ہے جس میں مختلف حکمتوں کی وجہ سے انقطاع آتا رہتا ہے اس لئے اس دوام کو اللہ تعالیٰ کے دوام ثبات سے کوئی نسبت نہیں جہاں ایک لحظہ کے لئے بھی انقطاع متصور نہیں ہے۔

میرے شیخ حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی قدس سرہ اس موضوع پر بحث کرتے ہوئے فرماتے ہیں

جبریل علیہ السلام نے شق صدر مبارک کے بعد قلب اطہر کو جب زمزم کے پانی سے دھویا تو فرمانے لگے ﴿قَلْبٌ سَدِيدٌ فِيهِ عَيْنَانِ تَبْصُرَانِ وَأُذُنَانِ تَسْمَعَانِ﴾ ﴿قلب مبارک ہر قسم کی کجی سے پاک ہے اور بے عیب ہے اس میں دو آنکھیں ہیں جو دیکھتی ہیں اور دو کان ہیں جو سنتے ہیں﴾ (فتح الباری ۱۳/۴۱۰) قلب مبارک کے یہ کان اور آنکھیں عالم محسوسات سے وراء الوراق کو دیکھنے اور سننے کے لئے ہیں جیسا کہ خود رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ﴿إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ﴾ (ترمذی حدیث ۲۳۱۲ ابواب الرصد حکوۃ حدیث ۵۳۴۷ کتاب الرقاق باب البكاء والخوف)

جب اللہ تعالیٰ جل شانہ سے بطور خرق عادت رسول اللہ ﷺ کے قلب اطہر میں آنکھیں اور کان پیدا فرمادیئے ہیں تو اب یہ کہنا کہ ماوراء عالم محسوسات کو رسول اللہ ﷺ کا دیکھنا سننا احیاناً ہے دائمی نہیں قطعاً باطل ہو گیا جب ظاہری آنکھوں اور کانوں کا ادراک دائمی ہے تو قلب مبارک کے کانوں اور آنکھوں کا ادراک کیونکر عارضی اور احیاناً ہو سکتا ہے؟ البتہ حکمت الہیہ کی بنا پر کسی امر خاص کی طرف رسول اللہ ﷺ کا دھیان نہ رہنا اور عدم توجہ اور عدم التفات کا حال طاری ہو جانا امر آخر ہے جس کا کوئی منکر نہیں

ہے اور وہ علم کے منافی نہیں ہے لہذا اس حدیث کی روشنی میں یہ حقیقت بالکل واضح ہو گئی
 کہ رسول اللہ ﷺ کا باطنی سماع اور بصارت عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے۔

باب ۶

دور سے دیکھنا اور تصرف کرنا

جہاں تک ہماری نگاہ جاتی ہیں وہاں تک ہم ناظر یعنی دیکھنے والے ہیں اور جس جگہ تک ہماری دسترس ہو کہ تصرف کر لیں وہاں تک ہم حاضر ہیں آسمان تک نگاہ کام کرتی ہے وہاں تک ہم ناظر ہیں یعنی دیکھنے والے ہیں لیکن وہاں تک ہم حاضر نہیں کیونکہ وہاں دسترس نہیں اور جس حجرے یا گھر میں ہم موجود ہیں وہاں حاضر ہیں کہ اس جگہ ہماری پہنچ ہے اب دیکھتے ہیں کہ حضور ﷺ کہاں تک حاضر و ناظر ہیں زمین پر کھڑے ہو کر چاند کے دو ٹکڑے کرنا اشارے سے بادل رکوا دینا اور جنت سے انگور کا خوشہ پکڑنا حاضر و ناظر ہونے کی دلیل ہے۔

حدیث..... ۴۸

﴿سورج اٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک﴾

☆☆☆

عن ابن مسعود رضی اللہ عنہما قال :

إِنْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فِرْقَتَيْنِ فِرْقَةٌ فَوْقَ الْجَبَلِ وَفِرْقَةٌ دُونَهُ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ : اشْهَدُوا.

حضرت عبداللہ مسعود رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے زمانہ اقدس میں ہوا چاند دو ٹکڑے ہو کر پھٹا ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر تھا اور دوسرا ٹکڑا اس کے نیچے تب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گواہ رہو۔ (بخاری حدیث ۴۸۶۳ کتاب التفسیر سورۃ القمر، مسلم حدیث ۲۸۰۰ کتاب صفۃ القیامۃ مشکاة حدیث ۵۸۵۵ کتاب الفضائل باب علامات النبوة)

اسی لئے حضرت حسان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور ﷺ کی نعت پڑھتے ہیں

سَعَتِ الشَّجَرُ نَطَقَ الْحَجَرُ شَقَّ الْقَمَرُ بِإِشَارَتِهِ

(آپ کا حکم سن کر) درخت دوڑے آئے، پتھروں نے کلام کیا آپ کی انگلی کے اشارے سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔

سورج لٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ کی ﷺ

حبیب بن مالک امیر شام کا ایمان لانا:

علامہ خرپوتی قصیدہ بردہ شریف کی شرح میں لکھتے ہیں

کہ جب ابو جہل مردود مع اپنے متبعین کے حضور ﷺ سے عاجز آ گیا اور ہر مطالبہ میں منہ کی کھاتا رہا اور حضور ﷺ یو مافیوما ترقی فرماتے گئے اور لوگ دن بدن ایمان لا کر زمرہ مسلمین میں آنے لگے تو تنگ آ کر اُس نے ایک خط حبیب بن مالک امیر شام کو لکھا کہ ہمارے درمیان ایک ہستی ظاہر ہوئی ہے جسے ہم (نعوذ باللہ) ساحر کہتے ہیں وہ ہمیں کہتا ہے کہ ایک رب کی پرستاری کرو اور نیا دین ہمیں تعلیم دیتا ہے اور ہمارے خداؤں کو بُرا کہتا ہے اور جس قدر ہم اُس کا مقابلہ حجت و دلائل سے کرتے ہیں اتنا ہی وہ ہم پر غالب آ رہا ہے غرض کہ اب تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین کمزور ہو چلا ہے لہذا جلدی آ کر اُس سے مل ورنہ اگر اس کی تعلیم عام ہو گئی تو پھر تو کچھ نہ کر سکے گا۔

اس خط کو پڑھ کر حبیب بن مالک بارہ سواروں کے ساتھ چلا اور وادی مکہ میں اتر ابو جہل نے مع عظماء مکہ کے استقبال کیا اور کچھ ہدایا پیش کئے حبیب نے ابو جہل کو اپنے یمن میں جگہ دی اور حضور ﷺ کے حالات دریافت کئے تو ابو جہل نے کہا سرکار بنی

ہاشم سے ان کے حالات دریافت فرمائیں چنانچہ سب نے کہا ہم انہیں بچپن سے نہایت راست گو جانتے ہیں مگر جب وہ چالیس سال کے ہوئے تو انہوں نے ہمارے معبودوں کی مذمت شروع کر دی اور ایک نیا دین ہمارے آباؤ اجداد کے خلاف ظاہر کر ڈالا۔

غرضیکہ حبیب نے اپنے حاجب کو حکم دیا کہ حضور ﷺ کو یہاں لانے کی درخواست کرے حاجب جب حضور ﷺ کے دربار میں پہنچا اور حبیب کی درخواست پیش کی حضور ﷺ تشریف لے جانے کو آمادہ ہوئے تو حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے حلہ حراء اور عمامہ سوداء پیش کیا حضور ﷺ نے ملبوس فرمایا اور تشریف لے چلے صدیق رضی اللہ عنہ بھی حضور ﷺ کے ساتھ ساتھ دہنی طرف چل رہے تھے حبیب بن مالک نے جب حضور ﷺ کو جلوہ افروز ہوتے ہوئے دیکھا یک لخت تعظیم کے لئے سر و قد کھڑا ہو گیا جب حضور ﷺ جلوہ آرائے مسند ہو گئے تو حبیب نے دیکھا کہ وجہ منیر سے انوار کی بارش ہو رہی ہے اور اس کے دل پر حضور ﷺ کی ہیبت اس قدر غالب ہے کہ زبان بند اور مؤدب حاضر ہے۔

تھوڑی دیر کے بعد حبیب بولا ((یا محمد أنت تعلم أن للأنبياء كلهم
مُعْجَزَاتُكَ مُعْجَزَاتُ)) حضور ﷺ آپ کو معلوم ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام
مخصوص معجزات لائے تھے آپ کے پاس بھی کوئی معجزہ ہے۔

((فقال ﷺ ماذا تريد)) فرمایا حبیب تمام انبیاء علیہم السلام تو مخصوص معجزات لائے
تھے مگر ہم کسی خاص معجزہ کے ساتھ نہیں آئے بلکہ جو تو چاہے ہم وہ معجزہ ظاہر فرما سکتے
ہیں۔

حبیب نے متحیرانہ طور پر یہ جواب سن کر بڑے غور کے بعد وہ معجزہ طلب کیا جو کسی نبی

سے ظاہر نہ ہوا تھا عرض کرنے لگا۔ ((ارید أن تغيب الشمس وتخرج القمر وتنزله إلى الأرض وتجعله منشقا نصفين ثم يعود إلى السماء قمرا منيرا.))
 میں یہ چاہتا ہوں کہ ابھی سورج غروب ہو اور ماہ کامل نکلے پھر آپ اسے زمین پر اتاریں
 اور اُس کے دو ٹکڑے کریں پھر وہ آسمان پر جا کر قمر منیر بنے پھر بدستور سورج واپس
 آئے۔

حضور ﷺ نے اس مطالبہ کو نہایت بے پرواہی کے ساتھ سن کر حبیب سے
 فرمایا ((إِن فَعَلْتُهُ أَتُؤْمِنُ بِي)) اگر ہم ایسا کر دیں تو کیا تو پھر ایمان لے آئے گا حبیب
 نے دیکھا کہ اتنے سخت مطالبہ پر بلا کسی عذر کے آمادگی کا اظہار فرما رہے ہیں۔ تو ایک دو
 اپنی خاص غرض بھی کیوں نہ عرض کر دوں بولا ((نعم بشرط أن تخبرني بما في
 قلبی)) بیشک لیکن حضور ایک شرط اور ہے کہ جو میرے دل میں ہے اُس کی خوشخبری سنائی
 جائے۔

حضور ﷺ جبل ابوقبیس پر تشریف لے گئے اور دو گانہ عبدیت ادا فرمایا اور دعا کی
 کہ جبریل امین حاضر ہوئے اور حضور ﷺ کو بشارت سنائی ((أَن اللّٰه تَعَالٰی سَخَّرَ لَكَ
 الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالْبِلَّ وَالنَّهَارَ وَأَن لَّحَبِيبَ بْنِ مَالِكٍ بِنْتُ سَطِيحَةَ يَعْنِي
 سَاقِطَةً عَلَى قَفَاهَا وَلَيْسَ لَهَا يَدَانِ وَلَا رِجْلَانِ وَلَا عَيْنَانِ فَأَخْبَرَهُ بِأَنَّ اللّٰه تَعَالٰی
 قَدْ رَدَّ عَلَيْهَا جَوَارِحَهَا)) کہ حضور اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے سورج چاند رات دن
 مسخر فرما دیئے ہیں اور حبیب بن مالک کی ایک لڑکی ہے جس کے نہ ہاتھ ہیں نہ پیر نہ
 آنکھ کاں اسے بشارت دیجئے کہ اللہ تعالیٰ نے تیری لڑکی کے ہاتھ پیر سب عطا فرما دیئے
 ہیں۔

چنانچہ حضور ﷺ پہاڑ سے نیچے اترے اور جبریل امین ہوا میں معلق حضور ﷺ کے حکم کے منتظر تھے اور ملائکہ صف بستہ اس شان کا تماشہ دیکھ رہے تھے کہ حضور ﷺ نے اپنی انگشت شہادت کا اشارہ سورج کی طرف کیا کہ وہ اپنی جگہ سے ہلا اور غائب ہو گیا اور سخت ظلمت پھیل گئی اور اتنے میں چاند طلوع ہوا اور حضور ﷺ نے اس کی طرف اشارہ فرمایا تو قرص قمر بھی ہلنے لگا یہاں تک کہ زمین کی طرف آیا حضور ﷺ نے اس کے دو ٹکڑے۔ پھر وہ بدر کامل بنا پھر سورج طلوع ہوا اور اسی حال پر مستنیر ہو گیا جیسا کہ تھا حبیب نے عرض کیا ((بقی علیک شرط)) حضور ﷺ ابھی ایک شرط باقی ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا ((إِنَّ لَكَ ابْنَةَ سَطِيحَةٍ وَاللَّهُ تَعَالَى قَدَرْدَ عَلَيْهَا حَوَارِحَهَا)) تیری بیٹی جو سٹیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے اس کے اعضاء واپس لوٹا دیئے ہیں۔ یہ سن کر حبیب بن مالک نے کہا ﴿يَا أَهْلَ مَكَّةَ لَا كُفْرَ بَعْدَ الْإِيمَانِ﴾ اے اہل مکہ! اب اسلام کے بعد کفر نہیں رہ سکتا۔ ﴿إِعْلَمُوا أَنِّي أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ﴾ یہ سن کر ابو جہل جل گیا اور کہنے لگا اے حبیب اس جادو بھری نگاہ کا تو بھی شکار ہو گیا حبیب نے اس کا جواب خاموشی سے دیا اور یہاں سے خوش و خرم ملک شام کو پہنچا جب اپنے محل میں داخل ہوا اور اس کی وہی بیٹی سامنے آئی اور کہہ رہی تھی ﴿أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ﴾ حبیب کہنے لگا ﴿يَا ابْنَتِي مِنْ أَيْنَ عَلِمْتَ هَذِهِ الْكَلِمَاتِ﴾ بیٹی یہ کلمات تو نے کہاں سے سیکھے اس نے کہا خواب میں مجھ سے کسی نے کہا کہ تیرا باپ اسلام لے آیا ہے اگر تو بھی مسلمان ہو جائے تو ابھی تیرے اعضاء تجھے مل جائیں میں علی الفور مسلمان ہوئی اور صبح اس حال میں تھی جیسا کہ آپ مجھے دیکھ رہے ہیں

وہ دکھا کے شکل جو چل دیئے تو دل ان کے ساتھ رواں ہوا
 نہ وہ دل رہا نہ وہ دل رہا ، رہی زندگی سو وبال ہے!!
 (شرح قصیدہ بردہ علامہ خرپوتی)

سورج لٹے پاؤں پلٹے چاند اشارے سے ہو چاک
 اندھے نجدی دیکھ لے قدرت رسول اللہ ﷺ
 جن کے قدموں پہ سجدہ کریں جانور
 منہ سے بولیں شجر، دیں گواہی حجر
 وہ ہیں محبوبِ ربِ مالکِ بحر و بر
 صاحبِ رحمتِ شمس و شق القمر
 تائب دستِ قدرت پہ لاکھوں سلام

حدیث.....۴۹

﴿اشارہ سے بادل پھٹ گیا﴾



عن انس رضی اللہ عنہ قال :

أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ فَبَيْنَا النَّبِيُّ ﷺ يَخْطُبُ فِي يَوْمِ جُمُعَةٍ
 قَامَ أَغْرَابِيٌّ فَقَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ هَلْكَ الْمَالُ وَجَاعَ الْعِيَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ
 يَدَيْهِ (فَقَالَ اللَّهُمَّ اسْقِنَا) وَمَا نَرَى فِي السَّمَاءِ قَزَعَةً فَوَالَّذِي نَفْسِي
 بِيَدِهِ مَا وَضَعَهَا حَتَّى سَارَ السُّحَابُ أَمْثَالَ الْجِبَالِ ثُمَّ لَمْ يَنْزِلْ عَنْ مِنْبَرِهِ حَتَّى

رَأَيْتُ الْمَطَرَ يَتَحَادَرُ عَلَى لِحْيَتِهِ ﷺ فَمُطِرْنَا يَوْمَنَا ذَلِكَ وَمِنَ الْغَدِ وَبَعْدَ الْغَدِ
وَالَّذِي بَلَّيْنَاهُ حَتَّى الْجُمُعَةِ الْآخَرَى وَقَامَ ذَلِكَ الْأَعْرَابِيُّ أَوْ قَالَ غَيْرُهُ فَقَالَ
يَا رَسُولَ اللَّهِ تَهْدِمُ الْبِنَاءَ وَغَرِقَ الْمَالُ فَادْعُ اللَّهَ لَنَا فَرَفَعَ يَدَيْهِ فَقَالَ اللَّهُمَّ
حَوَالَيْنَا

وَلَا عَلَيْنَا فَمَا يُشِيرُ بِيَدِهِ إِلَى نَاحِيَةٍ مِنَ السَّحَابِ إِلَّا انْفَرَجَتْ وَصَارَتْ
الْمَدِينَةُ مِثْلَ الْحَوْبَةِ وَسَالَ الْوَادِي قَنَاةَ شَهْرًا وَلَمْ يَجِءْ أَحَدٌ مِنْ نَاحِيَةٍ إِلَّا
حَدَّثَ بِالْحَوْدِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے زمانہ میں لوگ قحط سالی
میں مبتلا ہو گئے جب نبی کریم ﷺ جمعہ کے روز خطبہ دے رہے تھے تو ایک اعرابی نے
کھڑے ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ! مال ہلاک ہو گیا بچے بھوکے مر گئے اللہ تعالیٰ سے
ہمارے لئے دعا کیجئے آپ ﷺ نے ہاتھ اٹھائے اور دعا کی۔ اے اللہ ہم پر بارش برسا
اے اللہ ہم پر بارش برسا۔ ہم نے آسمان پر بادل کا کوئی ٹکڑا نہیں دیکھا تھا قسم اُس
ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ہاتھ کیا اٹھائے کہ پہاڑوں جیسے بادل آگئے
آپ منبر سے اترے بھی نہیں کہ میں نے بارش کے قطرے آپ کی ریش مبارک سے
ٹپکتے دیکھے اُس روز بارش برسی، اگلے روز بھی اس سے اگلے روز بھی حتیٰ کہ اگلے جمعہ تک
۔ پس وہی اعرابی کھڑا ہوا یا کوئی اور دوسرا اور عرض گزار ہوا یا رسول اللہ مکانات گر گئے اور
مال ڈوب گیا اللہ تعالیٰ سے ہمارے لئے دعا کیجئے پس آپ نے ہاتھ اٹھائے اور کہا اے
اللہ ہمارے ارد گرد ہم پر نہیں پس جس طرف دست مبارک سے اشارہ کرتے ادھر کے
بادل چھٹ جاتے یہاں تک کہ مدینہ منورہ ایک دائرہ سا بن گیا قناة نامی نالہ مہینہ بھر بہتا

رہا اور جو شخص بھی باہر سے آتا وہ بارش کی خبر سناتا تھا۔ (بخاری حدیث ۹۳۳ کتاب الجمعہ باب الاستقاء بخاری ۱۰۱۳) مسلم حدیث ۸۹۷ کتاب صلاۃ الاستقاء۔ مشکوٰۃ ۵۹۰۲ کتاب الفعائل باب المعجزات

امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں

وَدَعَوْتُ عَامَ الْقَحْطِ رَبَّكَ مُعَلِّناً

فَانْهَلَ قَطْرُ السُّحْبِ حِينَ دَعَاكَ

اور قحط کے برس آپ نے اعلانیہ اپنے رب سے دعا کی۔ پس آپ ﷺ کا دعا کرنا ہی تھا کہ مینہ برسنے لگا۔

یہ ہے حضور ﷺ کا خداداد اختیار اور حاضر و ناظر ہونا بادل کو دیکھ بھی رہے ہیں اور انگلی کے اشارے سے اسے روک بھی رہے ہیں یہ بھی معلوم ہوا کہ حضور ﷺ کی دعا سے مشکلیں دور ہوتی ہیں یعنی حضور ﷺ دَافِعُ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ وَالْقَحْطِ وَالْمَرَضِ وَالْآلَمِ ہیں۔ معلوم ہوا کہ مشکل کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا سنت صحابہ ہے اور جو عقیدہ صحابہ کرام کا وہی عقیدہ ہم اہل سنت کا اسی لئے ہم کہتے ہیں

أَنَا فِي عَطَشٍ وَسَخَاكَ أَتَمَّ اے گیسوئے پاک اے ابر کرم

برسن ہارے رم جھم رم جھم دو بوند ادھر بھی گرا جانا

حضرت اسود بن مسعود رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کیا:

أَنْتَ الرَّسُولُ الَّذِي تُرْجَى فَوَاضِلُهُ عِنْدَ الْقُحُوطِ إِذَا مَا أَخْطَاءَ الْمَطَرُ

حضور وہ رسول ہیں کہ حضور کے فضل کی امید کی جاتی ہے قحط کے وقت جب مینہ خطا

کرے۔ (اصابہ فی تمیز الصحابہ جلد ۱ ص: ۶۱ نمبر ۱۶۹، الامن داخل ص: ۸۶)

حدیث..... ۵۰

﴿خدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر﴾

☆☆☆

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں ایک اعرابی نے خدمت اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی:

اتَيْنَاكَ وَالْعَذْرَاءُ يَذِمُّنِي لِأَبَائِهَا ☆ وَقَدْ شَغِلْتُ أُمَّمَ الصَّبِيِّ عَنِ الطِّفْلِ

ہم در دولت پر شدتِ قحط کی ایسی حالت میں حاضر ہوئے کہ جو کنواری لڑکیاں ہیں (جنہیں ماں باپ بہت عزیز رکھتے ہیں ناداری کے باعث خادمہ رکھنے کی طاقت نہیں کام کاج کرتے ہوئے اُن کے سینے شق ہو گئے) اُن کی چھاتی سے خون بہہ رہا ہے۔

وَأَلَقْتُ بِكَفِّهَا الْفَتَى لَا سِتْكَانَةَ مِنَ الْجُوعِ ضَعْفًا لَا يُعْمِرُ وَلَا يُخْلِي

مائیں بچوں کو بھول گئی ہیں جو ان قوی کو اگر کوئی لڑکی دونوں ہاتھوں سے دھکا دے تو ضعفِ گرنگی سے عاجزانہ زمین پر ایسا گر پڑتا ہے کہ منہ سے کڑوی میٹھی کوئی بات نہیں نکلتی

وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا إِلَيْكَ فِرَارُنَا ☆ وَأَيْنَ فِرَارُ الْخَلْقِ إِلَّا إِلَى الرَّسُولِ

اور ہمارا حضور کے سوا کون ہے جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں اور مخلوق کو جائے پناہ ہے ہی کہاں مگر رسولوں کی بارگاہ میں ﷺ

یہ فریاد سن کر حضور رحمتِ عالم ﷺ فوراً بہ نہایت عجلت منبرِ اطہر پر جلوہ فرما ہوئے

اور دونوں دست مبارک بلند فرما کر اپنے رب عزوجل سے پانی مانگا۔ ابھی وہ پاک مبارک ہاتھ جھک کر گلوئے پر نور تک نہ آئے تھے کہ آسمان پر بادل چھا گئے اور بارش

شروع ہو گئی اور بیرون شہر کے لوگ فریاد کرتے ہوئے آئے کہ یا رسول اللہ! ہم ڈوبے جاتے ہیں حضور نے دعا کی ﴿اللَّهُمَّ حَوَالَيْنَا وَلَا عَلَيْنَا﴾ اے اللہ ہمارے ارد گرد برسا ہم پر نہ برسا فوراً بادل مدینہ پر سے چھٹ گیا اور ارد گرد برس رہا تھا آپ یہ ملاحظہ فرما کر تبسم ریز ہوئے اور فرمایا: اللہ کے لئے ہے خوبی ابوطالب کی اس وقت وہ زندہ ہوتا تو اُس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں کون ہے جو ہمیں اُس کے اشعار سنائے۔ مولیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے عرض کی یا رسول اللہ! شاید حضور یہ اشعار سننا چاہتے ہیں جو ابوطالب نے نعتِ اقدس میں عرض کئے تھے:-

وَأَبْيَضُ يُسْتَسْقَى الْغَمَامُ بِوَجْهِهِ ☆ لَيْمَالُ الْبَيْتَامِي عِصْمَةٌ لِلْأَرَامِلِ
وہ گورے گورے رنگ والے کہ اُن کے منہ کے صدقہ میں ابر کا پانی مانگا جاتا ہے یتیموں کی جائے پناہ اور بیواؤں کے نگہبان۔

تَلُوذُ بِهِ الْهَلَاكُ مِنْ آلِ هَاشِمٍ ☆ فَهُمْ عِنْدَهُ فِي نِعْمَةٍ وَفَوَاضِلِ
بنی ہاشم (جیسے غیور لوگ) تباہی کے وقت اُن کی پناہ میں آتے ہیں اُن کے پاس اُن کی نعمت و فضل میں چین پاتے ہیں۔ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا: أَجَلُ ذَلِكَ أَرَذْتُ هَاں یہی نعت مقصود تھی۔ (خصائص کبری جلد ۲ ص: ۲۷۵، بیہقی فی دلائل النبوة، سند صالح والدیلی فی مسند الفردوس، مختصر سیرت رسول ﷺ از عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب ص ۱۴۴، رواہ البخاری مختصر حدیث ۱۰۱۴، ۱۰۰۸) الفاجیم از سید علوی مالکی محدث مکی ص ۱۷۶، فتح الباری ۲/۴۹۵

امام اہل سنت فرماتے ہیں:

یہ حدیث نفیس بحمد اللہ تعالیٰ اول تا آخر حِفَافِے مومنین و شِقَافِے منافقین ہے اور حضور ﷺ کے پسند فرمودہ اشعار میں یہ الفاظ خاص ہمارے مقصودِ رسالہ ہیں:

کہ حضور کے سوا ہمارا کوئی نہیں جس کے پاس مصیبت میں بھاگ کر جائیں خلق کے لئے
جائے پناہ نہیں سوائے بارگاہِ انبیاء علیہم السلام کے۔ (الامن والعلیٰ ص: ۸۶)

بخدا خدا کا یہی ہے در نہیں اور کوئی مفر مقرر

جو وہاں سے ہو یہی آ کے ہو جو یہاں نہیں تو وہاں نہیں

امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے حضور ﷺ کو اپنا ملجا و ماویٰ قرار دیا

يَا أَكْرَمَ الثَّقَلَيْنِ يَا كَنْزَ الْوَرَى ☆ جُذِلْنِي بِجُودِكَ وَارْضَنِي بِرِضَاكَ

اے تمام موجودات سے بزرگ ترین اے خزانہ، مخلوقات مجھے اپنی بخشش و عطا سے
نوازیئے اور اپنی رضامندی سے راضی کیجئے۔

أَنَا طَامِعٌ بِالْجُودِ مِنْكَ وَلَمْ يَكُنْ ☆ لَا يَبِي حَنِيفَةً فِي الْأَنَامِ سِوَاكَ

میں آپ کے جود و کرم کا دل سے طلب گار ہوں کہ اس جہان میں ابو حنیفہ کے لئے آپ
کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ امام بوصری نے حضور ﷺ کی بارگاہ میں ان اشعار سے فریاد

کی يَا أَكْرَمَ الْخَلْقِ مَالِي مَنْ أَلُوذُ بِهِ سِوَاكَ عِنْدَ حُلُولِ الْحَادِثِ الْعَمَمِ

اے تمام مخلوق سے بزرگ تر آپ کے سوا (مخلوق میں) میرا کوئی ایسا نہیں ہے جس سے

حادثہ عام کے نزول کے وقت پناہ چاہوں۔

﴿جبریل امین نے مدینہ منورہ میں بیٹھ کر میدان کر بلا کی مٹی لے لی﴾



عن علی رضی اللہ عنہ قَالَ:

دَخَلْتُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ذَاتَ يَوْمٍ وَعَيْنَاهُ تَفِيضَانِ قُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ اغْضَبَكَ أَحَدٌ
مَا شَأْنُ عَيْنَيْكَ تَفِيضَانِ قَالَ بَلْ قَامَ مِنْ عِنْدِي جِبْرِيلُ قَبْلُ فَحَدَّثَنِي أَنَّ
الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ فَقَالَ هَلْ لَكَ إِلَيَّ أَنْ أُشِمَكَ مِنْ تَرْبَتِهِ قُلْتُ نَعَمْ
فَمَدَّ يَدَهُ فَقَبَضَ قَبْضَةً مِنْ تُرَابٍ فَأَعْطَانِيهَا فَلَمْ أَمْلِكْ عَيْنِي أَنْ فَاضَتْ.

حضرت علی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں ایک دن نبی کریم ﷺ کی
خدمت اقدس میں حاضر ہوا آپ کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے میں نے عرض کیا
یا رسول اللہ ﷺ آپ کو کس نے غضب ناک کیا ہے آپ کی آنکھوں سے آنسو کیوں
جاری ہیں فرمایا: تھوڑی دیر میرے پاس سے جبریل امین اٹھ کر گئے ہیں انہوں نے مجھے
بتایا ہے کہ حضرت حسین رضی اللہ فرات کے کنارے شہید کئے جائیں گے کیا آپ
چاہتے ہیں کہ اُس جگہ کی مٹی آپ کو سونگھائی جائے میں نے کہا ہاں تو انہوں نے اپنا ہاتھ
دراز کر کے ایک مٹھی بھر مٹی لے کر مجھے دے دی تو میں اپنے آنسو نہ روک سکا۔

(احمد حدیث ۶۴۹ سلسلہ احادیث الصحیحہ البانی حدیث ۸۲۲-۱۱۷۱)

اس حدیث سے جبریل کا مخصوص تصرف ہونا ثابت ہو رہا ہے کہ وہ مدینہ منورہ

بیٹھ کر عراق سے مٹی پکڑ رہے ہیں یہ تو حضور ﷺ کے غلاموں کی شان ہے تو اگر ہمارے اور جبریل علیہ السلام کے آقا مدینہ منورہ میں رہ کر جنت سے انگوروں کا خوشہ لانا چاہیں تو کیا بعید یا زمیں میں اپنے غلاموں کی مدد کرنا چاہیں تو کر سکتے ہیں۔

حدیث..... ۵۲

﴿رسول اللہ ﷺ کا علم کلی اور ہر چیز پر حاضر و ناظر ہونا﴾

عن عائشة رضی اللہ عنہا قالت: قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ:

لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وَعِدَّتُهُ حَتَّى لَقَدْ رَأَيْتُنِي أُرِيدُ أَنْ أَخُذَ قِطْفًا مِنَ الْجَنَّةِ حِينَ رَأَيْتُمُونِي جَعَلْتُ أَتَقَدَّمُ وَلَقَدْ رَأَيْتُ جَهَنَّمَ يَخْطُمُ بَعْضُهَا بَعْضًا حِينَ رَأَيْتُمُونِي تَأْخُرْتُ وَرَأَيْتُ فِيهَا عَمْرُو بْنُ لُحْيٍ وَهُوَ الَّذِي سَبَبَ السَّوَابِ.

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں نے اس جگہ پر ہر چیز کو دیکھ لیا جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے میں نے ارادہ کیا کہ ایک خوشہ توڑ لوں جب کہ تم نے مجھے آگے بڑھتے دیکھا اور میں نے جہنم کو دیکھا کہ اُس کا ایک حصہ دوسرے کو کھا رہا ہے جبکہ تم نے مجھے پیچھے ہٹتے دیکھا اور میں نے اُس میں عمرو بن لُحی کو دیکھا جس نے سائبہ کی رسم نکالی تھی۔ (بخاری حدیث ۱۲۱۲ کتاب العمل فی الصلاة باب اذا انقلب الدبۃ فی الصلاة، مسلم حدیث ۹۰۱ کتاب الکسوف)

سرعرش پر ہے تیری گزردل فرش پر ہے تیری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

﴿جنت کو دیکھنا اور تصرف فرمانا﴾



عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال : قال رسول اللہ ﷺ : إِنْ الشَّمْسُ وَالْقَمَرَ آتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ لَا يَخْسِفَانِ لِمَوْتِ أَحَدٍ وَلَا لِحَيَاتِهِ فَإِذَا رَأَيْتُمْ ذَلِكَ فَادْكُرُوا اللَّهَ قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ رَأَيْنَاكَ تَنَاوَلْتَ شَيْئًا فِي مَقَامِكَ ثُمَّ رَأَيْنَاكَ كَفَعَكْتَ؟ قَالَ: إِنِّي رَأَيْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَاوَلْتُ عَنْقُودًا وَلَوْ أَصْبَتْهُ لَأَكَلْتُ مِنْهُ مَا بَقِيََتِ الدُّنْيَا وَرَأَيْتُ النَّارَ فَلَمْ أَرْ مَنْظَرًا كَالْيَوْمِ قَطُّ أَفْظَعُ وَرَأَيْتُ أَكْثَرَ أَهْلِهَا النِّسَاءَ قَالُوا بِمَ يَا رَسُولَ اللَّهِ؟ قَالَ: بِكُفْرِهِنَّ قِيلَ: يَكْفُرْنَ بِاللَّهِ؟ قَالَ: يَكْفُرْنَ الْعَشِيرَ وَيَكْفُرْنَ الْإِحْسَانَ لَوْ أَحْسَنْتَ إِلَى إِحْدَاهُنَّ الدَّفْعَ كُلَّهُ ثُمَّ رَأَتْ مِنْكَ شَيْئًا، قَالَتْ: مَا رَأَيْتُ مِنْكَ خَيْرًا قَطُّ.

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں۔ (کہ رسول اللہ ﷺ نے صلاۃ الکسوف پڑھائی اور دورانِ نماز آگے بڑھ کر ہاتھ اوپر اٹھایا اور پھر پیچھے ہٹ گئے) اور نماز کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا سورج اور چاند اللہ کی نشانیوں میں سے دو نشانیاں ہیں جنہیں کسی کی موت اور حیات کی وجہ سے گرہن نہیں لگتا جب تم یہ چیز دیکھو تو اللہ کا ذکر کرو صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ ہم نے اس جگہ آپ کو کوئی چیز پکڑتے دیکھا ہے پھر ہم نے آپ ﷺ کو پیچھے ہٹتے دیکھا ہے فرمایا میں نے جنت دیکھی تو اُس کی ایک ٹہنی پکڑنی چاہی اگر میں اُسے لے آتا تو تم اُسے رہتی دنیا تک کھاتے رہتے اور

مجھے جہنم دکھائی گئی تو میں نے آج جیسا بُرا منظر کبھی نہیں دیکھا تھا اور میں نے دیکھا کہ اُس میں زیادہ تر عورتیں ہیں لوگ عرض گزار ہوئے کس وجہ سے فرمایا کہ اپنے کفر کے باعث عرض کی گئی کہ کیا وہ اللہ کے ساتھ کفر کرتی ہیں فرمایا کہ خاوند کی ناشکری کرتی ہیں اور احسان فراموش ہیں اگر ان میں سے کسی پر سارے زمانے کے احسان کرو پھر تمہاری طرف سے کچھ کمی ہو جائے تو کہے گی میں نے نہیں دیکھا کہ آپ نے میرے ساتھ کوئی نیکی کی ہو۔ (بخاری حدیث ۱۰۵۲ کتاب الکسوف باب صلاة الکسوف، مسلم حدیث ۹۰۷، مشکوٰۃ حدیث ۱۳۸۲ کتاب الصلاة باب صلاة الکسوف)

قاضی عیاض مالکی لکھتے ہیں:

کہ رسول اللہ ﷺ اور جنت و دوزخ کے درمیان جس قدر حجابات تھے اللہ تعالیٰ نے ان تمام حجابات کو اٹھا دیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنی آنکھوں سے جنت و دوزخ اور ان کے تمام احوال اور کیفیات کو دیکھ لیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جنت کے خوشوں کو توڑنے کا قصد فرمایا اور چاہتے تو توڑ لیتے اور لوگ ان کو رہتی دنیا تک کھاتے رہتے لیکن بعد میں اُسی خیال سے ایسا نہیں کیا آپ کے اس قصد سے جس طرح یہ ظاہر ہوا کہ آپ ﷺ جب دیکھنا چاہیں تو سات آسمان آپ کے لئے حجاب نہیں بنتے یہ بھی معلوم ہوا کہ آپ زمین پر رہتے ہوئے جنت میں تصرف کر سکتے ہیں اور جنت کی اشیاء آپ کے دست تصرف کی زد میں ہیں اور چونکہ غیر کی ملک میں تصرف جائز نہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جنت آپ کی ملک کر دی ہے جس طرح چاہتے ہیں تصرف فرماتے ہیں اور اہل علم جانتے ہیں کہ جس جگہ آپ آرام فرماہیں وہ جگہ جنت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے اور جب زمین پر

رہ کر جنت میں تصرف کر سکتے ہیں تو جنت میں جا کر اور رہ کر زمین کے اوپر بھی تصرف کر سکتے ہیں لیکن یہ تمام کمالات اللہ تعالیٰ کی اجازت اور عطا کے ساتھ مقید ہیں۔

شرح مسلم سعیدی جلد ۲ ص: ۷۳۹

نبی کریم ﷺ زمیں پر کھڑے ہو کر جنت کو دیکھ رہے ہیں صرف دیکھ ہی نہیں رہے بلکہ وہاں کا پھل زمین پر لاسکتے ہیں اور اسی کا معنی حاضر و ناظر ہے۔

حدیث..... ۵۴

﴿زمین سے جنت کا فاصلہ﴾



عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال: یُنَمَا نَبِیُّ ﷺ جَالِسٌ وَأَصْحَابُهُ إِذْ أَتَى عَلَيْهِمْ سَحَابٌ، فَقَالَ نَبِیُّ ﷺ: هَلْ تَذَرُونَ مَا هَذَا؟ فَقَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: هَذَا الْعَنَانُ هَذِهِ رَوَابِیَا الْأَرْضِ یَسُوقُهُ اللّٰهُ تَبَارَكَ وَتَعَالٰی إِلَى قَوْمٍ لَا یَشْكُرُونَهُ وَلَا یَدْعُونَهُ. قَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَا فَوْقَکُمْ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهَا الرِّقِیْعُ سَقْفٌ مَّحْفُوظٌ وَمَوْجٌ مَّكَفُوفٌ، ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَذَرُونَ کُمْ بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: بَیْنَکُمْ وَبَیْنَهَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ. ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: اللّٰهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَوْقَ ذَلِكَ سَمَاءٌ بَیْنَ مَا بَیْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ حَتَّىٰ عَدَّ سَبْعَ سَمَآوَاتٍ، مَا بَیْنَ كُلِّ سَمَاءٍ بَیْنِ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام

کے درمیان تشریف فرما تھے کہ آسمان پر بادل چھا گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جانتے ہو یہ کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بادل ہے جو زمین کو سیراب کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اُس قوم کی طرف چلاتا ہے جو نہ تو اُس کا شکر ادا کرتے ہیں اور نہ ہی اُس سے دعا مانگتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اُوپر کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا یہ بلند آسمان ہے جو محفوظ چھت اور روکی ہوئی موج ہے پھر پوچھا جانتے ہو تمہارے اور اس کے درمیان کتنا فاصلہ ہے ایک روایت میں ہے زمین و آسمان کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا تمہارے اور اس کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے پھر پوچھا جانتے ہو اس کے اُوپر کیا ہے صحابہ نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس کے اُوپر دو آسمان ہیں اور دونوں کے درمیان پانچ سو برس کی مسافت ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات آسمان شمار کیے اور فرمایا ہر دو آسمانوں کے درمیان اتنا ہی فاصلہ ہے جتنا زمین سے پہلے آسمان تک۔ (ترمذی حدیث ۳۲۹۸ کتاب التفسیر تفسیر سورة الحديد، مشکوٰۃ حدیث ۵۷۳۵ کتاب فی القیامۃ باب بدم الخلق ابوداؤد حدیث ۴۱۰۰ کتاب النہ)

جنت سات آسمانوں کے اوپر سدرۃ المنتہی کے پاس ہے جیسا کہ سورة النجم میں ہے تو آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں کہ زمین سے جنت تک کتنے ہزار سال کا فاصلہ ہے اور جب رسول اللہ ﷺ زمین پر رہ کر جنت کو اور حوض کوثر کو دیکھ رہے ہیں پھر آپ حاضر و ناظر نہیں تو اور کیا ہیں؟ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ مدینہ منورہ سے جنت کا

فاصلہ زیادہ ہے یا پاکستان اور ہندوستان انگلینڈ وغیرہ کا تو ماننا پڑے گا اگر نبی کریم ﷺ مدینہ منورہ میں رہ کر جنت کو دیکھ سکتے ہیں سات آسمانوں کو دیکھ سکتے ہیں تو اسی طرح مدینہ میں رہ کر اپنے غلاموں کو بھی دیکھ سکتے ہیں اور وہ جسے عینک کے بغیر اپنے سامنے والی چیز بھی نظر نہ آئے وہ حضور ﷺ کی مثل کیسے ہو سکتا ہے۔

سرِ عرش پر ہے تری گزردلِ فرش پر ہے تری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

زمین سے دوزخ کا فاصلہ:

دوزخ سات زمینوں کے نیچے ہے آداب رسول کریم ﷺ کی حدیث کی روشنی میں دیکھیں کہ زمینیں کتنی ہیں اور ان کا کتنا فاصلہ ہے۔

ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَكُمْ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّهَا الْأَرْضُ. ثُمَّ قَالَ: هَلْ تَذَرُونَ مَا الَّذِي تَحْتَ ذَلِكَ؟ قَالُوا: اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ. قَالَ: فَإِنَّ تَحْتَهَا الْأَرْضُ الْأُخْرَى بَيْنَهُمَا مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ. حَتَّىٰ عَدَّ سَبْعَ أَرْضِينَ بَيْنَ كُلِّ أَرْضَيْنِ مَسِيرَةُ خَمْسِمِائَةِ سَنَةٍ.

پھر رسول اللہ ﷺ نے پوچھا جانتے ہو تمہارے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: زمین ہے پھر پوچھا اس کے نیچے کیا ہے؟ انہوں نے عرض کیا اللہ اور اس کا رسول خوب جانتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا اس سے نیچے دوسری زمین ہے دونوں زمینوں کے درمیان پانچ سو سال کی راہ ہے حتیٰ کہ آپ ﷺ نے سات زمینیں شمار فرمائیں ہر زمین کے درمیان پانچ

سوسال کی راہ ہے۔ ترمذی حدیث ۳۲۹۸ کتاب التفسیر تفسیر سورة الحديد، مشکوٰۃ حدیث ۵۷۳۵ کتاب صفۃ
القیلۃ باب بدء الخلق)

اور دوزخ ان سات زمینوں کے نیچے ہے

باب ۷

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

حضرت سلیمان علیہ السلام کی سماعت:

﴿قَالَتْ نَحْمَلُ يَا أَيُّهَا النَّمْلُ اذْخُلُوا مَسْكِنَكُمْ لَا يَحْطِمَنَّكُمْ سَلِيمُنُ وَجُنُودُهُ
لَا يَشْعُرُونَ فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا﴾

ایک چیونٹی بولی اے چیونٹیو اپنے گھروں میں چلی جاؤ تمہیں کچل نہ ڈالیں
سلیمان اور ان کے لشکر بے خبری میں تو اس کی بات سے مسکرا کر ہنسا۔

(سورۃ النمل آیت ۱۸-۱۹ پارہ: ۱۹)

اس آیت کریمہ سے تین مسئلے معلوم ہوئے:-

ایک یہ کہ چیونٹی کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ پیغمبر کے صحابہ کسی پر ظلم نہیں کرتے اگر وہ
چیونٹیوں کو کچلیں گے تو بے خبری میں۔ لہذا شیعہ چیونٹی سے بھی زیادہ بے عقل
ہیں۔ دوسرے یہ کہ نبی دور سے بھی چیونٹی کی آواز سن لیتے ہیں اگر ہمارے حضور ﷺ
مدینہ میں تشریف فرما کر ہماری فریاد سن لیں تو کیا تعجب ہے۔ تیسرے یہ کہ نبی ﷺ
جانوروں کی بولی سمجھتے ہیں جیسے ہمارے حضور ہر جانور کی بولی سمجھتے تھے۔ اونٹوں کی فریاد
رسی کرتے تھے۔ درختوں کی شاخوں نے حضور ﷺ سے کلام کیا حضرت سلیمان علیہ
السلام نے چیونٹی کی یہ آواز تین میل کے فاصلہ سے سنی اور اپنے لشکر کو ٹھہر جانے کا حکم دیا
تاکہ وہ سوراخوں میں گھس جائیں۔

خیال رہے کہ آج کل خوردبین وغیرہ آلے ایجاد ہو گئے ہیں جن سے باریک
چیزیں دیکھ لی جاتی ہیں مگر ایسا آلہ ایجاد نہ ہو سکا جس سے چیونٹی کی آواز سنی جاسکے یہ
آواز سننا حضرت سلیمان علیہ السلام کا معجزہ ہے جس سے عقل عاجز ہے۔

وادی نمل طائف شریف سے بیس میل کے فاصلہ پر واقع ہے اسے اب بھی وادی نمل ہی کہا جاتا ہے۔ (تفسیر نور العرفان)

حدیث نمبر ۳۹ میں ترمذی کے حوالہ سے بیان کیا گیا ہے کہ حضور ﷺ نے زمین پر رہ کر آسمان کے چہ چہ آنے کی آواز سنی۔ اور فرمایا میں وہ دیکھتا ہوں جو تم نہیں دیکھتے اور میں وہ سنتا ہوں جو تم نہیں سنتے۔

حدیث..... ۵۵

﴿دوزخ کی گہرائی اور سماعت مصطفیٰ ﷺ﴾



عن ابی ہریرۃ رضی اللہ عنہ قال : کُنَّا مَعَ رَسُولِ اللہ ﷺ إِذْ سَمِعَ وَجْبَةً، فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : تَذَرُونَ مَا هَذَا ؟ قُلْنَا اللہُ وَرَسُولُهُ أَعْلَمُ . قَالَ هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مِنْذُ سَبْعِينَ خَرِيفًا، فَهُوَ يَهْوِي فِي النَّارِ الْآنَ حَتَّى انْتَهَى إِلَى قَعْرِهَا فَسَمِعْتُمْ وَجِبَتَهَا.

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کہ آپ ﷺ نے گڑگڑاہٹ کی آواز سنی آپ ﷺ نے فرمایا تمہیں معلوم ہے یہ آواز کیسی تھی؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کے رسول کو خوب علم ہے آپ ﷺ نے فرمایا یہ ایک پتھر ہے جس کو ستر سال پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا یہ اب تک اُس میں گر رہا تھا اور اب اُس کی گہرائی میں پہنچا ہے اور تم نے اُس کی آواز سنی ہے۔ (مسلم حدیث ۲۸۴۴ کتاب الحجۃ)

اب انجینٹروں سے پوچھو کہ ایک منٹ میں پتھر کتنے میل نیچے جاتا ہے پتھر اگر اوپر

کی طرف پھینکا جائے تو اُس کی رفتار سست ہوتی ہے لیکن اگر اوپر سے نیچے کی طرف آئے تو رفتار تیز ہوتی ہے ایک منٹ میں کتنے کلومیٹر نیچے آئے گا اور ایک گھنٹہ میں ساٹھ منٹ ہوتے ہیں پھر ایک گھنٹہ کا حساب لگاؤ اور دن رات میں چوبیس گھنٹے ہوتے ہیں جو ایک گھنٹہ کا حساب نکلے اُس کو چوبیس سے ضرب دیں ایک مہینے میں کتنے دن ہوتے ہیں جو ایک دن کا حساب نکلے اُس کو تیس سے ضرب دیں اور ایک سال میں بارہ مہینے ہوتے ہیں جو ایک مہینہ کا حساب نکلے اُس کو بارہ سے ضرب دیں جو ایک سال کا حساب نکلے اُس کو ستر سے ضرب دیں کیونکہ وہ پتھر ستر سال میں جہنم کی تہہ تک پہنچا تھا تو آپ اندازہ لگائیں کہ وہ پتھر کتنے کروڑ کھرب کلومیٹر نیچے گیا اور مصطفیٰ ﷺ وہاں سے بھی اُس کی آواز سُن رہے ہیں جو اتنی دور سے جہنم میں گرنے والے پتھر کی آواز سُن سکتے ہیں وہ اپنے غلاموں کا درود سلام بھی سن سکتے ہیں۔

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

یہ آواز صرف حضور ﷺ ہی نہیں سن رہے بلکہ آپ ﷺ کی برکت سے صحابہ بھی سُن رہے ہیں صحابہ آواز تو سن رہے ہیں لیکن وہ نہ پتھر کو جانتے ہیں اور نہ دیکھ رہے ہیں لیکن حضور ﷺ اُس کی آواز بھی سن رہے ہیں اور اُس کو دیکھ بھی رہے ہیں اور صحابہ کو بتا بھی رہے ہیں کہ یہ پتھر میری پیدائش سے پہلے جہنم میں پھینکا گیا تھا تو معلوم ہوا حضور ﷺ اپنے غلاموں کو دیکھتے بھی ہیں پہچانتے بھی ہیں ان کی آوازیں بھی سنتے ہیں درود و سلام بھی سنتے ہیں ان کی فریادیں سُن کر امداد بھی کرتے ہیں۔

بندہ مٹ جائے نہ آقا پہ وہ بندہ کیا ہے

بے خبر ہو جو غلاموں سے وہ آقا کیا ہے

فریاد اُمتی جو کرے حالِ زار میں

ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

اور جو ٹیلی فون وائر لیس کسی آلہ کے بغیر اپنے شہر کے دوسرے محلے کی بھی آواز

نہ سُن سکے تو وہ حضور ﷺ کی مثل کیسے بن سکتا ہے میں اس لیے آپ کو یہ احادیث

بتا رہا ہوں اور لکھ رہا ہوں کہ جب آپ درود و سلام پڑھیں گے اور یہ احادیث مبارکہ

آپ کے پیش نظر ہوں گی تو اُس وقت آپ کی کیفیت کچھ اور ہوگی اور اگر کوئی شانِ مصطفیٰ

میں بے ادبی کرے تو تم اُن کو دندانِ شکن جواب دے سکو۔ کوئی مانے نہ مانے

ہمارا عقیدہ تو یہ ہے

سرِ عرش پر ہے تری گذر دل فرش پر ہے تری نظر

ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

مجھے سمجھ نہیں آتی اتنے واضح مسئلے کو کیوں اختلافی بنا دیا گیا ہے جب کہ اللہ

تعالیٰ نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کو بھی منبعِ کمالات بنایا ہے مثلاً

سورج جسمِ ایک جگہ ہے لیکن روشنی کے لحاظ سے اپنے فائدے کے لحاظ سے ہر جگہ ہے

آفتابِ نبوت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم جسمِ مدینہ منورہ میں ہیں اور اپنے علم، قدرت

اور نورانیت و روحانیت سے ہر جگہ ہیں جسمِ آپ مدینہ میں ہیں اور باطناً ہر مومن کے

سینہ میں ہیں۔

آج کی حیرت انگیز ایجادات ریڈیو ٹیلی ویژن وغیرہ نے بہت سے مسائل

حل کر دیئے ہیں دیکھئے ہزاروں میلوں کے فاصلے سے بولنے والے کی آواز بذریعہ ریڈیو ٹیلی ویژن ٹیلی فون موبائل سن لی جاتی ہے تو کیا اللہ کے پیارے محبوب طالب و مطلوب جو روحانیت و نورانیت کا منبع اور مخزن ہیں اپنی روحانی قوت سے ہمارے درود و سلام کی آواز نہیں سن سکتے؟ یقیناً سنتے ہیں ورنہ بصورت دیگر روحانیت کا انکار کرنا پڑے گا۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ مادی طاقت و قوت کے مقابلے میں روحانی قوت و طاقت بہت زیادہ ہے کیونکہ مادی دنیا میں ان آلات کے بغیر نہیں سنا جاسکتا لیکن روحانی دنیا ان آلات کی محتاج نہیں وہ اللہ کے نور سے دیکھتے سنتے ہیں۔

حضور سید عالم ﷺ کی تو بہت بڑی شان ہے حضور ﷺ کے درباریوں کا یہ حال ہے کہ بہ یک وقت پوری دنیا دیکھ رہے ہیں اور ان کی آوازیں سن رہے ہیں۔

حدیث..... ۵۶

﴿ ایک جگہ رہ کر ساری دنیا کو دیکھنا اور ان کی آوازیں سننا ﴾

☆☆☆

عن عمار بن ياسر رضى الله عنه قال: قال رسول الله ﷺ: إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أُغْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ فَهُوَ قَائِمٌ عَلَى قَبْرِى إِذَا مِتُّ ، فَلَيْسَ أَحَدٌ يُصَلِّى عَلَى إِلَّا قَالَ: يَا مُحَمَّدُ صَلِّى عَلَيْكَ فَلَانُ بْنُ فُلَانٍ فَيُصَلِّى الرَّبُّ تَبَارَكَ وَتَعَالَى عَلَى ذَلِكَ الرَّجُلِ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ عَشْرًا.

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ میری قبر پر مقرر کر رکھا ہے جس کو ساری مخلوق کی باتیں سننے کی

قدرت عطا فرمائی ہے جو شخص بھی مجھ پر قیامت تک درود بھیجتا رہے گا وہ فرشتہ مجھ کو اس کا اور اُس کے باپ کا نام لے کر درود پہنچاتا ہے کہ فلاں شخص جو فلاں کا بیٹا ہے اُس نے آپ پر درود بھیجا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اُس آدمی کے ہر درود کے بدلہ میں دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ (غیر مقلدین کے ایک بہت بڑے عالم ناصر الدین البانی اس حدیث کو، سلسلہ احادیث الصحیحہ جلد ۲ حدیث نمبر ۱۵۳۰ میں اس کو درج کیا ہے، القول البدیع از علامہ سخاوی الباب الثانی ص: ۱۱۶۵ بن قیم شاگرد ابن تیمیہ جلاء الافہام ص: ۱۰۷، تبلیغی نصاب فضائل درود شریف از شیخ زکریا صاحب ص: ۱۷، ہدیۃ المہدی مترجم از شیخ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۵۳)

آپ اندازہ لگائیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو کتنی قدرت عطا فرمائی ہے کہ وہ ایک ہی وقت میں ایک جگہ سارے جہان کے مسلمانوں کو دیکھتا ہے اُن کے ناموں اور باپوں کو جانتا ہے اور بہ یک اُن سب کے سلاموں کو سنتا ہے اور سب کے نام حضور ﷺ کی بارگاہ میں پیش کرتا ہے اور حضور ﷺ اسی لمحہ میں سب کے سلاموں کا جواب بھی عطا فرماتے ہیں درود شریف پڑھنے والے جہاں میں کتنے ہیں، ینہ میں ہی لاکھوں ہوں گے پھر مکہ سعودیہ پاکستان ہندوستان جرمنی جاپان وغیرہ اور پھر اُن میں سے کوئی زور سے پڑھ رہا ہے اور کوئی دل میں پڑھ رہا ہے فرشتے کو سب خبر ہے یعنی جہان میں فرشتے سے کوئی انسان چھپا ہوا نہیں جب حضور ﷺ کے ایک خادم کے علم اور سماعت کا یہ عالم ہے تو پھر آقا کا علم اور سماعت کا کیا عالم ہو گا اسی لئے ہم کہتے ہیں

دور و نزدیک کے سننے والے وہ کان

کان لعل کرامت پہ لاکھوں سلام

اگر حضور ﷺ حاضر و ناظر نہ ہوتے تو فرشتے کے لئے بہت مشکل پیش آتی

کیونکہ عام آدمی ایک ہی وقت میں ایک آدمی کی بات سن سکتا ہے اور ایک ہی کو جواب دے سکتا ہے تو اگر حضور ﷺ بھی ہماری طرح ہوتے تو فرشتہ کو لائن لگانی پڑتی باری باری سب کا سلام پیش کرتا اور حضور ﷺ سن کر جواب عطا فرماتے، اور تمام ملکوں کے دن مقرر کر دیئے جاتے یکم محرم کو پاکستان کی باری آئے گی دو تاریخ کو ہندوستان کی علی ہذا القیاس اس طریقے سے ممکن تھا کہ پاکستان کو دوبارہ سال یا دو سال کے بعد موقع ملتا اور اہل ایمان جو پانچ بار نماز میں سلام پڑھتے ہیں اُن کو بھی جواب ملنا مشکل تھا یہ تو الگ رہے فرشتے جو ہر روز ستر ہزار صبح اور ستر ہزار شام کو آتے ہیں اُن کو ہی سلام کا جواب دینا مشکل ہوتا لیکن اس کے برعکس حضور ﷺ فرماتے ہیں میں ہر ایک کا سلام سنتا ہوں اور جواب بھی دیتا ہوں تو ثابت ہو گیا کہ حضور ﷺ بے مثل و بے مثال ہیں اور حاضر و ناظر ہیں کہ بہ یک وقت تمام مخلوق کے سلاموں کو سن کر جواب عطا فرماتے ہیں۔

اس سے معلوم ہوا کہ کسی شخص کے متعلق یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ اللہ کی عطا سے دور سے سن لیتا ہے دیکھ لیتا ہے دلوں کی بات جان لیتا ہے بالکل صحیح ہے شرک و بدعت نہیں۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ حضور ﷺ خود نہیں سنتے خود بھی سنتے ہیں اور فرشتہ بھی پہنچاتا ہے جس طرح کہ فرشتے رب کی بارگاہ میں اعمال پیش کرتے ہیں حالانکہ رب تعالیٰ خود سنتا اور دیکھتا ہے لیکن رب تعالیٰ سننے اور دیکھنے میں کسی کا محتاج نہیں فرشتے اور نبی بلکہ ہر انسان اپنی ہر صفت اور قدرت میں رب کا محتاج ہے۔

حدیث..... ۵۷

﴿مجھے درود خواں کی آواز پہنچتی ہے وہ جہاں بھی ہو﴾



عن أبي الدرداء رضي الله عنه قال قال رسول الله ﷺ: أَكثِرُوا الصَّلَاةَ عَلَى يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَإِنَّهُ يَوْمٌ مَشْهُودٌ تَشْهَدُهُ الْمَلَائِكَةُ لَيْسَ مِنْ عَبْدِي يُصَلِّي عَلَى الْأَبْلَغَنِي صَوْتُهُ حَيْثُ كَانَ قُلْنَا وَبَعْدَ وَفَاتِكَ قَالَ وَبَعْدَ وَفَاتِي إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ .

حضرت ابوالدرداء رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود و سلام پڑھو کیونکہ وہ دن مشہود ہے اُس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں تم میں سے جو شخص مجھ پر درود پڑھتا ہے اس کے درود کی آواز مجھ تک پہنچتی ہے خواہ وہ جہاں میں کہیں بھی ہو ہم نے عرض کیا وصال کے بعد بھی؟ فرمایا ہاں بیشک اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

(طبرانی جلاء الافہام ص: ۱۳۷ حدیث ابی الدرداء الباب الاول)

وہ حدیث جس میں فرمایا گیا کہ جو میری قبر کے پاس درود پڑھے گا میں سنوں گا اور جو دور سے مجھ پر درود پڑھے گا مجھے پہنچایا جائے گا۔ (مشکوۃ: ۹۳۴) اس کے متعلق ابن قیم جلاء الافہام میں لکھتے ہیں ہذا الحدیث غریب جدا یہ حدیث بہت ضعیف ہے۔ (جلاء الافہام ص: ۵۴)

حافظ ابن کثیر اس حدیث کے متعلق لکھتے ہیں: ففی اسنادہ نظر تفرد بہ محمد بن

مروان سدی وہو متروک) (تفسیر ابن کثیر سورة الاحزاب آیت (۵۶) جلد ۲)

بالفرض اگر اس کو حسن بھی تسلیم کر لیا جائے تو اس کا مطلب ہے یعنی روضہ اطہر پر درود پڑھنے والوں کا درود بلا واسطہ سنتا ہوں اور دور سے پڑھنے والے کا درود سنتا بھی ہوں اور پہنچایا بھی جاتا ہوں کیونکہ یہاں دور کا درود سننے کی نفی نہیں صوفیا فرماتے ہیں کہ محبت والا درود خواں دور بھی ہو تو روضہ پاک سے قریب ہے، اور محبت سے خالی قریب بھی ہو تب بھی دوران کے ہاں حدیث کا مطلب یہ ہے کہ دلی قرب والوں کا درود میں خود محبت سے سنتا ہوں قرب سے محروم لوگوں کا درود فرشتے ڈیوٹی ادا کرنے کے لئے پہنچا تو دیتے ہیں مگر میں توجہ سے سنتا نہیں اسی مضمون کی ایک حدیث دلائل الخیرات شریف کے مقدمہ میں ہے

حدیث..... ۵۸

﴿اہل محبت کا درود میں خود سنتا ہوں﴾



﴿قِيلَ لِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ أَرَأَيْتَ صَلَوةَ الْمُصَلِّينَ عَلَيْكَ مِمَّنْ غَابَ عَنْكَ وَمَنْ يَأْتِي بَعْدَكَ مَا حَالُهُمَا عِنْدَكَ؟ فَقَالَ: أَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ وَتُعَرِّضُ عَلَيَّ صَلَاةَ غَيْرِهِمْ عَرْضًا﴾

رسول اللہ ﷺ سے پوچھا یا رسول اللہ آپ ہمیں خبر دیں کہ جو دور سے آپ پر درود پڑھتے ہیں یا جو لوگ آپ کے وصال کے بعد آئیں گے ان کا آپ کے پاس کیا حال ہے؟ ارشاد فرمایا: میں اپنے اہل محبت کا درود خود سنتا ہوں اور انہیں پہنچاتا بھی ہوں

اور دوسروں (غیر اہل محبت) کے درود مجھ تک فرشتے پہنچاتے ہیں۔ (مراۃ ج ۲ ص ۱۰۶)

اسی طرح مردے بھی سنتے ہیں بلکہ سلام کا جواب دیتے ہیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام مردہ سے کہتے تھے قم باذن اللہ تو وہ زندہ ہو جاتا تھا اگر وہ آواز نہ سنتا تو کیسے زندہ ہوتا؟

حدیث..... ۵۹

﴿عام مؤمنین بھی سلام سن کر جواب دیتے ہیں﴾



عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال قال رسول اللہ ﷺ: ما من رجل يمر بقبر أخيه المؤمن كان يعرفه في الدنيا فيسلم عليه إلا عرفه ورد عليه السلام.

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اپنے مؤمن بھائی کی قبر سے گزرتا ہے جسے وہ دنیا میں جانتا تھا اور وہ اُسے سلام کرتا ہے تو صاحب قبر اُس کو پہچانتا ہے اور سلام کا جواب دیتا ہے۔ (کتاب الروح از شیخ ابن قیم شاگرد ابن شیخ ابن تیمیہ ص ۲۳، ۳۶)

سماعت کے متعلق اہلسنت وجماعت کا عقیدہ

قبر انور پر جو درود پڑھا جاتا ہے حضور ﷺ اُسے سنتے بھی ہیں اور فرشتے بھی اُسے پیش کرتا ہے۔ اور دور سے جو لوگ درود شریف پڑھتے ہیں اُسے فرشتے بھی پیش کرتے ہیں اور سمع خارق للعادة سے حضور ﷺ سماعت بھی فرماتے ہیں۔ (یعنی آپ خود سنتے ہیں) (مقالات کاظمی ص ۶۲ طبع ملتان ۱۴۱۳ھ)

سماعت کے متعلق علماء دیوبند کا عقیدہ

شیخ انور شاہ کشمیری دیوبندی فیض الباری شرح بخاری میں لکھتے ہیں:

جاننا چاہئے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم پر درود شریف پیش کرنے کی حدیث علم غیب کی نفی پر دلیل نہیں بن سکتی۔ اگرچہ علم غیب کے بارہ میں مسئلہ یہ ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے علم کی نسبت اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ متناہی کی نسبت غیر متناہی کی طرح ہے۔ کیونکہ فرشتوں کی پیش کش کا مقصد صرف یہ ہوتا ہے کہ درود شریف کے کلمات بعینہا بارگاہِ عالیہ نبویہ میں پہنچ جائیں۔ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ان کلمات کو پہلے جانا ہو یا نہ جانا ہو۔ بارگاہِ رسالت میں کلمات درود کی پیش کش بالکل ایسی ہے جیسے رب العزت کی بارگاہ میں کلمات طیبات پیش کئے جاتے ہیں۔ اور اس بارگاہ الوہیت میں اعمال اٹھائے جاتے ہیں۔ کیونکہ یہ کلمات ان چیزوں میں سے ہیں جن کے ساتھ ذات حق رحمٰن کو تحفہ پیش کیا جاتا ہے۔ اس لئے یہ پیش کش علم کے منافی نہیں۔ لہذا کسی چیز کا پیش کرنا کبھی علم کے لئے بھی ہوتا ہے اور بسا اوقات دوسرے معانی کے لئے بھی۔ اس فرق کو خوب پہچان لیا جائے۔

(فیض الباری جلد دوم ص: ۳۰۲ مطبوعہ قاہرہ)

انبیاء و اولیاء کی سماعت کے متعلق علمائے اہلحدیث کا عقیدہ

شیخ وحید الزماں مترجم صحاح ستہ لکھتے ہیں:-

رہا کسی کا یہ گمان کہ نبی ﷺ یا علی رضی اللہ عنہ یا اولیاء میں سے کسی کی سماعت عامۃ الناس سے وسیع تر ہے اور وہ ملک یا زمین کے تمام گوشوں کی سماعت پر مشتمل ہے تو یہ شرک نہیں

ہوگا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے بعض ملائکہ کو بلکہ حیوانات کو عوام الناس کی سماعت و بصارت سے وسیع تر اور طاقت ور ترین سماعت و بصارت عطا کر رکھی ہے (اور پھر عمار بن یاسر کی مذکورہ حدیث بیان کی اور اس کے علاوہ ایک اور حدیث بیان کی) بے شک اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کو ملک الموت کے لئے ایک پیالے کی طرح بنا دیا ہے اور وہ اُس کے ہر گوشے سے ارواح اٹھا لیتا ہے۔

اہل حدیث خارجیوں کی طرح ہیں:

متاخرین میں سے ہمارے بعض بھائیوں نے امر شرک میں تشدد سے کام لیا ہے اور دائرہ اسلام کو تنگ کر دیا ہے اور ایسے امور کو شرک قرار دیا ہے جو مکروہ و حرام ہیں اگر اس سے ان کی غرض شرک عملی یعنی شرک اصغر یا شرک کے ذریعے کو مسدود کرنا ہے تو اللہ تعالیٰ اُن کی مغفرت کرے اور اگر وہ دین میں غلو و تشدد کرنے والا ہے تو اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد یاد رکھے ﴿لَا تَغْلُوا فِي دِينِكُمْ﴾ اپنے دین میں غلو نہ کرو۔ اور دین میں شدت خارجیوں اور مارقین اور ناکشیں کا کام ہے ہم انہیں ان امور پر اجمالاً انتباہ کرتے ہیں اور اس سے ہماری غرض اپنے اہل حدیث بھائیوں کی غلطیاں واقع ہونے سے امداد و صیانت کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی حفاظت کرنے والا ہے۔ (ہدیۃ المہدی مترجم از شیخ وحید الزماں غیر مقلد ص: ۵۳-۵۴)

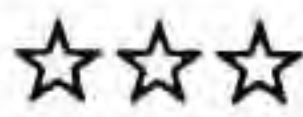
اگر کسی کا یہ عقیدہ ہو کہ فرشتہ دور سے آواز سن لیتا ہے حضور ﷺ نہیں سن سکتے تو اُس نے فرشتے کو حضور ﷺ سے افضل مانا حالانکہ یہ متفق علیہ عقیدہ ہے کہ حضور ساری مخلوق سے افضل ہیں فرشتہ کیا حضور ﷺ کی مثل تو نبیوں میں بھی نہیں ہے

”بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر“

صرف فرشتے کو ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے جنت و دوزخ کو بھی ساری مخلوق کی آوازیں سننے کی طاقت عطا فرمائی ہے۔

حدیث..... ۶۰

﴿جنت و دوزخ کی سماعت کا عالم﴾



عن أنس رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ الْجَنَّةُ اللَّهُمَّ اذْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَمِنْ اسْتَجَارَ مِنَ النَّارِ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ قَالَتْ النَّارُ اللَّهُمَّ اجِرْهُ مِنَ النَّارِ.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جو اللہ سے تین بار جنت مانگے تو جنت کہتی ہے اے اللہ اسے جنت میں داخل فرما دے اور جو تین بار آگ سے پناہ مانگے تو آگ کہتی ہے الہی اسے آگ سے امان دے۔

ترمذی حدیث ۲۵۷۲ کتاب صفۃ الجنۃ اس حدیث کو غیر مقلد محمد ثالبانی نے صحیح قرار دیا ہے (مشکوٰۃ حدیث ۲۴۷۸ کتاب الدعوات، القول البدیع الباب الرابع ص ۲۳۱) جنت و دوزخ کی

مسافت آپ سابقہ حدیثوں سے معلوم کر چکے ہیں جب خدا تعالیٰ جنت و دوزخ کو دور و نزدیک دیکھنے اور سننے کی طاقت عطا فرما سکتا ہے تو پھر محبوب خدا ﷺ کی سماعت و بصارت کا کیا عالم ہوگا۔ افسوس اُن لوگوں پر جو جنت و دوزخ کی دور سے دیکھنے اور

سننے قوت سماعت و بصارت پر تو ایمان لاتے ہیں لیکن نبی کریم ﷺ جو تمام جہان سے افضل ہیں اُن کی اس خداداد قوت کا انکار کرتے ہیں۔

حدیث (۶۱)

﴿حورالعین کی قوتِ سماعت و بصارت﴾



عن مُعَاذِ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ : قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ :

لَا تُؤْذِي امْرَأَةً زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا إِلَّا قَالَتْ زَوْجَتُهُ مِنَ الْحُورِ الْعِينِ : لَا تُؤْذِيهِ قَاتَلَكِ اللَّهُ فَإِنَّمَا هُوَ عِنْدَكَ دَخِيلٌ يُوشِكُ أَنْ يُفَارِقَكَ إِلَيْنَا .

حضرت معاذ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جب کوئی عورت اپنے خاوند کو دکھ پہنچاتی ہے تو بڑی بڑی آنکھوں والی حوروں میں سے اس کی بیوی کہتی ہے اللہ تجھے غارت کرے اُسے ایذا نہ پہنچا وہ تیرے پاس مہمان ہے عنقریب تجھے چھوڑ کر ہمارے پاس آئے گا۔ (ترمذی حدیث ۱۱۷۴ کتاب الرضاع، ابن ماجہ ۲۰۱۳) اس حدیث کو غیر مقلد محمد ثالبانی نے صحیح قرار دیا ہے، مشکوٰۃ حدیث ۳۲۵۸ کتاب النکاح باب عشرة النساء)

جب حوروں کے علم کا یہ حال ہے کہ وہ اتنی دور سے اپنے ہونے والے خاوند کو دیکھتی ہے اُس کی آواز دور سے سنتی ہے تو حضور ﷺ جو تمام مخلوق سے افضل ہیں ان کے علم کا کیا پوچھنا آج لوگ حضور ﷺ کو حاضر و ناظر ماننے کو شرک کہتے ہیں لیکن حوروں کو حاضر و ناظر مان لیتے ہیں یعنی ان کا ایمان صرف حوروں پر ہے۔

باب ۸

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے

﴿دور سے دیکھنا اور مدد فرمانا﴾



عن مَيْمُونَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهَا أَنَّهَا سَمِعَتْ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ فِي مُتَوَضُّعِهِ لَيْلًا: لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ (ثَلَاثًا) نُصِرْتَ نُصِرْتَ (ثَلَاثًا) قُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ سَمِعْتُكَ تَقُولُ فِي مُتَوَضُّعِكَ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ (ثَلَاثًا) نُصِرْتَ نُصِرْتَ (ثَلَاثًا) كَأَنَّكَ تُكَلِّمُ إِنْسَانًا فَهَلْ كَانَ مَعَكَ أَحَدٌ؟ فَقَالَ هَذَا رَاجِزُ بَنِي كَعْبٍ يَسْتَضِرُّ حَنِي وَيَزْعُمُ أَنَّ قُرَيْشًا أَعَانَتْ عَلَيْهِمْ بَنِي بَكْرِ (إِلَى أَنْ قَالَتْ) فَأَقَمْنَا ثَلَاثًا ثُمَّ صَلَّى الصُّبْحَ بِالنَّاسِ فَسَمِعْتُ رَاجِزًا يَنْشُدُهُ.

ام المؤمنین حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ انہوں نے سنا کہ رسول اللہ نے وضو خانے میں تین مرتبہ لَبَّیْک کہی اور تین مرتبہ نُصِرْتَ تیری مدد کی گئی میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے آپ کو تین مرتبہ لَبَّیْک اور تین مرتبہ نُصِرْتَ فرماتے ہوئے سنا جیسے آپ کسی انسان سے گفتگو فرما رہے ہوں، کیا وضو خانے میں کوئی آپ کے ساتھ تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا یہ بنو کعب کا رجز خواں مجھے مدد کے لئے پکار رہا تھا اور اس کا کہنا ہے کہ قریش نے ان کے خلاف بنو بکر کی امداد کی ہے تین دن کے بعد آپ نے صحابہ کو صبح کی نماز پڑھائی تو میں نے سنا کہ راجز اشعار پیش کر رہا تھا۔

(معجم الطبرانی الصغیر حدیث ۹۴۸ ص ۳۴۷) (مختصر سیرت رسول از شیخ عبد اللہ بن محمد بن عبد الوہاب نجدی ص: ۴۲۸)

یہ وہ صحابی ہیں جنہوں نے تین دن کی مسافت سے نبی کریم ﷺ سے فریاد کی اور نبی کریم ﷺ نے ان کی فریاد کو مدینہ منورہ میں سنا اور ان کی ظاہری باطنی امداد فرمائی اور مکہ فتح ہو گیا۔

واقعہ یہ تھا کہ صلح حدیبیہ میں بنی بکر قریش کی طرف سے ذمہ دار تھے اور خزاعہ حضور ﷺ کی طرف سے ذمہ دار تھے اور یہ ذمہ داری اس عہد پر تھی کہ آئندہ دس سال تک باہمی جنگ نہ ہوگی مگر قریش نے عہد اور شرائط کو توڑ دیا اور بنی بکر وغیرہ کے ساتھ مل کر خزاعہ کو بحالت خواب قتل کیا خزاعہ نے مجبور ہو کر حرم میں پناہ لی بنو بکر نے حرم کا بھی لحاظ نہ کیا اور خزاعہ کا حرم میں خون بہایا گیا۔

اس وقت عمرو بن سالم خزاعی نے حضور ﷺ سے مکہ المکرمہ سے مدد مانگی تو حضور ﷺ نے مدینہ میں سن کر اُسے جواب دیا کہ تیری مدد کی گئی چنانچہ پھر یہ چالیس سوار لے کر مدینہ پہنچے اور حضور ﷺ کی بارگاہ میں عرض کیا

فَانصُرْ رَسُولَ اللَّهِ نَصْرًا عَتِيدًا وَاذْعُ عِبَادَ اللَّهِ يَأْتُوا مَدَدًا

یا رسول اللہ ہماری پوری مدد کیجئے اور خدا کے بندوں کو بلائیں جو ہماری مدد کو آئیں

إِنْ قُرَيْشًا أَخْلَفُواكَ الْمَوْعِدًا وَنَقَضُوا مِيثَاقَكَ الْمُؤَكَّدًا

قریش نے آپ سے وعدہ کے خلاف کیا اور آپ کا محکم معاہدہ توڑ دیا

هَمْ يَتُونَا بِالْوَتِيرِ هَجْدًا وَقَتْلُونَا رُكْعًا وَسُجْدًا

انہوں نے وتیر میں ہم پر بحالت خواب حملہ کیا اور ہمیں رکوع اور سجدے کی حالت میں قتل کر ڈالا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تجھے مدد مل جائے گی اور قریش کو تین شرطیں پیش کیں لیکن انہوں نے لڑائی کو اختیار کیا چنانچہ مکہ فتح ہو گیا۔

(مختصر سیرت رسول از شیخ عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نجدی ص: ۳۲۸)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے

حدیث..... ۶۳

﴿مدینہ منورہ میں رہ کر مجاہدین کو دیکھنا اور ان کی امداد کرنا﴾

☆☆☆

عن ابن عمر رضی اللہ عنہ قال: كَانَ عُمَرُ يَخْطُبُ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَعَرَضَ فِي خُطْبَتِهِ أَنْ قَالَ: يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَالْتَفَتِ النَّاسُ بَعْضُهُمْ لِبَعْضٍ فَلَمَّا فَرَغَ سَأَلُوهُ فَقَالَ: وَقَعَ فِي خَلْدِي أَنَّ الْمُشْرِكِينَ هَزَمُوا إِخْوَانَنَا وَأَنَّهُمْ يَمْرُؤُونَ بِجَبَلٍ فَإِنْ عَدَلُوا إِلَيْهِ قَاتِلُوا مِنْ وَجْهِ وَاحِدٍ، وَإِنْ جَاوَزُوا هَلَكُوا، فَخَرَجَ مِنِّي مَا تَرَوْا عُمُونَ أَنْكُمْ سَمِعْتُمُوهُ، قَالَ: فَجَاءَ الْبَشِيرُ بَعْدَ شَهْرٍ فَذَكَرَ أَنَّهُمْ سَمِعُوا صَوْتَ عُمَرَ فِي ذَلِكَ الْيَوْمِ، قَالَ: فَعَدَلْنَا إِلَى الْجَبَلِ فَفَتَحَ اللَّهُ عَلَيْنَا.

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ جمعہ کو خطبہ دے رہے تھے دوران خطبہ فرمایا،، ساریہ پہاڑ کی طرف،، لوگ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے لگے جب خطبہ سے فارغ ہوئے تو لوگوں نے پوچھا تو فرمایا مجھے دکھائی دیا کہ مشرکین ہمارے مسلمان بھائیوں کو شکست دینے والے ہیں اور وہ پہاڑ کی جانب سے بھرپور حملہ کے لئے تیار ہیں اگر مسلمان ادھر کا رخ کر لیں تو ایک ایک کو چن کر ماریں گے ورنہ ہلاک ہو جائیں گے چنانچہ میری زبان سے وہ الفاظ نکلے جنہیں تم نے سنا

اس واقعہ کے ایک ماہ بعد فتح کی خوشخبری دینے والا آیا اور کہا کہ ہم سب نے فلاں تاریخ کو امیر المؤمنین کا یہ حکم سنا تھا چنانچہ ہم نے پہاڑ کی طرف حملہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں فتح سے ہمکنار کر دیا (تاریخ الخلفاء ص ۱۴۷، مشکوٰۃ حدیث ۵۹۵۳ کتاب الفعائل باب الکرامات)

شیخ القرآن مفتی احمد یار خاں صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

حضرت ساریہ رضی اللہ عنہ نہادند میں جہاد کر رہے تھے کفار نے اپنی فوج کا کچھ حصہ پہاڑ کے پیچھے کر لیا تاکہ وہ پہاڑ کے پیچھے سے وہ مسلمانوں پر حملہ کر دیں انہیں گھیرے میں لے رہے تھے حضرت ساریہ اس سازش سے بے خبر تھے مدینہ منورہ سے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے انہیں پکارا کہ اے ساریہ پہاڑ کو دیکھو حضرت ساریہ اس ہدایت سے سنبھل گئے، رب نے فتح دی۔

اس حدیث سے چند مسائل معلوم ہوئے

ایک یہ کہ اللہ والے دور کو نزدیک کی طرح دیکھ لیتے ہیں، دوسرے یہ کہ اپنی آواز دور تک پہنچا دیتے ہیں، تیسرے یہ کہ اللہ والے دور سے مدد کرتے ہیں حضرت آصف برخیا کا واقعہ تو قرآن میں مذکور ہے کہ آپ ایک آن میں ملک یمن کے شہر سبا سے تخت بلقیس فلسطین میں دربار سلیمانی میں اٹھالائے ﴿ اَنَا اَتِيكَ بِهِ قَبْلَ اَنْ يَّرْتَدَّ اِلَيْكَ طَرْفُكَ ﴾ آج سائنس نے یہ سارے کام کر کے دکھا دیئے۔ تو کیا نوری طاقت ناری طاقت سے کم ہے۔ ابھی حال ہی میں روس نے ایک راکٹ میں کتیا بٹھا کر فضا آسمانی میں بھیجی۔ وہ بتیس ہزار میل فضا میں راکٹ میں اڑ رہی تھی۔ اور روس کا محکمہ طاس خبر دے رہا تھا کہ اب کٹیا سو رہی ہے۔ اب کھا رہی ہے اب بھونک رہی ہے۔ اب اس کے خون کا

دباؤ کتنا ہے۔ اب اس کا علاج یہاں سے کیا جا رہا ہے۔ پھر خبر دی کہ آج وہ کتیا مر گئی۔
اس کتیا کا نام لایکا تھا۔ اخبارات میں یہ خبریں برابر شائع ہوتی رہیں ریڈیو بولتا رہا
سارے توحید پرست اس پر ایمان لاتے رہے کسی نے اس پر شرک کا فتویٰ نہ دیا۔

(مرآۃ شرح مشکاۃ ج ۸ ص: ۲۸۱)

رسول اللہ ﷺ بعد از وصال بھی مدد فرماتے ہیں:

اگر کوئی کہے کہ آپ زندگی میں تو دور سے سن سکتے تھے بعد از وفات نہیں سن
سکتے تو یہ بات بھی قرآن کے خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ﴿وَلَا حِزْرَۃٌ خَيْرٌ
لَّكَ مِنَ الْاُولٰٓئِیْ﴾ اور بیشک پچھلی تمہارے لئے پہلی سے بہتر ہے۔ (سورۃ الضحٰی) یعنی
آپ کے لئے برزخی زندگی دنیاوی زندگی سے بہتر ہے۔ عام آدمی کو بھی اللہ تعالیٰ کوئی
نعمت دے کر واپس نہیں لیتا جب تک ناشکری نہ کرے اور حضور ﷺ سے زیادہ شکر گزار
کون ہو سکتا ہے اور رب فرماتا ہے ﴿لَیْسَ شَکْرُکُمْ لَا زِیْدَۃٌ لَّکُمْ﴾ اگر تم شکر کرو گے تو
میں نعمت میں زیادتی کر دوں گا۔ (سورہ ابراہیم آیت: ۶) حضور ﷺ نے نعمتوں پر اللہ تعالیٰ
کا شکر ادا کیا تو اللہ تعالیٰ نے اپنے وعدہ کے مطابق نعمتیں اور زیادہ کر دیں۔ قرآن کی
صریح آیات کے مقابلہ میں تمام من گھڑت قیاسات بے کار ہیں کہ زندگی میں سن سکتے
تھے موت کے بعد نہیں سن سکتے اللہ تعالیٰ تو عام لوگوں کی قوتیں بھی موت کے بعد
بڑھا دیتا ہے مثلاً کسی آدمی کو کسی ایسے کمرے میں بند کر دیں جہاں نہ دروازہ ہو نہ کھڑکی تو
وہ کمرے کے باہر دیکھ سکے گا نہ آواز سن سکے گا لیکن حضور ﷺ فرماتے ہیں جب مومن قبر
کے امتحان میں کامیاب ہو جاتا ہے تو فرشتے اس سے کہتے ہیں اپنے دوزخ والے

ٹھکانے کو دیکھ اُس کے بدلے میں اللہ نے تجھے جنتی ٹھکانہ عطا فرما دیا ہے تو مومن قبر میں لیٹے ہوئے جنت و دوزخ کو بھی دیکھ لیتا ہے۔ (بخاری حدیث (۱۳۷۴) مسلم حدیث (۲۸۷۰) مشکوٰۃ حدیث (۱۲۶) کتاب الایمان باب اثبات عذاب القبر)

معلوم ہوا کہ موت کے بعد قوتیں بڑھ جاتی ہیں کہ ہزار ہا من مٹی میں دفن ہوئیے باوجود میت لوگوں کے جوتوں کی آہٹ سن لیتی ہے تو جو انبیاء اور اولیاء زندگی میں مشرق و مغرب دیکھتے ہوں وہ بعد وفات فرش و عرش کی یقیناً خبر رکھتے ہیں۔

عہد فارتی میں ۱۵ھ کا ایک ایمان افروز واقعہ:

عہد فارتی میں ۱۵ھ میں مسلمانوں کا مقابلہ یوقنا حاکم حلب کے لشکر جرار سے ہوتا ہے حضرت کعب بن ضمیرہ لشکر اسلام بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یا معشر المسلمین اثبتوا انما ہی ساعة ویأتی النصر وانتم الاعلون۔ یا محمد یا محمد ﷺ اے نصرت الہی نزول فرما۔ یا معشر المسلمین اثبتوا انما ہی ساعة ویأتی النصر وانتم الاعلون۔ اور مسلمانوں کو تسلی دیتے اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی بول بالا ہے۔

تفصیل اس اجمال کی یہ ہے حلب ایک مستقل سلطنت تھی، اس میں دو بھائی تھے، ایک کا نام یوحنا اور دوسرے کا نام یوقنا تھا، یوحنا عابد و زاہد، اور یوقنا بہادر سپاہی تھا۔ جب حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ، امیر لشکر اسلام نے حلب کی طرف رخ کیا تو یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ مسلمانوں کے مقابلے کے لئے تیار ہوا۔ یوحنا نے اس کو روکا اور صلح کی

رائے دی، یوقنانہ مانا اور اپنی بہادری و کثرت پر ناز کرنے لگا، کیونکہ مسلمان کل ایک ہزار تھے، یوحنا نے کہا بھائی شاید تیری موت قریب آ پہنچی ہے جو مسلمانوں سے لڑنا چاہتے ہو، بہر حال یوقنا پانچ ہزار فوج کے ساتھ شہر سے باہر نکلا اور مسلمانوں پر اچانک حملہ کر دیا باوجود اس کے کہ مسلمان ابھی سنبھلنے بھی نہ پائے تھے اور تعداد میں بھی قلیل تھے مگر پھر بھی نہایت ہی استقلال و جواں مردی سے مقابلہ کرتے رہے۔ مقابلہ جاری تھا کہ اچانک دشمن کی مدد کے لئے اور بہت زیادہ فوج آ گئی اور آتے ہی حملہ کر دیا۔ جب مسلمانوں نے اس فوج کثیر کو دیکھا تو یقین کر لیا کہ اب بچنے کی امید نہیں۔ اسلام بچانے کے لئے بے چین ہو رہے ہیں اور یوں پکار رہے ہیں یا محمد یا محمد یا نصر اللہ انزل یا مَغْشَرِ الْمُسْلِمِينَ ائْتُوا اِنَّمَا هِيَ سَاعَةٌ وَيَأْتِي النَّصْرُ وَاَنْتُمْ الْاَغْلَوْنَ۔ یا محمد، یا محمد ﷺ اے نصرت الہی نزول فرما۔ اور مسلمانوں کو تسلی دیتے اے مسلمانوں کے گروہ ثابت قدم رہو یہی ایک گھڑی ہے مدد آنے والی ہے تمہارا ہی بول بالا ہے۔

ایک رات اسی حالت میں میدان کا رزار گرم رہا، اسی اثنا میں اہل حلب نے آ کر حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے صلح کر لی جب وہ شہر کو واپس ہوئے تو یوقنا کو خبر ہوئی کہ اہل حلب مسلمانوں سے صلح کر کے ان کے طرف دار ہو گئے ہیں۔ یوقنا نے فوج کثیر کے ساتھ اس صلح کے الزام میں اہل شہر پر ہتھ بول دیا اور قتل عام شروع کر دیا۔ جس سے شہر میں کہرام مچ گیا۔ یوحنا نے آ کر بھائی کو سمجھایا اور صلح کی رائے دی اور اس قسم کی باتیں کیں جن سے مسلمانوں کی طرف داری معلوم ہوتی تھی۔ یوقنا پہلے ہی غصے میں تھا کہ اہل شہر نے دشمن کے ساتھ صلح کیوں کی ہے۔ ایسے میں اپنے بھائی کی طرف داری دیکھ کر اور غضب ناک ہو گیا اور بھائی سے کہا تو بھی واجب القتل ہے۔ یوحنا نے آسمان

کی طرف منہ کر کے کہا یا اللہ تو گواہ رہ کہ میں اپنی قوم کے دین کا مخالف ہوں اور اشهد
 أن لا اله إلا الله وأشهد أن محمد رسول الله پڑھ کر اپنے بھائی یوقنا سے کہا اب جو
 تمہاری مرضی ہو کرو! یوقنا نے اپنی تلوار سے بھائی کا سر جسم سے جدا کر دیا، اور پھر اہل
 شہر کے قتل عام میں مشغول ہو گیا۔ ابھی تین سو آدمی قتل ہوئے تھے کہ حضرت ابو عبیدہ
 رضی اللہ عنہ وہاں آ پہنچے اور یوقنا سے سخت لڑائی کی۔ یہاں تک کہ یوقنا تاب نہ لاسکا اور
 فوج کے ساتھ بھاگ کر قلعہ میں پناہ گزیں ہوا۔ پانچ ماہ تک مسلمانوں نے قلعہ کا محاصرہ
 کیا اور بہت سی تکلیفیں اٹھائیں اور یوقنا نے بھی مسلمانوں کو بہت مصیبتیں پہنچائیں
 اچانک ایک روز یوقنا نے حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ کو اطلاع دی کہ میں نے دین
 اسلام قبول کر لیا ہے اب میں تمہارا بھائی ہوں اور اس نے قلعہ کے دروازے کھول دیئے
 اور کلمہ توحید پڑھتا ہوا آیا اور حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ سے ملا۔ وہ بہت حیران ہوئے
 کہ یہی یوقنا کل تک ہمارا دشمن تھا اور ہمارے لشکر کو تباہ کرنے کی فکر میں تھا اور آج کلمہ
 توحید پڑھ رہا ہے۔ آپ نے اس سے مسلمان ہونے کی وجہ پوچھی، اس نے کہا اے
 حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ واقعہ یہ ہے کہ میں کل اس امر میں متفکر تھا کہ آپ لوگ
 ہمارے قلعہ تک کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ ہمارے نزدیک کوئی قوم عرب سے زیادہ ضعیف
 نہیں سمجھی جاتی۔ اسی فکر میں میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں کیا دیکھتا ہوں کہ ایک شخص
 تشریف فرما ہیں کہ ان کا چہرہ چاند سے زیادہ روشن ان کی خوشبو مشک سے زیادہ بہتر ہے
 میں نے لوگوں سے پوچھا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ اللہ کے نبی محمد رسول اللہ ﷺ ہیں
 ۔ میں نے ان سے عرض کی کہ اگر آپ نبی ہیں تو دعا کیجئے کہ مجھ کو عربی آ جائے حضور
 ﷺ نے فرمایا، اے یوقنا میں محمد اللہ کا رسول ہوں عیسیٰ علیہ السلام نے میری ہی بشارت

دی ہے میں آخری نبی ہوں میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا پڑھو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ یہ سنتے ہی میں نے کلمہ پڑھ لیا اور مشرف بہ اسلام ہو گیا اور حضور ﷺ کے ہاتھ پر بوسہ دیا۔ جب بیدار ہوا تو میرے منہ سے کستوری سے بہتر خوشبو آ رہی تھی اور مجھے عربی بھی آ گئی تھی۔ اے ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ! میں اب تک اطاعتِ شیطان میں جنگ کرتا تھا۔ اب اللہ کی راہ میں لڑوں گا۔ یہاں تک کہ میں اپنے بھائی یوحنا سے جا ملوں، اب میرے دل میں اللہ اور اُس کے رسول ﷺ کے سوا کسی کی محبت باقی نہیں ہے۔

(فتوح الشام جلد ۱ ص: ۱۳۹، ۲۳۸، تاریخ التواریخ)

دیکھئے حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے جب دیکھا کہ کفار کی بے شمار فوج کے مقابلے میں مسلمانوں کا سرفراز ہونا دشوار ہے تو حضور ﷺ کو پکارا کہ یا رسول اللہ ﷺ جلد مدد فرمائیے تو حضور ﷺ مدد فرمانے کے لئے تشریف لے آئے اور مسلمانوں کو فتح ہوئی اور فتح بھی کیسی کہ خود فریق مخالف بادشاہ کا مسلمان ہو کر اسلامی فوج کا ایک سپاہی اور خادم اسلام بن گیا۔

اسی لئے امام اہل سنت فرماتے ہیں:

واللہ وہ سن لیس گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

یہاں یہ بات یاد رہے کہ صرف حضرت کعب رضی اللہ عنہ نے ہی حضور ﷺ کو نہیں

پکارا بلکہ یہ صحابہ کرام کا عام دستور تھا کہ سختی اور مصیبت کے وقت وہ حضور ﷺ کو پکارتے اور مدد طلب کرتے تھے۔

بعد از وصال صحابہ کرام کا نبی کریم ﷺ کو امداد کے لئے پکارنا:

صحابہ کرام نے حضور ﷺ کے وصال کے بعد مدینہ منورہ سے ہزاروں میل دور میدان جنگ میں نبی ﷺ کو مدد کے لیے پکارا چنانچہ حافظ ابن کثیر لکھتے ہیں:

وَحَمَل خَالِدُ بْنُ الْوَلِيدِ حَتَّى جَاوَزَهُمْ وَسَارَ لِحِبَالِ مَسِيلْمَةَ وَجَعَلَ يَتَرَقَّبُ ثُمَّ وَقَفَ بَيْنَ الصَّفَيْنِ وَدَعَا الْبِرَازَ وَقَالَ أَنَا ابْنُ الْوَلِيدِ الْعُودُ أَنَا ابْنُ عَامِرٍ وَزَيْدٌ ثُمَّ نَادَى بِشِعَارِ الْمُسْلِمِينَ وَكَانَ شِعَارُهُمْ يَوْمَئِذٍ يَا مُحَمَّدَاهُ.

جنگ یمامہ میں حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے حملہ کیا اور لشکر سے آگے نکل کر مسیلمہ کی پناہ گاہ پہاڑیوں کی طرف چلے گئے اور منتظر رہے کہ کسی طرح اُس تک پہنچ کر اسے قتل کر دوں مگر کچھ سوچ کر واپس ہو گئے اور بیچ میدان میں کھڑے ہو کر مبارزت طلب کی اور کہا میں ابن ولید العود ہوں میں ابن عامر وزید ہوں پھر انہوں نے مسلمانوں کو اُن کے شعار کے مطابق آواز لگائی اور اُس دن مسلمانوں کا شعار یہ ندا تھی يَا مُحَمَّدَاهُ۔ (البدیۃ والنہیۃ جلد ۶ ص: ۳۲۳، تاریخ الطبرانی ۲/۲۸۱، مفاہیم از سید علوی مالکی ص ۱۵۲)

سیف من سیوف، حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کا مقابلہ جب مسیلمہ کذاب سے ہوا تو اس وقت مسیلمہ کذاب کے ساتھ ساٹھ ہزار فوج تھی اور مسلمان بہت ہی کم تھے اس جنگ میں مسلمانوں نے ایسی مصیبتیں اور سختیاں جھیلیں کہ پاؤں اکھڑ گئے۔ جب حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ اور اُن کے رفقاء نے جو ثابت قدم تھے یہ

دیکھا کہ اب حالت نہایت نازک ہے تو یَا مُحَمَّدَاہ کا نعرہ لگایا چنانچہ ہر صحابی کی زبان پر یَا مُحَمَّدَاہ یَا مُحَمَّدَاہ جاری تھا جس کا اثر یہ ہوا کہ میلہ کذاب ہلاک ہو کر واصل بہ جہنم ہوا اور اس کی فوج کو شکست ہوئی۔

دیکھئے اس جنگ میں سب صحابہ کرام ہی تھے کیونکہ حضور ﷺ کی وفات شریف کے ساتھیہ فوراً یہ جنگ ہوئی ثابت ہوا کہ جنگ میں یَا مُحَمَّدَاہ کہنا شعار صحابہ تھا اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ دور سے بھی یا محمد اور یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا اور امداد طلب کرنا جائز ہے کیونکہ یمامہ علاقہ نجد میں ہے جو مدینہ منورہ سے تقریباً ہزار کلومیٹر دور ہے۔

یا رسول اللہ کے نعرے سے ہم کو پیار ہے

جس نے یہ نعرہ لگایا اُس کا بیڑا پار ہے

شیخ العرب والعجم فضیلۃ الشیخ السید علوی مالکی صاحب محدث مکی فرماتے ہیں:

بعض لوگوں نے اس مسئلہ کا انکار کیا ہے اور کہا ہے، کہ عقائد اور توحید کے مسائل

تاریخ سے نہیں لئے جاسکتے، یہ سخت مغالطہ ہے کیونکہ شیخ محمد بن عبدالوہاب صاحب نے

اپنے فتاویٰ میں اس بات کا اقرار کیا ہے ﴿أن التوسل لبس من العقائد، بل هو

من مسائل الفقه﴾ بیشک توسل عقائد کے مسائل میں سے نہیں ہے بلکہ یہ ایک فقہی

مسئلہ ہے۔ (الغایم ص ۱۵۲)

حضرت خالد بن ولید کا نعرہ:

﴿وَاعُوْثَاہُ وَاُحْمَدَاہُ﴾

واقدی رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات بطلموس دس ہزار سوار لے کر قلعہ

سے باہر نکلا اور نہایت سرعت سے اہل اسلام پر شب خون مارا جس سے لوگ سخت پریشان ہوئے اور ایک ہنگامہ برپا ہو گیا حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے گڑ بڑ سنتے ہی پکار کر کہا ﴿وَاعْزِزْنَاهُ وَامْحَمْدَاهُ وَاسْلَامَاهُ كَيْدَ قَوْمِي وَرَبِّ الْكَعْبَةِ﴾ اے محمد ﷺ رب کعبہ کی قسم میری قوم کے ساتھ مکر کیا گیا فریادری کیجئے تاکہ یہ سلامت رہیں۔
(ناخ التوارخ واقدی)

جنگ یرموک میں صحابہ کا نعرہ:

جنگ یرموک میں کفار کی فوج پانچ لاکھ کے قریب تھی اور مسلمانوں کی فوج صرف ستائیس ہزار تھی ان میں ایک سو وہ صحابی بھی تھے جو بدری تھے چونکہ مسلمانوں کی تعداد بہت کم تھی اسی وجہ سے بار بار ہزیمت ہوئی اور سخت مشکلات کا سامنا کرنا پڑا، چنانچہ ایک بار فوج کے اس حصے کو ہزیمت ہوئی جس میں حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ تھے اور ان کا گزر عورتوں پر ہوا، ہندہ جو ابوسفیان کی بیوی تھیں، انہوں نے خیمے کا ستوں لیا اور حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے گھوڑے کے منہ مار کر کہا، اے صحر حرب کے بیٹے کہاں بھاگ رہے ہو یہ وقت جان فدا کرنے کا ہے تاکہ اس کا بدلہ ہو جائے جو رسول اللہ ﷺ کے مقابلے میں تم کفار کو برا بھیختے کیا کرتے تھے۔ چنانچہ وہ اپنی شکستہ فوج کے ساتھ پھرے اور کفار پر حملہ کیا اور دوسری طرف سے حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے بھی سخت حملہ کیا اس وقت سب کی زبان پر یا مُحَمَّدُ یا مَنْصُورُ اُمَّتِكَ جاری تھا یعنی اے محمد ﷺ اے رفقہ! اس کی خبر لیجئے۔ (ناخ التوارخ واقدی)

حضرات محترم ان تمام واقعات سے کیا ثابت ہوتا ہے کہ ہمارے نبی ﷺ

زندہ ہیں حاضر و ناظر ہیں امت کے حالات سے واقف ہیں جو اُن کو پکارتا ہے اس کی امداد فرماتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ کا نعرہ لگانا سنت صحابہ ہے اور یہ نعرہ صرف روضہ پر ہی نہیں بلکہ دور و نزدیک ہر جگہ پر لگایا جاسکتا ہے اور اس میں زندگی موت کی بھی کوئی قید نہیں یہ نعرہ شرک و بدعت نہیں کیونکہ صحابہ ہم سے زیادہ شرک و بدعت کو جاننے والے تھے آج لوگ صحابہ کا نام لیتے ہیں لیکن اُن کے عقائد نہیں اپناتے۔

اور اگر آج بھی جنگوں میں سنت صحابہ کو اپنایا جائے تو فتح و نصرت مسلمانوں کا مقدر بن سکتی ہے آج جو کشمیر میں مسلمانوں کو آزادی نہیں مل رہی اس کی وجہ یہی ہے کہ وہاں مسلمانوں کے ساتھ کچھ ایسے لوگ جنگ میں شریک ہیں جن کے نزدیک یہ نعرہ لگانا شرک و بدعت ہے اسی وجہ سے مسلمانوں کا نقصان ہو رہا ہے وہ اس نکتہ کو نہیں سمجھ رہے کہ رسول اللہ ﷺ کی مدد اللہ کی مدد ہے غیر اللہ کی امداد نہیں ہے جیسا کہ علماء دیوبند اور علمائے اہل حدیث نے لکھا ہے علامہ اقبال فرماتے ہیں

بیاں میں نکتہء توحید آ تو سکتا ہے

تیرے دماغ میں بت خانہ ہو تو کیا کہئے

تقدیر امم کیا ہے کوئی کہہ نہیں سکتا

مومن کی فراست ہو تو کافی ہے اشارہ

صاحب فراست مومن کے لئے تو یہ دلائل کافی ہیں لیکن ممکن ہے بعض ضعیف

الاعتقاد لوگ ان دلائل کو نہ مانیں تو مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اُن کی تسلی کے لئے مزید

ایک مضبوط دلیل پیش کر دوں تاکہ انکار کی گنجائش نہ رہے۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

حدیث.....۶۴

﴿بعض از وصال انبیاء کرام کا حاضر و ناظر ہونا اور امداد فرمانا﴾



عن أنس رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ : ثُمَّ فُرِضَتْ عَلَى الصَّلَوَاتِ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَمَرَرْتُ عَلَى مُوسَى، فَقَالَ : بِمَ أَمِرْتُ؟ قَالَ : أَمِرْتُ بِخَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ : أَمَّتْكَ لَا تَسْتَطِيعُ خَمْسِينَ صَلَاةً كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي وَاللَّهِ قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأَمَّتِكَ،

فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ
فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ
فَرَجَعْتُ فَوَضَعَ عَنِّي عَشْرًا، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى فَقَالَ مِثْلَهُ
فَرَجَعْتُ فَأَمِرْتُ بِعَشْرِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ فَقَالَ مِثْلَهُ

فَرَجَعْتُ فَأَمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، فَرَجَعْتُ إِلَى مُوسَى
فَقَالَ : بِمَ أَمِرْتُ؟ قُلْتُ : أَمِرْتُ بِخَمْسِ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، قَالَ : إِنَّ أَمَّتَكَ لَا
تَسْتَطِيعُ خَمْسَ صَلَوَاتٍ كُلَّ يَوْمٍ، وَإِنِّي قَدْ جَرَّبْتُ النَّاسَ قَبْلَكَ وَعَالَجْتُ بَنِي
إِسْرَائِيلَ أَشَدَّ الْمُعَالَجَةِ فَارْجِعْ إِلَى رَبِّكَ فَاسْأَلْهُ التَّخْفِيفَ لِأَمَّتِكَ، قَالَ :
سَأَلْتُ رَبِّي حَتَّى اسْتَحْيَيْتُ، وَلَكِنْ أَرْضَى وَأَسْلَمُ، قَالَ : فَلَمَّا جَاوَزْتُ نَادَى
مُنَادٍ : أَمْضَيْتُ فَرِيضَتِي وَخَفَّفْتُ عَنْ عِبَادِي. وَفِي رَوَايَةِ لِمُسْلِمٍ :

قال : يا مُحَمَّدُ إِنَّهُمْ خَمْسُ صَلَوَاتٍ كُلُّ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ لِكُلِّ صَلَاةٍ عَشْرٌ فَذَلِكَ خَمْسُونَ صَلَاةً.

حضرت انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: پھر مجھ پر رات دن میں پچاس نمازیں فرض فرمائی گئیں جب میں واپس لوٹا اور میرا گذر حضرت موسیٰ علیہ السلام کے پاس سے ہوا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پچاس نمازیں پڑھنے کا۔ کہنے لگے آپ کی امت روزانہ پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور خدا کی قسم میں اس چیز کا آپ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔

آپ بارگاہ خداوندی میں واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ میں واپس گیا تو دس نمازیں کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف لوٹا اور اسی طرح گفتگو ہوئی اور واپس لوٹا تو دس نمازیں اور کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو دس نمازیں مزید کم کر دی گئیں پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو دس نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا اور اسی طرح گفتگو ہوئی تو میں واپس لوٹا تو روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا پھر حضرت موسیٰ علیہ السلام کی طرف آیا تو انہوں نے پوچھا کہ آپ کو کس چیز کا حکم دیا گیا ہے؟ میں نے جواب دیا کہ روزانہ پانچ نمازیں پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے۔ کہنے لگے آپ کی امت روزانہ پانچ نمازیں نہیں پڑھ سکے گی اور میں اس چیز کا آپ سے پہلے تجربہ کر چکا ہوں اور بنی اسرائیل کے ساتھ اس امر کی بڑی کوشش کر کے دیکھ لی ہے۔ آپ بارگاہ

خداوندی میں واپس جائیں اور اپنی امت کے لئے تخفیف کا سوال کریں۔ فرمایا میں نے اپنے رب سے اتنی مرتبہ درخواست کی ہے کہ اب مجھے شرم محسوس ہونے لگی ہے لہذا برضا و رغبت سر تسلیم خم کرتا ہوں فرمایا کہ جب میں آگے بڑھا تو آواز آئی:۔ میں نے اپنا فرض جاری فرمادیا اور اپنے بندوں پر تخفیف بھی فرمادی۔ اور مسلم کی روایت میں ہے

یا محمد یہ ہر دن میں پانچ ہیں ہر نماز کا دس گنا ثواب ہے تو یہ پچاس نمازیں ہی ہوئیں

(بخاری حدیث ۳۸۸۷ کتاب مناقب الانصار باب المعراج، مسلم حدیث ۱۶۲، ۱۶۳، مشکوٰۃ حدیث ۵۸۶۲ کتاب الفعائل باب المعراج)

اس حدیث سے کئی مسائل ثابت ہو رہے ہیں

ایک یہ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا عقیدہ معلوم ہوا کہ اگرچہ رب نے نمازیں فرض کر دیں ہیں لیکن یہ اللہ کے محبوب ہیں اگر انہوں نے تخفیف کے لئے عرض کر دیا تو اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کے لئے تخفیف فرمادے گا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا یہ اعتقاد تھا کہ اگر حضور ﷺ آخری مرتبہ بھی چلے جائیں تو یہ پانچ بھی معاف ہو سکتی ہیں یعنی حضور ﷺ کے چاہنے سے نمازیں معاف ہو سکتی ہیں اور حضور ﷺ کا بھی یہی عقیدہ تھا کہ میرے چاہنے سے نمازیں معاف ہو سکتی ہیں ورنہ آپ تخفیف کا سوال ہی نہ فرماتے نبیوں کا کیا شاندار عقیدہ ہے لیکن اس کے برعکس کچھ لوگوں کا عقیدہ ہے کہ نبی ﷺ کے چاہنے سے کچھ نہیں ہوتا اب آپ خود فیصلہ کریں کہ نبیوں کا عقیدہ برحق ہے یا ان کا؟ جو عقیدہ برحق وہ اپنالیں دوسرے کو رد کر دیں۔

دوسرا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام زندہ ہیں صرف زندہ ہی نہیں بلکہ جہاں جانا چاہیں جاسکتے ہیں کوئی پابندی نہیں کیونکہ یہ وہی حضرت موسیٰ علیہ السلام ہیں جنہیں

حضور ﷺ بیت المقدس جاتے ہوئے قبر میں نماز پڑھتے ہوئے چھوڑ گئے تھے اور یہ پیدل چل کر حضور ﷺ سے پہلے بیت المقدس اور آسمانوں پر پہنچے ہوئے تھے اس لئے کہ نبوت کی رے سے تیز ہے دوسرے اس لئے کہ یہ نبی اپنی اپنی ڈیوٹیوں پر جارہے تھے اور حضور ﷺ سیر کے لئے جارہے تھے سیر والا خراماں خراماں چلتا ہے اور ڈیوٹی والا تیز۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بے مثل و بے مثال ہیں کہ بار بار عرض کر کے پختالیس نمازیں معاف کرادیں جو لوگ کہتے ہیں کہ ہم بھی حضور ﷺ کی مثل ہیں وہ ذرا ایک سجدہ معاف کرا کے دکھائیں تو پتہ چلے۔

چوتھا مسئلہ یہ ثابت ہوا کہ انبیاء کرام بعد از وصال بھی مدد کرتے ہیں اور وسیلہ بن سکتے ہیں اور حقیقت یہ ہے کہ جو لوگ بعد از وصال وسیلہ کے منکر ہیں ان کا عقیدہ صرف کاغذی ہے عملی طور پر وہ بھی وسیلہ مانتے ہیں کیونکہ وہ نمازیں پانچ پڑھتے ہیں اگر اپنے عقیدہ پر عمل کرتے تو پچاس پڑھتے کیونکہ پختالیس (۲۵) نمازیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وسیلہ سے معاف ہوئی ہیں اب اگر وہ وسیلہ کو مانتے ہیں تو عقیدہ جاتا ہے اور اگر عقیدہ بچاتے ہیں تو نمازیں پچاس پڑھنا پڑتی ہیں لہذا انہوں نے عملی طور پر وسیلہ کو مان کر اپنے عقیدہ کو ذبح کر دیا اللہ تعالیٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی اس کام کے لئے کھڑا کر سکتا تھا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اس کام کے لیے سلیکٹ کرنے میں یہ حکمت بھی ہو سکتی ہے تاکہ کوئی یہ نہ کہہ سکے کہ دیکھو وہی نبی وسیلہ بنے ہیں جو زندہ ہیں۔

علماء دیوبند اور استعانت

﴿إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ﴾ سورہ فاتحہ

ہم تجھی کو پوجیں اور تجھی سے مدد چاہیں۔

اس آیت کے تحت دنیو بندیوں کے حجۃ الاسلام شیخ الہند محمود الحسن صاحب اپنے ترجمہ و تفسیر میں لکھتے ہیں: اس آیت شریفہ سے معلوم ہوا کہ اُس ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اُس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

علماء اہلحدیث اور استعانت

صحاح ستہ کے مترجم شیخ وحید الزماں لکھتے ہیں:

دعا شرعی عبادت ہے جیسا کہ نماز تو یہ غیر اللہ کے لئے جائز نہیں اور یہی اُن آیات میں مراد ہے جن میں لفظ دعا وارد ہوا ہے اور دعا لغوی ندا کے معنوں میں ہے تو یہ مطلقاً غیر اللہ کے لئے جائز ہے خواہ زندہ کو پکارا جائے خواہ فوت شدہ کو برابر ہے اس کا اثبات نابینا کی حدیث ہے

(۱) ﴿يَا مُحَمَّدُ إِنِّي أَتَوَجَّهُ بِكَ إِلَى رَبِّي﴾ یا محمد ﷺ میں اپنے پروردگار کی طرف آپ کی توجہ چاہتا ہوں۔ ابن ماجہ حدیث ۱۳۸۵ کتاب اقامۃ الصلاۃ ترمذی حدیث ۳۵۷۸ کتاب الدعوات، مشکوٰۃ ۲۴۹۵ کتاب الدعوات باب جامع الدعاء

(۲) دوسری حدیث میں ہے ﴿يَا عِبَادَ اللَّهِ اَعِينُونِي﴾ اے اللہ کے بندو میری مدد کرو۔ (کتاب الاذکار امام نووی کتاب اذکار المسافر باب ما یقول اذا انفلت دابتہ ص ۲۰۱)، (الوابل المصیب از شیخ ابن قیم الفصل السادس والثلاثون ص ۱۸۴) تحفۃ الذاکرین از قاضی شوکانی الباب الخامس فصل السور ص ۲۰۲ طبرانی، مجمع الزوائد جلد ۱۰ ص ۱۳۲، الفہیم از سید محمد علوی مالکی ص ۱۵۴

(۳) حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ کا پاؤں سن ہو گیا تو انہوں نے کہا یا مُحَمَّدُ۔

(الادب المفرد از امام بخاری حدیث ۹۶۷ ص ۳۲۳ باب ما یقول الرجل اذا خدرت رجله، کتاب الاذکار امام نووی کتاب الذکار المسطرۃ باب ما یقول اذا خدرت رجله ص ۲۷۱) (الوابل الصیب از شیخ ابن قیم الفصل الثانی والخمسون فی الرجل اذا خدرت رجله ص ۲۰۴) تحفة الذاکرین از قاضی شوکانی الباب الثامن ما یقول من خدرت رجله ص ۲۶۶)

(۴) (جب روم کے بادشاہ نے شہیدوں کو نصرانیت کی طرف بلایا تو انہوں نے شہادت سے قبل کہا یا مُحَمَّدَاہ) (شرح الصدور از امام سیوطی باب زیارة القبر ص ۲۸۷)

(۵) ہمارے اصحاب میں سے ابن جوزی نے روایت بیان کی ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے انتقال پر حضرت اولیس قرنی رضی اللہ عنہ نے کہا یا عُمَرَاہ یا عُمَرَاہ یا عُمَرَاہ یہ روایت ابن حبان نے بیان کی ہے

سید نے اپنی بعض تالیفوں میں کہا: قبلہء دین مددے، کعبہء ایماں مددے ابن قیم مددے قاضی شوکان مددے (ہدیۃ المہدی، مترجم از شیخ وحید الزماں ص ۴۹-۵۰)

شیخ وحید الزماں صاحب المحدث کا اپنا عمل و عقیدہ

صحاح ستہ کے مترجم شیخ وحید الزماں صاحب اپنی کتاب ”ہدیۃ المہدی“ کے شروع میں لکھتے ہیں: اَللّٰهُمَّ اَيِّدْنِيْ فِيْ تَالِيْفِ هٰذَا الْكِتَابِ وَ اَتْمَمِيْهِ بِالْاَرْوَاحِ الْمُقَدَّسَةِ مِنَ الْاَنْبِيَاءِ وَالصّٰلِحِيْنَ وَالْمَلَائِكَةِ الْمُقَرَّبِيْنَ الٰہی اس کتاب کی تالیف و اتمام میں انبیاء و صالحین اور ملائکہ مقربین کی ارواح مقدسہ سے میری مدد فرما بطور خاص ہمارے امام حضرت حسن بن علی اور شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن تیمیہ اور احمد مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہم کی ارواح سے میری مدد فرما میں سوالیہ نشاۃ من کر پوچھتا ہوں اگر یار

سول اللہ ﷺ کہنے والے مشرک اور بدعتی ہیں تو اپنے اکابر کے متعلق کا خیال ہے

یوں نظر دوڑے نہ برتھی تان کر
اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر
بچو گے تم اور نہ ساتھی تمہارے
گر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

شیخ وحید الزماں اہل حدیث کی بیان کردہ حدیث نمبر ۲- اور ۵ سے غیر نبی کو
وسیلہ بنانے کا جواز ثابت ہو رہا ہے۔

فریاد امتی جو کرے حال زار میں:

حضرت سفیان ثوری رحمۃ اللہ علیہ بیان کرتے ہیں کہ میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا
تھا تو میں نے ایک آدمی کو دیکھا جو ہر قدم پر نبی کریم ﷺ پر درود و سلام پڑھ رہا تھا میں
نے اس سے کہا اے شخص تو تسبیح و تہلیل کو چھوڑ کر صرف درود پڑھ رہا ہے کیا اس کی کوئی
خاص وجہ ہے؟ اُس نے کہا اللہ آپ کو

عافیت دے آپ کون ہیں میں نے کہا سفیان ثوری اُس نے کہا اگر آپ
اپنے زمانے کے عارف باللہ اور ولی کامل نہ ہوتے تو میں آپ کو اپنا بھید نہ بتاتا پھر کہا کہ
میں اور میرا والد حج بیت اللہ اور روضہ رسول ﷺ کی زیارت کے لئے اپنے شہر سے نکلے
دوران سفر میرے والد صاحب سخت بیمار ہو گئے تو میں اُن کی تیمارداری کے لئے ٹھہر
گیا اس دوران میں اُن کے سر کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ اُن کا انتقال ہو گیا اور اُن کا چہرہ
سیاہ ہو گیا، میں نے اپنا ازار کھولا اور اس سے اُن کا چہرہ ڈھک دیا اور میں بہت غمگین

ہوا کہ پردیس میں میرا باپ اس حالت میں فوت ہوا ہے اور اس حالت کو لوگوں سے پوشیدہ رکھنا ممکن نہیں میں اسی سوچ و بچار میں بیٹھا ہوا تھا کہ اب کیا کروں کہ نیند کا غلبہ ہوا اور میں سو گیا ﴿فَإِذَا أَنَا بِرَجُلٍ لَمْ أَر أَحْسَنَ مِنْهُ وَجْهًا وَلَا أَنْظَفَ مِنْهُ ثِيَابًا وَلَا أَطْيَبَ مِنْهُ رَائِحَةً وَهُوَ يَرْفَعُ قَدَمًا وَيَضَعُ قَدَمًا حَتَّى دَنَا مِنْ وَالِدِي ثُمَّ كَشَفَ الْإِزَارَ عَنِ وَجْهِهِ وَمَرَّ يَدَهُ عَلَيْهِ فَعَادَ أَبْيَضَ يَلُوحُ مِنْهُ نُورٌ ثُمَّ وَلِيَ رَاجِعًا فَتَعَلَّقْتُ بِثُوبِهِ وَقُلْتُ مَنْ أَنْتَ الَّذِي مِنَ اللَّهِ عَلَى وَالِدِي بَكَ فِي هَذِهِ الْبَرِيَّةِ قَالَ فَتَبَسَّمَ وَقَالَ أَنَا مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ صَاحِبُ الْقُرْآنِ كَانَ وَالِدُكَ مُسْرِفًا عَلَى نَفْسِهِ وَكَانَ يَكْثُرُ الصَّلَاةَ عَلَى فَلَمَّا نَزَلَ بِهِ مَا نَزَلَ اسْتَغَاثَ بِي فَأَغَشْتُهُ وَأَنَا غِيَاثٌ مِنْ أَكْثَرِ الصَّلَاةِ عَلَى فَانْتَهَيْتُ فَرَأَيْتُ وَجْهَ أَبِي أَبْيَضَ يَلُوحُ مِنْهُ نُورًا ساطعًا ﴿

اور میں نے خواب میں ایک آدمی کو دیکھا کہ اس سے خوبصورت چہرہ میں نے کسی کا نہیں دیکھا اور نہ اس سے زیادہ کسی کو پاکیزہ لباس دیکھا اور نہ اس سے زیادہ کسی کو اچھی خوشبو والا دیکھا وہ چلتے ہوئے آئے یہاں تک کہ میرے والد کے قریب ہو گئے اور پھر اُن کے چہرے سے کپڑا ہٹایا اور اپنا نورانی ہاتھ اُس پر پھیرا تو وہ سفید ہو گیا اور اُس سے نور نکلنے چمکنے لگا پھر وہ واپس جانے لگے تو میں اُن کے دامن سے لپٹ گیا اور عرض کیا آپ کون ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ذریعہ سے اس جنگل بیابان میں میرے والد پر احسان فرمایا ہے آپ مسکرا پڑے اور ارشاد فرمایا: میں محمد رسول اللہ صاحب قرآن ہوں تیرا والد گنہگار تھا لیکن کثرت سے درود بھی پڑھتا تھا پھر اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس نے مجھ سے فریاد کی تو میں اُس کی فریاد کو پہنچ گیا اور میں ہر اُس آدمی کی فریاد کو پہنچتا

ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود پڑھتا ہے میں بیدار ہوا تو میں نے اپنے باپ کے چہرے کو سفید دیکھا اور اس سے نور بلند ہو کر پھیل رہا تھا۔ (روض الریاحین فی حکایات الصالحین از علامہ یافعی رحمۃ اللہ علیہ ص ۷۷ ناشر مکتبہ الجمهوریہ العربیہ مصر) القول البدیع از علامہ سخاوی الباب الخامس ص: ۳۳۱، (سعادة الدارين،)

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد امتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو



انبیاء علیہم السلام اور اولیاء کرام کی امداد کے متعلق گھر کی گواہی

۱۹۶۵ء کی جنگ میں نبی کریم ﷺ اور اولیاء کرام کی امداد شامل حال تھی چنانچہ دیگر اخبارات اور رسائل کے علاوہ اہل حدیثوں نے بھی یہ خبریں شائع کیں۔ اس ضمن ایک ہفتہ وار،، چٹان،، لکھتا ہے۔

ایک عزیز دوست شرقپور سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ کے دنوں میں مجھے ایک رات حضرت میاں شیر محمد صاحب کی خواب میں زیارت ہوئی تو آپ کا لباس گرد آلود ہے اور ہاتھ قدرے میلے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت اس وقت کوئی مصروفیت ہے تو آپ نے اشارۃ فرمایا کہ محاذ پر جہاد جاری ہے اور مجاہدین کی اعانت فرض ہے۔

ایک صاحب قصور کے رہنے والے ہیں اور ہر ہفتہ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر انور پر حاضری دیا کرتے تھے وہ ایک دن حسب معمول مزار پر حاضر

ہوئے تو کوشش بسیار کے باوجود صاحب مزار سے کوئی توجہ نہ مل سکی اسی پس و پیش کے عالم میں انہوں نے تین دن تک یہیں قیام کیا آخری رات چند لمحات کے لئے زیارت ہوئی تو حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ محاذ پر مصروف تھا سرور دو جہاں علیہ السلام کے فرمان کے مطابق تمام بزرگان دین پاکستان کی سرحدوں پر متعین کئے گئے ہیں اور پاکستان کی حفاظت کے لئے جہاد کا حکم دے دیا گیا ہے۔

روزنامہ حریت کراچی، اور مشرق لاہور میں مدینہ منورہ سے ایک صاحب کا خط شائع ہوا ہے جس میں کہا گیا ہے کہ مکتوب نگار کو حضور ﷺ کی زیارت ہوئی تو سرور کو نبین ﷺ حرم نبوی کے باب السلام میں بڑی عجلت میں پابہ رکاب ہیں اور آپ کے جلو میں صحابہ کرام کا قافلہ بھی ہے رسالت مآب ﷺ فرما رہے ہیں کہ پاکستان پر کفار نے حملہ کر دیا ہے اس لئے جہاد فرض ہو گیا ہے اور سواری بڑی تیزی سے روانہ ہو گئی حکیم نیر واسطی لاہور، جنگ کے دنوں میں وطن عزیز سے باہر تھے ان کا بیان ہے کہ عمرہ کرنے کے بعد جب زیارت روضہ اطہر کے لئے مدینہ منورہ پہنچا تو وہاں کے مشہور بزرگ مولانا عبدالغفور مہاجر مدنی نے دوران ملاقات فرمایا کہ ایک رات حضرت علی رضی اللہ عنہ سے خواب میں ملاقات ہوئی میں نے عرض کی کہ آپ نجف اشرف سے کیسے تشریف لے آئے؟ فرمایا کہ پاکستان پر کفار نے حملہ کر دیا ہے اس لئے وہاں جہاد میں شرکت کے لئے جا رہا ہوں۔

(بحوالہ چٹان ۲۹ نومبر ۱۹۶۵ء)

مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

باب ۹

صالحین امت کا نیند اور بیداری میں
رسول اللہ ﷺ کی زیارت کرنا

حدیث.....۶۵

﴿ جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ بیداری میں بھی دیکھے گا ﴾



عن أبي هريرة رضي الله عنه قال : قال رسول الله ﷺ :

مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْبَقْظَةِ ، وَلَا يَتَمَثَّلُ الشَّيْطَانُ بِي .

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

جس نے مجھے نیند میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں دیکھے گا اور شیطان میری مثل

نہیں بن سکتا۔ (بخاری حدیث: ۶۹۹۳ کتاب التعمیر، مسلم ۲۲۶۷ مشکوٰۃ حدیث ۴۶۱۱ کتاب الروایا)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کا عقیدہ

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی فرماتے ہیں میرے والد مکرم نے مجھے خبر دی کہ ہمیں

سید عبد اللہ قاری نے بتایا کہ جب انہوں نے قاری زاہد سے جو بیابان میں رہتے تھے،

قرآن پاک حفظ کیا تو ہم ایک دفعہ قرآن پاک کا دورہ کر رہے تھے کہ عرب کی ایک

جماعت ہمارے پاس آئی۔ ان کا قائد ان کے آگے تھا۔ وہ لوگ قاری صاحب کی قراء

ت سننے لگے جماعت کے قائد نے قرآن پاک سن کر فرمایا: ﴿ بَارَكَ اللَّهُ أَذِنتَ حَقَّ

الْقُرْآنِ ﴾ بارک اللہ تم نے قرآن خوانی کا حق ادا کر دیا پھر وہ جماعت چلی گئی اُس کے

بعد ایک اور شخص آیا اور کہنے لگا کل رات مجھے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس بیابان میں پہنچ

کر قاری صاحب کا قرآن سنوں گا۔ میں سمجھ گیا کہ کل والی قوم کے قائد خود نبی اکرم

ﷺ تھے۔ پھر کہنے لگے میں نے نبی کریم ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا۔
(درمبین فی مبشرات النبی الامین ﷺ حدیث ۱۷)

وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے:

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم رحمۃ اللہ علیہما فرماتے ہیں ایک بار مجھے بخار کا عارضہ لاحق ہوا اور بیماری طول پکڑ گئی حتیٰ کہ زندگی سے ناامیدی ہو گئی اسی دوران مجھے غنودگی ہوئی تو میں نے دیکھا وہ تشریف لارہے ہیں اور فرمایا بیٹا رسول اللہ ﷺ تیری عیادت کو (بیمار پرسی) کے لئے تشریف لارہے ہیں اور غالباً اسی طرف سے تشریف لائیں گے جس طرف تیری چارپائی کی پابکتی ہے لہذا اپنی چارپائی کو پھیر لو تا کہ تمہارے پاؤں اس طرف نہ ہوں یہ سن کر مجھے کچھ افاقہ ہوا اور چونکہ مجھے گفتگو کرنے کی طاقت نہ تھی میں نے حاضرین کو اشارہ سے سمجھایا کہ میری چارپائی پھیرو۔ دو انہوں نے چارپائی کا رخ پھیرا ہی تھا کہ امت کے والی ﷺ تشریف لے آئے اور فرمایا کَیْفَ حَالُکَ یا بُنِیَّ اے میرے پیارے بیٹے کیا حال ہے اس ارشادِ گرامی کی لذت مجھ پر ایسی غالب ہوئی کہ مجھے وجد آ گیا اور زاری و بے قراری کی عجیب حالت مجھ پر طاری ہوئی پھر مجھے میرے آقا رحمت دو عالم ﷺ نے اس طرح گود میں لیا کہ آپ ﷺ کی ریش مبارک میرے سر پر تھی اور پیرا ہن مبارک میرے آنسوؤں سے تر ہو گیا پھر آہستہ آہستہ یہ حالت سکون سے بدل گئی ازاں بعد میرے دل میں خیال آیا کہ مدت گزر گئی ہے اس شوق میں کہ کہیں سے سید دو عالم امت کے والی ﷺ کے بال مبارک نصیب ہوں آج کتنا کرم ہو اگر مجھے میرے آقا ﷺ یہ دولت عطا فرمائیں

بس یہ خیال آنا ہی تھا کہ حبیب خدا ﷺ نے اپنی ریش مبارک پر ہاتھ پھیرا اور دو بال مبارک مجھے عطا فرمائے

منگتا کا ہاتھ اٹھتے ہی داتا کی دین تھی
دوری قبول عرض میں بس ہاتھ بھر کی ہے
مانگیں گے مانگے جائیں گے منہ مانگی پائیں گے
سرکار میں نہ لا ہے نہ حاجت اگر کی ہے
ملا نہیں کیا کیا دو جہاں کو تیرے در سے
اک لفظ نہیں ہے کہ ترے لب پہ نہیں ہے
واہ کیا جو دو کرم ہے شہ بطحا تیرا
نہیں سنتا ہی نہیں مانگنے والا تیرا

پھر یہ خیال آیا کہ بیدار ہونے کے بعد یہ بال مبارک میرے پاس رہیں
گے یا نہیں تو یہ خیال آتے ہی سرکارِ دو عالم ﷺ نے فرمایا بیٹا یہ دونوں بال مبارک
تیرے پاس رہیں گے

جھولیاں کھول کے بے سمجھے نہیں دوڑ آئے
ہمیں معلوم ہے دولت تیری عادت تیری
لا اورب العرش جس کو جو ملا ان سے ملا
بٹی ہے کونین میں نعمت رسول اللہ کی ﷺ
ہم بھکاری وہ کریم ان کا خدا ان سے فزوں
اور نہ کہنا نہیں عادت رسول اللہ کی ﷺ

ازاں بعد حبیب کبریٰ ﷺ نے درازی عمر اور صحت کلی کی بشارت دی تو مجھے اسی وقت آرام ہو گیا میں بیدار ہوا اور میں نے چراغ منگوا کر دیکھا تو وہ دونوں بال مبارک میرے ہاتھ میں نہیں تھے میں غمگین ہوا اور پھر دوبارہ جناب رسالت مآب ﷺ کی طرف متوجہ ہوا پھر دیکھا امت کے والی ﷺ جلوہ افروز ہیں اور فرما رہے ہیں بیٹا ہوش کر میں نے دونوں بال مبارک تیرے تکیے کے نیچے احتیاط سے رکھ دیئے ہیں وہاں سے لے لو میں نے بیدار ہوتے ہی تکیے کے نیچے سے وہ دونوں موئے مبارک لے لئے اور ایک پاکیزہ جگہ میں تعظیم و تکریم کے ساتھ محفوظ کر لئے۔

وہی رب ہے جس نے تجھ کو ہمہ تن کرم بتایا
ہمیں بھیک مانگنے کو تیرا آستان بتایا تجھے حمد ہے خدایا
تمہیں حاکم برایا تمہیں قاسم عطایا تمہیں دافع بلایا
تمہیں شافع خطایا کوئی تم سا کون آیا

حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے ان مبارک بالوں کے تین کمالات دیکھے۔

ایک یہ کہ وہ دونوں موئے مبارک آپس میں لپٹے رہتے تھے لیکن ان کے سامنے جب حضور ﷺ کی ذات مقدسہ پر درود پاک پڑھا جاتا تو دونوں بال مبارک علیحد علیحد ہو کر کھڑے ہو جاتے تھے۔

دوم یہ کہ ایک مرتبہ تین آدمی جو کہ اس معجزہ کے منکر تھے وہ آئے اور بحث شروع کر دی کہ کیسے ہو سکتا ہے کہ خواب میں کسی کو بال عطا ہوں ان تینوں نے آزمانا چاہا مگر میں بے ادبی کے خوف سے آزمائش پر رضا مند نہ ہوا لیکن جب مناظرہ طول باز گیا تو

میرے عزیزوں نے وہ بال مبارک اٹھائے اور دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کر دیا حالانکہ دھوپ سخت تھی بادل کا موسم نہیں تھا یہ دیکھ کر ان میں سے ایک نے توبہ کر لی اور وہ مان گیا مگر دوسرے منکروں نے کہا یہ اتفاقی امر ہے دوسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کر دیا دوسرا منکر بھی تائب ہو گیا تیسرے نے کہا اب بھی یہ اتفاقی امر ہے تیسری بار پھر وہ بال مبارک دھوپ میں لے گئے فوراً بادل نے آ کر سایہ کر دیا تو تیسرا بھی تائب ہو گیا اور مان گیا کہ واقعی یہ بال مبارک رسول اللہ ﷺ ہی کے ہیں۔

سوم ایک مرتبہ کچھ لوگ موئے مبارک کی زیارت کے لئے آئے میں وہ صندوق جس میں وہ موئے مبارک تھے باہر لایا کافی لوگ جمع تھے میں نے تالا کھولنے کے لئے چابی لگائی تو تالا نہ کھلا بڑی کوشش کی مگر تالا نہ کھل سکا پھر میں نے اپنے دل کی طرف توجہ کی تو معلوم ہوا کہ ان زائرین میں فلاں شخص جنبی ہے اس پر غسل فرض ہے اس کی شامت کی وجہ سے تالا نہیں کھل رہا میں نے پردہ پوشی کرتے ہوئے سب کو کہا جاؤ اور دوبارہ غسل کر کے آؤ جب وہ جنبی شخص مجمع سے باہر گیا تو تالا آسانی سے کھل گیا اور ہم سب نے زیارت کی۔

حضرت شاہ ولی اللہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد ماجد نے آخری عمر میں تبرکات تقسیم کئے تو ایک بال مبارک مجھے بھی عنایت ہوا۔

انفاس الفاروقین ص ۳۹ - البرہان مفتی امین صاحب ص ۱۱۶-۱۱۷، آب کوثر (۲۱۷-۲۲۰)

یہ واقعہ مختصر شاہ ولی اللہ نے درالشمین میں بھی ذکر کیا ہے فرماتے ہیں

أخبرني والدي أنه كان مريضاً فرأى النبي ﷺ في النوم فقال: كيف

حالك يا بُنَيَّ ثم بشره بالشفاء وأعطاه شعرتين من شعور لحبته فتعافى من المرض في الحال وبقيت الشعرتان عنده في البقطة فأعطاني أحدهما فهي عندي.

میرے والد محترم نے بتایا کہ جب وہ بیمار ہوئے تو خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی آپ ﷺ نے فرمایا کیف حالک یا بُنَيَّ اے میرے پیارے بیٹے تمہارا کیا حال ہے؟ ساتھ ہی شفا یابی کی خوشخبری دی اور دو موئے مبارک ریش عطا فرمائے میں اسی وقت صحت یاب ہو گیا صبح اٹھا تو دونوں موئے مبارک میرے پاس تھے ان دونوں میں سے ایک بال مبارک مجھے دیا گیا جو تاہنوز میرے پاس ہیں۔

در الثمین فی مبشرات النبی الامین ﷺ حدیث (۱۵)

(یہ شاہ ولی اللہ کی وہ مستند کتاب ہے جس میں آپ نے رسول اللہ ﷺ کی چالیس خوابوں اور بشارتوں کو جمع کیا ہے۔)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کون تھے؟

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کو تمام مکاتب فکر والے (اہل سنت، دیوبندی، اہل

حدیث) اپنا مقتدا مانتے ہیں اور ان سب کا سلسلہ سند حدیث شاہ ولی اللہ تک پہنچتا ہے

امام اہل سنت مولانا احمد رضا خاں فاضل بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے شاہ آل رسول

مارہروی سے سند حدیث حاصل کی تھی اُن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور اُن کو

اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔

دوسری طرف بانی مدرسہ دیوبند مولوی قاسم نانوتوی کو مولانا مملوک علی سے سند

حدیث حاصل تھی اُن کو مولوی رشید احمد دہلوی سے اُن کو شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی سے اور اُن کو اپنے والد شاہ ولی اللہ محدث دہلوی سے۔ (،،محدث بریلوی،، پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد ص ۳۸-۳۹)

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی اسماعیل دہلوی کے دادا جان ہیں جب یہ سب کے استاذ اور مقتدا ہیں تو اختلاف کے وقت ان کے عقائد کو قول فیصل مانا جائے تو اختلافات ختم ہو سکتے ہیں

اس واقعہ سے شاہ ولی اللہ شاہ عبدالرحیم شاہ عبدالعزیز کے عقیدہ کا پتہ چل گیا
(۱) رسول اللہ ﷺ کو اپنے تمام غلاموں کی خبر ہے بلکہ آپ دلی ارادوں سے آگاہ ہیں۔

واللہ وہ سن لیں گے فریاد کو پہنچیں گے
اتنا بھی تو ہو کوئی جو آہ کرے دل سے
فریاد اُمتی جو کرے حال زار میں
ممکن نہیں کہ خیر بشر کو خبر نہ ہو

(۲) رسول اللہ ﷺ حیات ہیں حاضر و ناظر ہیں اللہ کے حکم سے جہاں جانا چاہیں جا سکتے ہیں

اگر ہو جذبہ کامل تو اکثر ہم نے دیکھا ہے
وہ خود تشریف لے آتے ہیں تڑپایا نہیں کرتے
لامکاں تک اُجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اُجالا ہمارا نبی ﷺ

(۳) بعد از وصال بھی فیض پہنچاتے ہیں مدد کرتے ہیں اور آپ سے مدد مانگنا بھی جائز

ہے جیسا کہ آپ نے بال مبارک مانگے

(۴) رسول اللہ ﷺ کے تبرکات سے فیض حاصل کرنا

(۵) اور خواب میں بھی آپ ﷺ کی عطا حقیقی ہوتی ہے اور بال مبارک عطا کرنا اس کی دلیل ہے۔

حضور غوث پاک رضی اللہ عنہ کی بیداری میں زیارت مصطفیٰ ﷺ علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں

رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد اس امت کے ایک سے زیادہ کاملین نے آپ کی زیارت کی ہے اور آپ سے بیداری میں فیض حاصل کیا ہے۔

شیخ سراج الدین بن الملقن نے طبقات اولیاء میں لکھا ہے

أَنَّ الشَّيْخَ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَبِيلِيَّ قَالَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ قَبْلَ الظُّهْرِ فَقَالَ لِي يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ قُلْتُ يَا أَبَتَاهُ أَنَا رَجُلٌ عَجْمِي كَيْفَ أَتَكَلَّمُ عَلَى فَصْحَاءِ بَغْدَادِ فَقَالَ لِي افْتَحْ فَافْكَ فَفَتَحْتَهُ فَتَفَلَّ فِيهِ سَبْعًا وَقَالَ تَكَلَّمْ عَلَى النَّاسِ وَادْعْ إِلَى سَبِيلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ فَصَلَّيْتُ الظُّهْرَ وَجَلَسْتُ وَحَضَرَنِي خَلْقٌ كَثِيرٌ فَارْتَجَعَ عَلَيَّ فَرَأَيْتُ عَلِيًّا قَائِمًا بِأَزَائِي فِي الْمَجْلِسِ فَقَالَ يَا بُنَيَّ لِمَ لَا تَتَكَلَّمُ فَقُلْتُ يَا أَبَتَاهُ قَدْ ارْتَجَعَ عَلَيَّ فَقَالَ افْتَحْ فَافْكَ فَفَتَحْتَهُ فَتَفَلَّ فِيهِ سِتًّا قُلْتُ لِمَ لَا تَكْمَلُهَا سَبْعًا قَالَ أَدْبَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ثُمَّ تَوَارَى عَنِّي فَتَكَلَّمْتُ.

کہ شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ نے بیان کیا ہے کہ میں نے ظہر سے پہلے رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی، آپ نے فرمایا اے میرے بیٹے! تم خطاب کیوں نہیں کرتے؟

میں نے عرض کیا:-

یا رسول اللہ ﷺ، عجمی شخص ہوں، فصحاء بغداد کے سامنے کیسے کلام کروں! آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو، میں نے اپنا منہ کھولا تو آپ نے اس میں سات مرتبہ لعاب دہن ڈالا اور آپ نے فرمایا لوگوں سے کلام کرو اور انہیں حکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ اپنے رب کے دین کی دعوت دو پھر میں ظہر کی نماز پڑھ کر لوگوں کے سامنے بیٹھ گیا، میرے پاس بہت سی مخلوق آئی اور مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا پھر میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کی زیارت کی جو میرے سامنے مجلس میں کھڑے تھے آپ نے مجھ سے فرمایا اے میرے بیٹے کلام کیوں نہیں کرتے؟ میں نے کہا اے میرے والد گرامی! مجھ پر کلام ملتبس ہو گیا ہے آپ نے فرمایا اپنا منہ کھولو میں نے منہ کھولا تو آپ نے میرے منہ میں چھ مرتبہ لعاب دہن ڈالا میں نے کہا آپ نے سات مرتبہ مکمل کیوں نہیں کیا؟ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ کے ادب کی وجہ سے پھر وہ مجھ سے غائب ہو گئے۔

(مفسر روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۵-۳۸، فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۳)

لعاب اپنا چٹایا احمد مختار رحمہ اللہ نے ان کو

تو پھر کیسے نہ ہوتا بول بالا غوث اعظم رضی اللہ عنہ کا

ابن حجر مکی کا فرمان:

خاتمة الفقهاء والمحدثین الشیخ احمد شہاب الدین ابن حجر البیتمی المکی رحمۃ اللہ

علیہ فرماتے ہیں

لا یمنع رؤية ذات النبی ﷺ بروحه وجسده لأنه وسائر الأنبياء احياء

ردت ارواحهم بعد ما قبضوا وأذن لهم فى الخروج من القبورهم
والتصرف فى الملكوت العلوى والسفلى ولا مانع من أن يراه كثيرون فى
وقت واحد لأنه كالشمس.

کہ نبی کریم ﷺ کی ذات اقدس کو روح اور جسم کے ساتھ دیکھنا ممتنع نہیں
ہے اس لئے کہ آپ اور تمام انبیاء کرام علیہم السلام زندہ ہیں اُن کی ارواح قبض ہونے
کے بعد کی طرف لوٹا دی گئی ہیں اور اُن کو قبروں سے نکلنے اور ملکوت علوی و سفلی میں تصرف
کرنے کی اجازت دی گئی ہے اور اس چیز سے کوئی مانع نہیں ہے کہ بہت سے لوگ انہیں
ایک وقت میں دیکھ لیں اس لئے کہ آپ سورج کی طرح ہیں۔

(فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۳) (تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۵-۳۸)

حافظ ابن حجر ہیتمی مکی سے سوال کیا گیا کہ کیا اب بھی نبی ﷺ سے بیداری میں
ملاقات اور علم حاصل کرنا ممکن ہے؟

حافظ ابن حجر نے جواب دیا ہاں یہ ممکن ہے، علماء شافعیہ میں سے امام غزالی،
بارزی، تاج الدین سبکی، عفیف یافعی اور علماء مالکیہ میں سے علامہ قرطبی، ابن ابی جمرہ
نے اس کی تصریح کی ہے

قد حکى بن بعض الأولياء أنه حضر مجلس فقيه فروى ذلك الفقيه حديثا
فقال له الولي هذا الحديث باطل قال ومن أين لك هذا قال هذا النبى ﷺ
واقف على رأسك يقول انى لم أقل هذا الحديث وكشف للفقهاء فرآه.

منقول ہے کہ ایک ولی اللہ کسی فقیہ کی مجلس میں آئے پھر انہوں نے ایک
حدیث بیان کی، اس ولی اللہ نے کہا یہ حدیث باطل ہے، فقیہ نے پوچھا آپ کے پاس

کیا دلیل ہے؟ کہا تمہارے سر کے پاس نبی کریم ﷺ کھڑے ہوئے فرما رہے ہیں یہ بات میں نے نہیں کہی، پھر اس ولی اللہ نے فقیہ کے لئے بھی کشف کر دیا اور فقیہ نے بھی نبی کریم ﷺ کی زیارت کر لی۔ (فتاویٰ حدیثیہ ص ۲۱۱)

”نبی کریم ﷺ سے بخاری شریف پڑھنا“

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں!

میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا۔ اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔ (فیض الباری شرح بخاری جلد ۱ ص ۲۰۴ مطبوعہ مجازی مصر)

حضرت شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی دربار رسول ﷺ میں مقبولیت:

عن أبي بكر محمد بن عمر قال: كُنْتُ عِنْدَ أَبِي بَكْرٍ بْنِ مُجَاهِدٍ فَجَاءَ الشُّبْلِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُجَاهِدٍ فَعَانَقَهُ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ لَهُ يَا سَيِّدِي تَفْعَلُ هَذَا بِالشُّبْلِيِّ وَأَنْتَ وَجَمِيعُ مَنْ بِبَغْدَادٍ يَتَصَوَّرُونَهُ أَنَّهُ مَجْنُونٌ فَقَالَ لِي فَعَلْتُهُ بِهِ كَمَا رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَفْعَلُ بِهِ وَذَلِكَ أَنِّي رَأَيْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ فِي الْمَنَامِ وَقَدْ أَقْبَلَ الشُّبْلِيُّ فَقَامَ إِلَيْهِ وَقَبَّلَ بَيْنَ عَيْنَيْهِ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَتَفْعَلُ هَذَا بِالشُّبْلِيِّ؟ فَقَالَ هَذَا يَقْرَأُ بَعْدَ صَلَاتِهِ ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ إِلَى آخِرِ السُّورَةِ وَيَقُولُ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ: صَلَّى اللَّهُ عَلَيْكَ يَا مُحَمَّدُ

قَالَ فَلَمَّا دَخَلَ الشَّيْلَى سَأَلَتْهُ عَمَّا يَذْكُرُ بَعْدَ الصَّلَاةِ فَذَكَرَ مِثْلَهُ.

ابو بکر محمد بن عمر بیان کرتے ہیں کہ میں ابو بکر بن مجاہد کے پاس تھا کہ حضرت شبلی آئے تو امام ابو بکر بن مجاہد نے اٹھ کر ان کا استقبال کیا معانقہ کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے کہا اے میرے سردار آپ حضرت شبلی کی تعظیم کرتے ہیں حالانکہ آپ اور جمیع اہل بغداد انہیں دیوانہ تصور کرتے ہیں، انہوں نے مجھے فرمایا: میں نے ان کا استقبال اسی طرح کیا ہے جیسے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ان کا استقبال کرتے ہوئے دیکھا وہ یوں کہ میں نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کی زیارت کی اور شبلی حاضر خدمت ہوئے آپ نے اٹھ کر استقبال کیا اور ان کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ شبلی کی اتنی عزت افزائی فرماتے ہیں آپ ﷺ نے فرمایا: یہ ہر نماز کے بعد ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) آخر سورت تک پڑھتا ہے اور تین مرتبہ کہتا ہے صَلِّی اللہُ عَلَیْكَ يَا مُحَمَّدُ فرماتے ہیں پھر حضرت شبلی میرے پاس آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ تم نماز کے بعد کیا پڑھتے ہو تو انہوں نے بالکل اسی طرح بیان کیا۔ (جلاء الافہام لابن القیم ص ۴۳۴ - الباب الرابع والمواطن الخامس والثلاثون، القول البدیع ص ۲۵۱ - الباب الرابع: تبلغی نصاب فضائل درود شریف ص ۱۱۲)

القول البدیع میں امام سخاوی نقل کرتے ہیں

قَالَ أَبُو بَكْرٍ بْنُ مُجَاهِدٍ: أَلَا أَقْرَبُ لِمَنْ يُعْظِمُهُ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي النَّوْمِ فَقَالَ لِي يَا أَبَا بَكْرٍ! إِذَا كَانَ فِي غَدٍ فَسَيَدْخُلُ عَلَيْكَ رَجُلٌ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَإِذَا جَاءَكَ فَاسْكِرْ مِنْهُ قَالَ ابْنُ مُجَاهِدٍ: فَلَمَّا كَانَ بَعْدَ ذَلِكَ بَلَيْتَيْنِ أَوْ

اَكْثَرَ رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فِي الْمَنَامِ فَقَالَ لِي : يَا أَبَا بَكْرٍ أَكْرَمَكَ اللَّهُ كَمَا
 أَكْرَمْتَ رَجُلًا مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَقُلْتُ : يَا رَسُولَ اللَّهِ بِمَ اسْتَحَقَّ الشَّبْلِيُّ هَذَا
 مِنْكَ؟ فَقَالَ : هَذَا رَجُلٌ يُصَلِّي خَمْسَ صَلَوَاتٍ يَذْكُرُنِي إِثْرَ كُلِّ صَلَاةٍ وَيَقْرَأُ
 ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ الْآيَةَ يَقُولُ ذَلِكَ مِنْذُ ثَمَانِينَ سَنَةً أَفَلَا
 أَكْرِمُ مَنْ يَفْعَلُ هَذَا .

امام ابو بکر بن مجاہد نے فرمایا: کیا میں اُس آدمی کے لئے کھڑا نہ ہوں جس کی رسول
 اللہ ﷺ تعظیم کرتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کی خواب میں زیارت کی آپ ﷺ
 نے مجھے ارشاد فرمایا: اے ابو بکر کل صبح تیرے پاس اہل جنت میں سے ایک آدمی آئے گا
 جب وہ آئے تو اس کا اکرام و تعظیم کرنا، فرماتے ہیں اس کے بعد دو یا اس سے زیادہ
 راتیں گذریں تو مجھے پھر رسول اللہ ﷺ کی زیارت ہوئی فرمایا: اے ابو بکر اللہ تیرا اکرام
 فرمائے جیسا کہ تو نے جنتی آدمی کا اکرام کیا ہے میں نے عرض کیا یا رسول اللہ حضرت شبلی
 کو آپ کے حضور اتنا قرب کیسے نصیب ہو گیا ارشاد فرمایا: یہ آدمی پانچ نمازیں پڑھتا ہے
 اور ہر نماز کے بعد مجھے یاد کرتا ہے اور اس آیت کی تلاوت کرتا ہے ﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ
 رَسُولٌ مِنْ أَنْفُسِكُمْ﴾ (سورۃ توبہ کی آخری آیات) اور یہ اسی (۸۰) سال سے یہ عمل
 کر رہا ہے میں ایسے آدمی کا اکرام کیوں نہ کروں۔ (القول البدیع ص ۲۵۲ - الباب الرابع)

مؤمن ہوں مومنوں پہ رؤف رحیم ہو

سائل ہوں سائلوں کو خوشی لانہر کی ہے

ان دونوں واقعات سے معلوم ہوا کہ علامہ سخاوی اور محدث ابو بکر بن مجاہد اور

ابن قیم کا عقیدہ تھا کہ رسول اللہ اپنی امت کے اعمال پر حاضر و ناظر ہیں اور یہ کہ بعد از

وصال بھی دور سے حضور ﷺ کو لفظ یا کے ساتھ خطاب کرنا جائز ہے۔

ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت

علامہ آلوسی حنفی لکھتے ہیں:

کہ شیخ خلیفہ بن موسیٰ النہرملکی، رسول اللہ ﷺ کی نیند اور بیداری میں بکثرت زیارت کرتے تھے اور انہوں نے رسول اللہ سے نیند اور بیداری میں اکثر افعال حاصل کئے، اور ایک بار انہوں نے ایک رات میں آپ کی سترہ مرتبہ زیارت کی ان باریوں میں ایک بار آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: اے خلیفہ میری زیارت کے لئے بے قرار نہ ہوا کرو کیونکہ بہت سے اولیاء میری زیارت کی حسرت میں فوت ہو گئے۔ اور شیخ تاج الدین بن عطاء اللہ نے لطائف المہمن میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے ابوالعباس مرسی سے کہا: کہ اپنے اس ہاتھ سے میرے ساتھ مصافحہ کیجئے، انہوں نے کہا کہ میں نے اس ہاتھ سے رسول اللہ ﷺ کے سوا اور کسی سے مصافحہ نہیں کیا۔

اور شیخ مرسی نے کہا:

لو حَجَبَ عَنِّي رَسُولُ اللَّهِ ﷺ طَرَفَةَ عَيْنٍ مَا عَذَذْتُ نَفْسِي مِنَ الْمُسْلِمِينَ . کہ اگر رسول اللہ ﷺ ایک جھپکنے کی مقدار بھی میری نظروں سے اوجھل ہو جائیں تو میں اپنے آپ کو مسلمان شمار نہیں کرتا اور اس قول کی مثل اور بہت سے اولیاء سے منقول

ہے۔ (تفسیر روح المعانی جلد ۲۲ ص ۳۵-۳۸) الحاوی للفتاویٰ للسیوطی جلد ۳ ص ۴۴۴)

﴿ حضرت حارث بن مالک رضی اللہ عنہ ﴾

کا جنت و دوزخ کا ناظر ہونا ﴿

☆☆☆

عن حارث بن مالک الأنصاری رضی اللہ عنہ

أَنَّهُ مَرَّ بِرَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ لَهُ كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ؟ قَالَ: أَصْبَحْتُ مُؤْمِنًا حَقًّا قَالَ: انْظُرْ مَا تَقُولُ فَإِنَّ لِكُلِّ شَيْءٍ حَقِيقَةً فَمَا حَقِيقَةُ إِيمَانِكَ؟ فَقَالَ عَزَفْتُ نَفْسِي عَنِ الدُّنْيَا فَاسْهَرْتُ لَيْلِي وَأَظْمَأْتُ نَهَارِي، وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى عَرْشِ رَبِّي بَارِزًا وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ الْجَنَّةِ يَتَزَاوَرُونَ فِيهَا وَكَأَنِّي أَنْظُرُ إِلَى أَهْلِ النَّارِ يَتَضَاغُونَ فِيهَا. فَقَالَ يَا حَارِثُ عَرَفْتَ فَالْزَمِ.

حضرت حارث بن مالک الانصاری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ان کا رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گذر ہوا، آپ نے فرمایا: اے حارث تم نے کس حال میں صبح کی۔ انہوں نے کہا میں نے اس حال میں صبح کی درآں خالی کہ میں برحق مؤمن تھا، آپ نے فرمایا غور کرو تم کیا کہہ رہے ہو؟ کیونکہ ہر چیز کی ایک حقیقت ہوتی ہے، سو تمہارے ایمان کی حقیقت کیا ہے؟ انہوں نے کہا میں دنیا سے بے رغبت ہوں، میں رات بھر بیدار رہا اور دن بھر پیاسا رہا (یعنی روزہ سے رہا) گویا میں عرش الہی کو ظاہر دیکھ رہا ہوں اور گویا میں اہل جنت کو دیکھ رہا ہوں وہ ایک دوسرے کی زیارت کر رہے ہیں اور گویا میں اہل دوزخ

کو دیکھ رہا ہوں وہ بھوک سے بلبلا رہے ہیں۔ آپ نے فرمایا: اے حارث تم نے معرفت حاصل کر لی ہے۔ تم ان (مذکورہ) اوصاف کو لازم رکھنا۔

مصنف ابن ابی شیبہ ۱۱/۴۳، المعجم الکبیر ۳/رقم الحدیث ۳۳۶۷، مسند الامز ار رقم الحدیث ۲۲ کتاب الزہد للشیخ رقم الحدیث ۹۷۱، مجمع الزوائد ۱/۵۷ کنز العمال رقم الحدیث ۳۶۹۸۸، الدر المنثور ۳/۱۳، تفسیر ابن کثیر ۲/۲۹۸ سورۃ الانفال آیت (۴) کی تفسیر، تبیان القرآن ۳/۵۵۲، جامع کبیر، اسی حدیث کو مولانا روم نے مثنوی شریف میں بھی بیان کیا ہے۔

جب اس آفتاب کے ذروں کی نظر کا یہ حال کہ جنت و دوزخ، عرش و فرش، جنتی دوزخی کوز میں پرکھڑے ہو کر اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہیں تو اس آفتاب کو نین کی نظر کا کیا پوچھنا ہے۔

سر عرش پر ہے تیری گزر دل فرش پر ہے تیری نظر
ملکوت و ملک میں کوئی شے نہیں وہ جو تجھ پہ عیاں نہیں

باب ۱۰

حاضر و ناظر کے متعلق
علمائے امت کے نظریات

مسئلہ علم غیب، حاضر و ناظر نور و بشر اور اختیار وغیرہ میں فروعی اختلاف ہے اصولی اختلاف اُن گستاخانہ عبارتوں میں ہیں جو انہوں نے اپنی کتابوں میں لکھی ہیں جس میں حقیقی اختلاف ہے اس مسئلہ کو کبھی نہیں چھیڑیں گے مسئلہ علم غیب اور حاضر و ناظر پر دھواں دھار تقریریں کر کے عوام کو یہ باور کرانا چاہتے ہیں کہ اختلاف صرف انہی مسائل میں ہے درحقیقت یہ اس مسئلہ سے توجہ ہٹانے کی سازش ہے اور علم غیب، حاضر و ناظر نور و بشر اور اختیار وغیرہ مسائل اپنی طرف سے گھڑے جاتے ہیں اور پھر انہیں ہماری طرف منسوب کر کے تردید کی جاتی ہے؟ جیسا کہ احسان الہی ظہیر نے اپنی کتاب ”بریلویت“ میں کیا ہے جب وہ ہمارے عقائد ہی نہیں تو اُن کی تردید کیسی ہمارے عقائد ہمارے ائمہ کی کتب سے ظاہر ہیں جو قرآن و حدیث سے ثابت ہیں۔

مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق قرآنی آیات آحادیث مبارکہ اور عقائد صحابہ پیش کرنے کے بعد چند ائمہ اہل سنت یعنی مفسرین محدثین کے اقوال پیش کرنا چاہتا ہوں تاکہ اس مسئلہ کی وضاحت ہو جائے اور واضح ہو کہ یہ کوئی اختلافی مسئلہ نہیں ہے صرف اختلافی بنا دیا گیا ہے۔

مفسر قرآن علامہ آلوسی حنفی کا عقیدہ:

یا تو نبی ﷺ کی روح دکھائی دیتی ہے بایں طور کہ وہ مختلف صورتوں میں دکھائی دیتی ہے اور اس کا تعلق جسدِ انور کے ساتھ باقی رہتا ہے، جیسا کہ حضرت جبریل علیہ السلام حضرت وحیہ کلبی کی صورت میں نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے اور سدرۃ المنتہی سے جدا نہیں ہوتے تھے اور یا آپ کا جسم مثالی دکھائی دیتا ہے جس کے

ساتھ نبی کریم ﷺ کی روح متعلق ہوتی ہے اور یہ ہو سکتا ہے کہ بے شمار اجسام مثالیہ ہوں اور ان سب کے ساتھ نبی ﷺ کی روح واحد متعلق ہو جیسا کہ ایک جسم کے متعدد اعضاء کے ساتھ روح واحد متعلق ہوتی ہے۔

(تفسیر روح المعانی ج ۲۲ ص ۳۷ مطبوعہ دار احیاء التراث العربی بیروت)

قرآن پاک میں جو فرمایا گیا کہ ﴿آپ مغربی کنارہ میں نہ تھے جب ہم نے موسیٰ کی طرف حکم بھیجا﴾ اس طرح کی تمام آیات میں حضور ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کی نفی نہیں بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ آپ بایں جسم پاک وہاں موجود نہ تھے لیکن پھر آپ کو ان واقعات کا علم اور مشاہدہ ہے یہ آیات تو حضور ﷺ کا حاضر و ناظر ہونا ثابت کر رہی ہیں چنانچہ تفسیر صاوی میں ہے

مفسر قرآن علامہ احمد بن محمد الصاوی مالکی کا عقیدہ:

وهذا بالنظر للعالم الجسماني لأقامة الحجة على الخصم وأما بالنظر للعالم الروحاني فهو حاضر رسالة كل رسول وما وقع له من لدن آدم إلى أن ظهر بجسمه الشريف.

یعنی یہ فرمانا کہ آپ موسیٰ علیہ السلام کے اس واقعہ کی جگہ نہ تھے جسمانی لحاظ سے ہے عالم روحانی کی حیثیت سے حضور ﷺ ہر رسول کی رسالت اور حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آپ کے جسمانی ظہور تک کے تمام واقعات پر حاضر ہیں۔

(تفسیر صاوی سورۃ القصص)

فضیلۃ الشیخ السید محمد بن علوی المالکی استاذ الحدیث حرم مکہ کا عقیدہ:-

نعم إننا نعتقد أنه عليه السلام حي حياة برزخية كاملة لائقة بمقامه، وبمقتضى تلك الحياة الكاملة العليا تكون روحه جوارحاً سياحة في ملكوت الله سبحانه وتعالى، ويمكن أن تحضر مجالس الخير ومشاهد النور والعلم، وكذا أرواح خلص المؤمنين من اتباعه.

وقال مالك: بلغني أن الروح مرسله تذهب حيث شاءت.

وقال سلمان الفارسي: أرواح المؤمنين في برزخ من الأرض تذهب حيث شاءت. (كذافي الروح لابن القيم ص: ۱۱۴)

ہمارا یہ عقیدہ ہے کہ ہمارے آقا و مولا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں اور اپنی شان اقدس کے شایان شان مکمل برزخی زندگی گزار رہے ہیں۔ اس کامل ارفع اور شاندار زندگی کے واقعات کے مطابق آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح پُر انوار ملکوت سماوی میں محو سیر و سیاحت رہتی ہے اور اس روح مقدس کے لئے یہ ممکن ہے کہ محافل خیر نورانی اجتماعات اور علمی مجالس میں تشریف فرما ہو۔

اسی طرح یہ مقام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کرنے والے ان مخلص مومنین کو بھی حاصل ہے امام مالک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: مجھے معلوم ہوا ہے کہ روح آزاد ہوتی ہے جہاں چاہتی ہے جاتی ہے اسی طرح حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے: ایمان والوں کی روہیں زمین پر حیات برزخی کی حالت میں جہاں چاہتی ہیں جاتی

ہیں۔ (کتاب الروح ابن قیم ص ۱۳۳، حول الاختلاف از علامہ علوی مالکی ص ۱۱۴)

محدث کبیر علامہ جلال الدین سیوطی کا عقیدہ:

آپ ﷺ کی ذات مبارک کی زیارت جسم اور روح کے ساتھ ممتنع نہیں ہے کیونکہ آپ ﷺ اور باقی انبیاء علیہم السلام زندہ ہیں اور آپ سب کی روہیں آپ کے جسموں میں لوٹا دی گئی ہیں اور تمام انبیاء کو اپنی قبروں سے باہر آنے کا اور تمام کائنات میں تصرف کرنے کا اذن دیا گیا ہے۔ (الحادی للختاوی ج ۲ ص ۲۶۳ مطبوعہ نوریہ رضویہ فیصل آباد)

ان تمام دلائل اور احادیث مبارکہ کا ماحصل یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے جسد انور اور روح پاک کے ساتھ زندہ ہیں اور ملک و ملکوت زمین و آسمان میں جہاں چاہیں سیر فرمائیں اور جہاں چاہیں تصرف فرمائیں اور حضور ﷺ کی یہ حیات مبارکہ اسی ظاہری زندگی جیسی ہے جیسے کہ قبل وصال تھی اس میں کچھ بھی فرق نہیں آیا۔ اور آپ آنکھوں سے اسی طرح غائب ہیں جس طرح فرشتے غائب ہیں حالانکہ وہ اپنے اجسام کے ساتھ زندہ ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کسی شخص کے اعزاز و اکرام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کے اور نبی کریم ﷺ کے درمیان جو حجابات ہیں ان کو اٹھا دیتا ہے اور وہ نبی کریم ﷺ کو اس ہیئت پر دیکھتا ہے، اس سے کوئی چیز مانع نہیں ہے اور جسم مثالی کی تخصیص کا کوئی باعث نہیں ہے۔

(الحادی ۲/۴۵۳) (تفسیر روحانی المعانی جلد ۲ ص ۳۸) شرح مسلم سعیدی جلد ۱ ص ۷۵۶

شیخ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ

اس کے بعد اگر کہیں کہ رب تعالیٰ نے حضور ﷺ کے جسم پاک کو ایسی حالت و قدرت بخشی ہے کہ جس مکان میں چاہیں تشریف لے جائیں خواہ معینہ اس جسم سے خواہ

جسم مثالی سے خواہ آسمان پر خواہ قبر میں تو درست ہے۔ قبر سے ہر حال میں خاص نسبت رہتی ہے۔ (مدارج النبوة ص ۳۵۰ جلد دوم قسم چہارم وصل حیات انبیاء علیہم السلام)

اور باوجود اس قدر اختلافات کے اور بکثرت مذاہب کے جو علماء امت میں ہیں کسی ایک کو بھی اس مسئلہ میں اختلاف نہیں کہ حضور ﷺ بغیر شائبہ مجاز اور بلا تو ہم و تاویل حقیقت حیات کے ساتھ دائم و باقی ہیں اور اعمال امت پر حاضر و ناظر ہیں اور طالبان حقیقت اور اپنی طرف متوجہ ہونے والوں کو فیض پہنچاتے اور اُن کی تربیت فرماتے ہیں۔ (مکتوبات شریف بر حاشیہ اخبار الاخیار ص ۵۵ مطبوعہ ہند) سلوک اقرب السبل بالتوجه الی سید الرسل مع اخبار الاخیار مطبوعہ رحمیہ دیوبند ص ۱۶۱)

وقال بعض العارفين ان ذلك سريان الحقيقة المحمدية في ذرات الموجودات و افراد الكائنات كلها فهو ﷺ موجود و حاضر في ذوات المصلين و حاضر عندهم فينبغي للمؤمن أن لا يغفل عن هذا الشهود عند هذا الخطاب لينال من انوار القلب و يفوز باسرار المعرفة صلى الله عليك يا رسول الله.

بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تشہد میں سلام اس وجہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری و ساری ہے لہذا سید عالم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں مومن کو چاہئے سلام کرتے وقت اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اللہ ﷺ کے حاضر و موجود ہونے) سے غافل نہ ہوتا کہ حضور ﷺ کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور و فائز ہوا ہے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ (لمعات ج ۳ ص ۱۸۱، ۱۸۲)

مدراج النبوة میں فرماتے ہیں:-

حضور ﷺ کو یاد کرو اور درود بھیجو اور حالت ذکر میں ایسے رہو کہ حضور ﷺ حالت حیات میں تمہارے سامنے ہیں اور تم ان کو دیکھتے ہو ادب اور جلال اور تعظیم اور ہیبت و حیا سے رہو اور جانو کہ حضور ﷺ دیکھتے اور سنتے ہیں تمہارے کلام کو کیونکہ حضور ﷺ صفات الہی سے موصوف ہیں اور اللہ کی ایک صفت یہ ہے انا جلیس من ذکرنی کہ میں اپنے ذاکر کا ہم نشین ہوں۔ (مدراج النبوة)

محدث کبیر مولانا علی قاری کا عقیدہ

وَلَا تَبَاعِدْ مِنَ الْأَوْلِيَاءِ حَيْثُ طَوَيْتَ لَهُمُ الْأَرْضَ وَحَصَلَ لَهُمْ أَبْدَانٌ مُكْتَسِبَةٌ مُتَعَدِّدَةٌ وَجَدُّوْهَا فِي أَمَاكِنٍ مُخْتَلِفَةٍ فِي آنٍ وَوَاحِدٍ.

جب اولیاء اللہ کے لئے زمین لپیٹ دی جاتی ہے تو ان کے لئے ایسے اجساد مثالیہ کا تعدد بعید نہیں ہے جو آن واحد میں مختلف مقامات پر موجود ہوتے ہیں۔

(مرقات باب ما یقال عند من حضره الموت جلد ۲ ص ۱۰۹، ۱۱۰)

اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا!

﴿پھر جب تم کسی گھر میں جاؤ تو اپنوں کو سلام کرو﴾ سورہ النور: ۶۱

قاضی عیاض فرماتے ہیں اگر گھر میں کوئی نہ ہو تو کہو (السلام علی النبی ورحمۃ اللہ

وبرکاتہ) اس کے تحت محدث علی قاری فرماتے ہیں ﴿لأنَّ رُوحَهُ حَاضِرَةٌ فِي بُيُوتِ

أَهْلِ الْإِسْلَامِ﴾ اس لئے کہ حضور ﷺ کی روح مبارک اہل اسلام کے گھروں میں

حاضر و موجود ہے۔ (شرح شفا شریف جلد ۲ ص: ۱۱۷)

لامکاں تک اجالا ہے جس کا وہ ہے
ہر مکاں کا اجالا ہمارا نبی ﷺ

مولانا علی قاری صاحب مرقات نے فرمایا: کہ ارواح قدسیہ بدن سے نکل کر ملائکہ کی طرح ہو جاتی ہیں کہ وہ سارے عالم کو کف دست کی طرح دیکھتی ہیں اور ان کے لئے کوئی شے حجاب نہیں رہتی۔ (کتاب الناسک مشکوٰۃ حدیث: ۹۲۶ کتاب الصلوٰۃ)

امام غزالی کا عقیدہ

امام غزالی شافعی رحمۃ اللہ علیہ تشہد کی بحث میں فرماتے ہیں:

وَاحْضُرْ فِي قَلْبِكَ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ شَخْصَهُ الْكَرِيمَ وَقُلْ: السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ

ترجمہ: اپنے دل میں نبی کریم ﷺ کا تصور لا کر عرض کرو السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ۔ (احیاء العلوم جلد ۱ ص: ۱۷۵ مطبوعہ بیروت)

شارح بخاری علامہ قسطلانی شافعی اور امام محمد بن حجاج مالکی کا عقیدہ:

امام محمد بن حجاج مالکی مدخل میں اور امام احمد قسطلانی مواہب اللدنیہ میں اور ائمہ دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین فرماتے ہیں۔ ﴿وَقَدْ قَالَ عُلَمَاؤُنَا رَحِمَهُ اللَّهُ عَلَيْهِمْ إِنَّ الزَّائِرَ يَشْعُرُ نَفْسَهُ بِأَنَّهُ وَقِفٌ بَيْنَ يَدَيْهِ عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ كَمَا هُوَ فِي حَيَاتِهِ إِذَا فُرِقَ بَيْنَ مَوْتِهِ وَحَيَاتِهِ صَلَّى اللَّهُ تَعَالَى عَلَيْهِ وَآلِهِ وَسَلَّمَ فِي مُشَاهَدَتِهِ لِأُمَّتِهِ وَمَعْرِفَتِهِ بِأَحْوَالِهِمْ وَنِيَّاتِهِمْ وَعَزَائِمِهِمْ وَخَوَاطِرِهِمْ وَذَلِكَ عِنْدَهُ جَلِيٌّ لَا خِفَاءَ فِيهِ﴾

ہمارے علماء رحمۃ اللہ علیہم نے فرمایا ہے کہ زائرِ سمجھے کہ میں حضور ﷺ کے سامنے ایسا کھڑا ہوں جیسا کہ حضور ﷺ کی حیات شریف میں کیونکہ حضور ﷺ کی حیات و وفات میں اس بات میں کچھ فرق نہیں کہ وہ اپنی امت کو دیکھ رہے ہیں اور اُن کی حالتوں اُن کی نیتوں اُن کے ارادوں اور اُن کے دلوں کے خیالوں کو پہچانتے ہیں اور یہ سب حضور پر ایسا روشن ہے جس میں اصلاً پوشیدگی نہیں۔ (علامہ ابو عبد اللہ محمد بن محمد المشہور بابن الحاج متوفی ۷۳۷ھ مدخل ج ۱ ص: ۲۱۱-۲۱۷) (سیرت رسول عربی ص: ۸۳۰) مطبوعہ مصر، شرح مسلم سعیدی ج ۲ ص: ۸۱۹-۸۲۲

شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی، شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی کا عقیدہ:

علامہ بدر الدین عینی عمدۃ القاری، حافظ ابن حجر عسقلانی فتح الباری میں، علامہ زرقانی شرح مواہب اللدنیہ میں عارفین کا قول نقل کرتے ہیں:

إِنَّ الْمُصَلِّينَ لَمَّا اسْتَفْتَحُوا بَابَ الْمَلَكُوتِ بِالتَّحِيَّاتِ أَذِنَ لَهُمْ بِالدَّخُولِ فِي الْحَرِيمِ الَّذِي لَا يَمُوتُ فَقَرَّتْ أَعْيُنُهُمْ بِالْمَنَاجَاتِ فَنَبِهُوا عَلَيَّا أَنَّ ذَلِكَ بِوِاسْطَةِ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ وَبِرُكَّةٍ مُتَابِعَةٍ فَإِذَا التَّفَتُوا فَإِذَا الْحَبِيبُ فِي حَرَمِ الْحَبِيبِ حَاضِرٌ فَأَقْبَلُوا عَلَيْهِ قَائِلِينَ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللَّهِ وَبَرَكَاتُهُ.

نمازیوں نے جب عبادات کے تحفے پیش کر کے باب ملکوت پر دستک دی تو انہیں بارگاہ الوہیت میں دخول کی اجازت مل گئی اور اللہ تعالیٰ سے مناجات کرنے کے سبب ان کی آنکھیں ٹھنڈیں ہو گئیں، پھر ان کو بتایا گیا کہ یہ مرتبہ ان کو رسول اللہ ﷺ کی رحمت، برکت اور آپ کی پیروی سے ملا ہے جب وہ اس تنبیہ سے متوجہ ہوئے تو دیکھا کہ رسول

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حاضر ہیں تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف متوجہ ہو کر سلام عرض کیا اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ اَیُّهَا النَّبِیُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَکَاتُہٗ۔

عمدة القاری شرح بخاری جز: ۶ ص: ۱۱۱ مطبوعہ مصر فتح الباری جلد ۲ ص: ۴۵۸، شرح مواہب اللدنیہ جلد ۷ ص: ۳۲۹

یہی بات شیخ شبیر احمد عثمانی نے فتح المسلمین جلد ۲ ص: ۴۳ میں بیان کی ہے۔

احسان الہی ظہیر نے اپنی کتاب ”البریلویت“، میں ان تمام اکابر علماء اہل سنت کے اقوال و عقائد کو امام اہل سنت امام احمد رضا بریلوی کی طرف منسوب کر کے کہا کہ یہ بریلویوں کے عقائد ہیں اس طرح انہوں نے یہ تسلیم کر لیا ہے کہ صاحب تفسیر روح المعانی علامہ الوسی، مفسر قرآن علامہ صاوی، مفسر قرآن علامہ جلال الدین سیوطی، شیخ عبد الحق محدث دہلوی، شارح بخاری علامہ قسطلانی شافعی، علامہ ابن حاج مالکی، شارح بخاری علامہ بدر الدین عینی، شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی، فضیلۃ الشیخ علامہ سید علوی مالکی اور امام غزالی یہ تمام مفسرین محدثین فقہاء کرام بریلوی تھے اگر یہ تمام بریلوی تھے تو چشم مارو شن و دل ما شاد لیکن ہم تو یہ کہتے ہیں کہ یہ تمام محدثین و مفسرین بریلوی نہیں تھے بلکہ یہ بریلویوں کے امام تھے کیونکہ امام احمد رضا بریلوی تو اس وقت پیدا بھی نہیں ہوئے تھے امام احمد رضا نے انہی کے عقائد نقل کئے ہیں عقائد میں انہی کی پیروی کی ہے کوئی نیا عقیدہ پیش نہیں کیا تو معلوم ہوا کہ تمام بریلوی اہل سنت و الجماعت اور سلفی ہیں اگر ہمارے عقیدہ کو شرک کہا جائے تو یہ فتویٰ اکابر اہل سنت مفسرین اور محدثین پر بھی لگے گا اور اگر مفسرین اور محدثین یہ عقیدہ رکھنے کے باوجود مشرک نہیں بلکہ اہل سنت کے امام ہیں تو پھر ہم مشرک اور بدعتی کیوں ہیں حالانکہ ہمارے بھی وہی عقائد ہیں احسان

الہی ظہیر نے ان عقائد کو ہندووانہ عقائد قرار دیا ہے میں پوچھتا ہوں کہ کیا یہ تمام اکابر
اہل سنت ہندو تھے یا مسلمانوں کے امام تھے؟ بے حیا باش ہرچہ خواہی کن
لیکن حیرت ہے احسان الہی ظہیر پر کہ اُس نے اپنے اکابر کو بھی بریلوی بنادیا ہے کیونکہ
ان کا بھی یہی عقیدہ ہے

نواب صدیق حسن بھوپالی کے متعلق احسان الہی ظہیر نے لکھا ہے یکتائے عصر، فرید دہر
اور برصغیر کے مفسر و محدث علامہ نواب صدیق حسن خاں

(البریلویت مترجم ص ۱۱۰ اب ان فرید الدہر کا عقیدہ سنئے

باب ۱۱

مسئلہ حاضر و ناظر کے متعلق
مخالفین کے اقوال

نواب صدیق حسن بھوپالی کا عقیدہ:

بعض از عرفا گفته اند کہ این خطاب بجہت سریان حقیقت محمدیہ است در ذرائع موجودات و افراد ممکنات پس آنحضرت ﷺ در ذات مصلیاں موجود حاضر است پس مصلی را باید کہ ازیں معنی آگاہ باشد و ازیں مشہود غافل نبود تا بانوار قرب و اسرار معرفت متنور و فائز گردد۔ بعض عارفین نے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو تشہد میں سلام اس وجہ سے عرض کیا جاتا ہے کہ حقیقت محمدیہ موجودات کے ہر ذرہ میں اور ممکنات کے ہر فرد میں جاری و ساری ہے لہذا سید عالم ﷺ نمازیوں کی ذات میں موجود اور حاضر ہیں مومن کو چاہئے سلام کرتے وقت کہ اس امر سے آگاہ ہو اور اس شہود (رسول اللہ ﷺ کے حاضر و موجود ہونے) سے غافل نہ ہوتا کہ حضور ﷺ کے قرب سے اور معرفت کے اسرار سے منور و فائز ہواے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔

(مسک الختام شرح بلوغ المرام ۱/۳۵۹)

میں سوال کرتا ہوں کہ کیا احسان الہی ظہیر صاحب کے یکتائے عصر، فرید دہرا اور برصغیر کے مفسر و محدث علامہ کہہ رہے ہیں؟ کیا وہ مشرک ہو گئے؟

بچو گے تمہیں اور نہ ساتھی تمہارے

اگر ناؤ ڈوبی تو ڈوبو گے سارے

معلوم ہوتا ہے کہ احسان صاحب نے یہ کتاب نیند میں لکھی ہے یا نشے میں کہ

اپنے اکابر کی کتب بھی نہ دیکھ سکے اور ان پر بھی فتویٰ لگا دیا احسان صاحب کہتے ہیں کہ

میں نے بریلویوں کی تین سو کتب کا مطالعہ کیا ہے انہوں نے خواہ مخواہ اپنا وقت ضائع کیا

ہماری کتابیں پڑھنے کی بجائے اپنے علماء کی کتابیں دیکھ لیتے تو انہیں کتاب لکھنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی اس لئے کہ ہمارا کوئی عقیدہ ایسا نہیں جو ان کی کتب سے ثابت نہ ہو

یوں نظر دوڑے نہ برچھی تان کر

اپنا بیگانہ ذرا پہچان کر

علمائے دیوبند کے عقائد:

جناب قاسم نانوتوی لکھتے ہیں

﴿النَّبِيُّ أَوْلَىٰ بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ﴾ کو بعد لحاظ صلہ مِنْ أَنفُسِهِمْ کے دیکھئے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی امت کے ساتھ وہ قرب حاصل ہے کہ ان کی جانوں کو بھی ان کے ساتھ حاصل نہیں کیونکہ اولیٰ بمعنی اقرب ہے۔

(تخذیر الناس ص: ۱۰)

جناب رشید احمد گنگوہی صاحب لکھتے ہیں:

مرید یہ بھی یقین سے جانے کہ شیخ کی روح ایک ہی مکان میں مقید نہیں ہے مرید جہاں کہیں بھی ہو دور ہو یا نزدیک اگرچہ وہ شیخ سے دور ہے لیکن شیخ کی روحانیت سے دور نہیں ہے جب یہ بات پکی ہے تو مرید کو چاہئے کہ ہر وقت شیخ کو یاد رکھے اور قلبی تعلق پیدا کرے اور ہر وقت فائدہ حاصل کرے۔ (ایضاد السلوک ص: ۱۰)

جناب انور شاہ کشمیری دیوبندی لکھتے ہیں:

میرے نزدیک بیداری میں نبی کریم ﷺ کی زیارت ممکن ہے کیونکہ منقول ہے کہ

علامہ سیوطی نے بائیس مرتبہ نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ سے چند احادیث کی صحت کے متعلق سوال کیا اور آپ کے صحیح فرمانے کے بعد ان احادیث کو صحیح لکھا۔ اور علامہ شعرانی نے لکھا ہے کہ انہوں نے بیداری میں زیارت کی اور آٹھ ساتھیوں کے ساتھ آپ ﷺ سے بخاری پڑھی جن میں سے ایک حنفی تھا۔

(فیض الباری شرح بخاری جلد ۱ ص: ۲۰۴ مطبوعہ مجازی مصر)

جناب اشرف علی تھانوی لکھتے ہیں:

محمد بن الحضر می مجذوب نے ایک دفعہ تیس شہروں میں خطبہ اور نماز جمعہ بیک وقت وقت پڑھائے اور کئی کئی شہروں میں ایک ہی شب میں شب باش ہوئے۔

(جمال الاولیاء ص ۱۸۸ مطبوعہ مکتبہ اسلامیہ لاہور)

تھانوی صاحب لکھتے:

حضرت آدم علیہ السلام جمیع انبیاء میں اس کے قبل بیت المقدس میں بھی مل چکے ہیں اور اسی طرح وہ اپنی قبر میں بھی موجود ہیں اور اسی طرح بقیہ سماوات میں جو انبیاء علیہم السلام کو دیکھا سب جگہ یہی سوال ہوتا ہے اس کی حقیقت یہ ہے کہ قبر میں تو اصلی جسد سے تشریف رکھتے ہیں اور دوسرے مقامات پر ان کی روح کا تمثیل ہوا ہے یعنی غیر عنصری جسد سے جس کو صوفیہ جسم مثالی کہتے ہیں روح کا تعلق ہو گیا اور اس جسد میں تعدد بھی اور ایک وقت میں روح کا سب کے ساتھ تعلق بھی ممکن ہے لیکن ان کے اختیار سے نہیں بلکہ محض بقدرت و مشیت حق۔ (نشر الطیب ص ۶۵ مطبوعہ تاج کمپنی لمیٹڈ کراچی)

اشرف علی تھانوی صاحب اپنے پیرومرشد حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی کرامت بیان

کرتے ہیں:-

جب حضرت مولانا شیخ محمد صاحب حج کو تشریف لے گئے تو ان کا جہاز تباہی میں آ گیا اور کافی وقت تک گردشِ طوفان میں رہا، محافظانِ جہاز نے بہت تدبیریں کیں کوئی کارگر نہ ہوئی آخر کار نا خدا نے پکار کر کہا کہ لوگو اب اللہ تعالیٰ سے دعا کرو یہ دعا کا وقت ہے تو مولانا شیخ محمد صاحب فرماتے تھے کہ میں اس وقت مراقب ہو کر ایک طرف بیٹھ گیا، ایک حالت طاری ہوئی اور معلوم ہوا کہ اس جہاز کے ایک گوشہ کو حاجی صاحب اپنے کندھوں پر رکھے ہوئے اوپر کو اٹھائے ہوئے ہیں اور اٹھا کر پانی کے اوپر سیدھا کر دیا اور جہاز بخوبی چلنے لگا تمام لوگ بہت خوش ہوئے اور جہاز کی سلامتی کا چہ چاہوا میں نے وہ وقت، دن، تاریخ اور مہینہ کتاب پر لکھ لیا، جب تھانہ بھون واپسی ہوئی تو اس تحریر کو دیکھا اور دریافت کیا تو ایک خادم نے جو حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی بھیگی ہوئی لنگی مجھے دی اور فرمایا اس کو دھو کر صاف کر لو۔ اس لنگی میں دریائے شور کی بو اور چپکا ہٹ معلوم ہوئی۔ (الافاضات الیومیہ ۷/۴۳۵)

جناب شبیر احمد عثمانی شرح مسلم میں لکھتے ہیں:

انسانی روحیں جب پاکیزہ ہوں تو وہ ابدان سے الگ ہو جاتی ہیں اور اپنے بدن کی صورتوں میں یا کسی اور صورت میں متمثل ہو کر چلی جاتی ہیں جیسے حضرت جبریل علیہ السلام حضرت دحیہ کلبی کی صورت میں یا کسی اعرابی کی صورت میں متمثل ہو کر جہاں اللہ تعالیٰ چاہتا چلے جاتے ہیں اس کے باوجود ان کا اپنے ابدانِ اصلیہ سے تعلق برقرار

رہتا ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ میں وارد ہے اور جس طرح بعض اولیاء سے منقول ہے کہ وہ ایک وقت میں متعدد جگہوں پر دکھائی دیتے ہیں اور ان سے افعال صادر ہوتے ہیں، اس کا انکار کرنا ہٹ دھرمی ہے، جو صرف کسی جاہل اور معاند ہی سے متصور ہو سکتا ہے اور علامہ ابن قیم نے دعویٰ کیا ہے کہ نبی ﷺ کی ایک وقت میں متعدد جگہ زیارت کی جاتی ہے حالانکہ اس وقت آپ اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے ہوتے ہیں اس پر تفصیلی بحث ہو چکی ہے اور حدیث صحیح میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو کثیب احمر کے پاس اُن کی قبر میں نماز پڑھتے ہوئے دیکھا (مسلم حدیث ۲۳۷۵ کتاب الفرائض) اور ان کو آسمان میں بھی دیکھا اور آپ کے اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کے درمیان فرض نمازوں کے معاملہ میں مکالمہ ہوا، شب معراج نبی ﷺ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ دوسرے انبیاء کی ایک جماعت کو بھی آسمانوں پر دیکھا حالانکہ ان کی قبریں زمین پر ہیں اور کسی نے یہ قول نہیں کیا کہ وہ اپنی قبروں سے آسمانوں کی طرف منتقل تھے۔

(فتح الملہم ج ۱ ص ۳۰۵-۳۰۶) مطبوعہ مطبع الحجاز کراچی

دیوبند کے جناب محمد حنیف گنگوہی صاحب لکھتے ہیں

کہ حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے خاص خادم محمد علی کا بیان ہے کہ ایک روز آپ نے قیلولہ کے وقت فرمایا کہ اگر تم میرے مرنے سے پہلے اس راز کو افشا نہ کرو تو آج عصر کی نماز مکہ معظمہ میں پڑھ لوں عرض کیا ضرور فرمایا آنکھیں بند کرو اور ہاتھ پکڑ کر ستائیس قدم چل کر فرمایا آنکھیں کھول دو دیکھا تو ہم باب معلیٰ پر تھے۔ حرم پہنچ کر طواف کیا اب زمزم پیا پھر فرمایا کہ اس سے تعجب مت کرو کچھ ہمارے لئے ملی

ارض ہوا (زمین سمیٹ دی گئی) بلکہ زیادہ تعجب اس کا ہے کہ مصر کے بہت سے مجاورین حرم ہمارے متعارف یہاں موجود ہیں مگر ہمیں نہ پہچان سکے پھر فرمایا چاہو تو ساتھ چلو ورنہ حاجیوں کے ساتھ آ جانا۔ عرض کیا ساتھ ہی چلوں گا باب معلیٰ تک گئے اور فرمایا آ نکھیں بند کرلو اور مجھے سات قدم دوڑایا آنکھیں کھولیں تو ہم مصر میں تھے۔

احوال المصنفین ص: ۴۶ (بزرگوں کے عقیدے از مفتی جلال الدین امجدی ص: ۶۳)

الحمد للہ!

یہ کتاب ۶ رجب ۱۴۲۳ھ بمطابق ۱۳ ستمبر ۲۰۰۲ء بروز جمعہ المبارک کو اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور نبی کریم ﷺ کی خاص نگاہ کرم سے پایہ تکمیل تک پہنچی۔ میری دعا ہے اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم ﷺ کی طفیل اس کتاب کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور ذریعہ ہدایت و نجات بنائے اور نبی کریم ﷺ کی سچی محبت عطا فرمائے اور حضور ﷺ کی تمام امدت کی بخشش فرمائے خصوصاً اس کتاب کے قارئین سامعین اور ناشرین اور معاونین کو دین و دنیا کی برکات سے نوازے اور حشر کے دن حضور ﷺ کے دست مبارک سے حوض کوثر کے جام عطا فرمائے۔ آمین

اللهم اغفر لنا ولوالدینا ولجميع المسلمين بجاه سيدنا وحبينا رحمة للعالمين صلى الله على حبيبنا محمد وآله واصحابه اجمعين

یا خدا التجا ہے یہ میری

عشق احمد ﷺ میں یوں موت آئے

جان قدموں میں نکلے نبی کے اور وہیں مجھ کو دفنایا جائے

- (۱) فَضَّلْتُ عَلَى الْأَنْبِيَاءِ بِسِتٍّ أُعْطِيتُ ☆
- (۲) مَا مِنْ مُؤْمِنٍ إِلَّا وَأَنَا أَوْلَى بِهِ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ ،
- (۳) يَامُعَاذُ إِنَّكَ عَسَى أَنْ لَا تَلْقَانِي بَعْدَ ☆
- (۴) إِنْ أَقْرَبَكُمْ مِنِّي يَوْمَ الْقِيَامَةِ فِي كُلِّ مَوْطَنٍ
- (۵) أَوْلَى النَّاسِ بِي يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَكْثَرُهُمْ عَلَى صَلَاةٍ .
- (۶) أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا
- (۷) أَبْقَيْتُ لَهُمُ اللَّهَ وَرَسُولَهُ .
- (۸) أَمَا تُحِبُّ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ
- (۹) لَقَدْ مَرَّ بِالرُّوحَاءِ سَبْعُونَ نَبِيًّا فِيهِمْ نَبِيُّ اللَّهِ ☆
- (۱۰) صَلَّى فِي مَسْجِدِ الْخَيْفِ سَبْعُونَ نَبِيًّا مِنْهُمْ مُوسَى ﷺ
- (۱۱) يَا أَبَا بَكْرٍ أَيُّ وَادٍ هَذَا؟ قَالَ وَادِي عُسْفَانَ
- (۱۲) سِرْنَا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ بَيْنَ مَكَّةَ وَالْمَدِينَةِ فَمَرَرْنَا بِوَادٍ
- (۱۳) هَذَا دَمُ الْحُسَيْنِ وَأَصْحَابِهِ لَمْ أَزَلْ أَلْقِطُهُ مِنْذُ الْيَوْمِ
- (۱۴) شَهِدْتُ قَتْلَ الْحُسَيْنِ آنِفًا .
- (۱۵) مَرَرْتُ عَلَى مُوسَى لَيْلَةَ أُسْرِ بِي
- (۱۶) الْأَنْبِيَاءِ أَحْيَاءَ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ .
- (۱۷) لَمَّا كَانَ أَيَّامُ الْحَرَّةِ لَمْ يُؤْذَنْ فِي
- (۱۸) أَنْزَلَ فَصَلَ فَفَعَلْتُ فَقَالَ أَتَذَرِي أَيْنَ صَلَّيْتُ
- (۱۹) وَقَدْ رَأَيْتَنِي فِي جَمَاعَةٍ مِنَ الْأَنْبِيَاءِ

- (۲۰) فَأَنْطَلَقَ بَنِي جِبْرِيلَ حَتَّى أَتَى السَّمَاءَ الدُّنْيَا .
- (۲۱) إِنْ مِنْ أَفْضَلِ أَيَّامِكُمْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فِيهِ
- (۲۲) مَا مِنْ أَحَدٍ يُسَلِّمُ عَلَى إِلَّا رَدَّ اللَّهُ عَلَيْهِ
- (۲۳) إِنْ الْعَبْدُ إِذَا وَضِعَ فِي قَبْرِهِ وَتَوَلَّى عَنْهُ
- (۲۴) عُرِضَتْ عَلَيْهِ أَعْمَالُ أُمَّتِي حَسَنُهَا وَسَيِّئُهَا
- (۲۵) عُرِضَتْ عَلَيْهِ أَجُورُ أُمَّتِي حَتَّى الْقَذَاءُ
- (۲۶) حَيَاتِي خَيْرٌ لَكُمْ تُحَدِّثُونَ
- (۲۷) لَيْسَ مِنْ يَوْمٍ إِلَّا وَتُعْرَضُ عَلَى النَّبِيِّ ﷺ أَعْمَالُ أُمَّتِهِ
- (۲۸) تُعْرَضُ الْأَعْمَالُ يَوْمَ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيسِ عَلَى اللَّهِ
- (۲۹) لَمَّا تَجَلَّى اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ لِمُوسَى عَلَيْهِ السَّلَامُ
- (۳۰) رَأَيْتُ رَبِّي عَزَّوَجَلَّ فِي أَحْسَنِ صُورَةٍ
- (۳۱) اتَّقُوا فِرَاسَةَ الْمُؤْمِنِ فَإِنَّهُ يَنْظُرُ بِنُورِ اللَّهِ .
- (۳۲) مَنْ عَادَى لِي وَلِيًّا فَقَدْ آذَنْتُهُ بِالْحَرْبِ
- (۳۳) إِنْ اللَّهُ عَزَّوَجَلَّ قَدْ رَفَعَ لِي الدُّنْيَا فَأَنَا أَنْظُرُ
- (۳۴) أَنَّ النَّبِيَّ ﷺ نَعَى زَيْدًا وَجَعْفَرًا وَابْنَ رَوَاحَةَ
- (۳۵) إِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْنِي، وَإِنْ شِئْتَ فَأَخْبِرْتُكَ .
- (۳۶) إِنْ اللَّهُ زَوَى لِي الْأَرْضَ فَرَأَيْتُ مَشَارِقَهَا
- (۳۷) إِنِّي فَرَطٌ لَكُمْ، وَأَنَا شَهِيدٌ عَلَيْكُمْ،
- (۳۸) اللَّهُ أَكْبَرُ أُعْطِيتُ مَفَاتِيحَ الشَّامِ

(۳۹) إِنِّي أَرَى مَا لَا تَرَوْنَ وَأَسْمَعُ مَا لَا تَسْمَعُونَ

(۴۰) أَيُّهَا النَّاسُ إِنِّي إِمَامُكُمْ أ

(۴۱) هَلْ تَرَوْنَ مَا أَرَى إِنِّي لَأَرَى مَوَاقِعَ .

(۴۲) كَانَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ يَرَى بِاللَّيْلِ

(۴۳) أَقِيمُوا صُفُوفَكُمْ وَتَرَاصُّوا فَإِنِّي أَرَاكُمْ .

(۴۴) يَا فُلَانُ أَلَا تُحْسِنُ صَلَاتَكَ أَلَا يَنْظُرُ

(۴۵) يَا فُلَانُ أَلَا تَتَّقِي اللَّهَ أَلَا تَرَى كَيْفَ تُصَلِّي

(۴۶) هَلْ تَرَوْنَ قِبْلَتِي هَا هُنَا فَوَاللَّهِ مَا يَخْفَى

(۴۷) مَا مِنْ شَيْءٍ كُنْتُ لَمْ أَرَهُ إِلَّا قَدْ رَأَيْتُهُ فِي

(۴۸) انْشَقَّ الْقَمَرُ عَلَى عَهْدِ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ

(۴۹) أَصَابَتِ النَّاسَ سَنَةٌ عَلَى عَهْدِ النَّبِيِّ ﷺ

(۵۰) وَلَيْسَ لَنَا إِلَّا إِلَيْكَ فِرَارُنَا

(۵۱) أَنَّ الْحُسَيْنَ يُقْتَلُ بِشَطِّ الْفُرَاتِ

(۵۲) لَقَدْ رَأَيْتُ فِي مَقَامِي هَذَا كُلَّ شَيْءٍ وَعِدَّتُهُ

(۵۳) إِنَّ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ آيَتَانِ مِنْ آيَاتِ اللَّهِ

(۵۴) هَلْ تَذَرُونَ مَا فَوْقَ ذَلِكَ؟

(۵۵) هَذَا حَجَرٌ رُمِيَ بِهِ فِي النَّارِ مِنْذُ سَبْعِينَ

(۵۶) إِنَّ لِلَّهِ مَلَكًا أَعْطَاهُ أَسْمَاعَ الْخَلَائِقِ

(۵۷) لَيْسَ مِنْ عَبْدِي يُصَلِّي عَلَيَّ إِلَّا بَلَغَنِي

- (۵۸) اَسْمَعُ صَلَاةَ أَهْلِ مَحَبَّتِي وَأَعْرِفُهُمْ
- (۵۹) مَا مِنْ رَجُلٍ يَمُرُّ بِقَبْرِ أَخِيهِ الْمُؤْمِنِ
- (۶۰) مَنْ سَأَلَ اللَّهَ الْجَنَّةَ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ
- (۶۱) لَا تُؤْذِي امْرَأَةً زَوْجَهَا فِي الدُّنْيَا
- (۶۲) نُصِرْتُ نُصِرْتُ (ثَلَاثًا)
- (۶۳) يَا سَارِيَةَ الْجَبَلِ فَالْتَفَتِ النَّاسُ
- (۶۴) ثُمَّ فَرَضْتُ عَلَى الصَّلَوَاتِ خَمْسِينَ صَلَاةً
- (۶۵) مَنْ رَأَى فِي الْمَنَامِ فَسِيرَانِي فِي الْبَقْظَةِ ،
- (۴۶) كَيْفَ أَصْبَحْتَ يَا حَارِثُ ؟



بانی ادارہ صراطِ مستقیم پاکستان ڈاکٹر محمد شرف آصف جلالی

کامیاب اور اچھوتے موضوعات پر لٹریچر

- ☆..... فہم دین اول تا پنجم 1300 روپے
- ☆..... غائبانہ نماز جنازہ جائز نہیں 220 روپے
- ☆..... مفہوم قرآن بدلنے کی واردات 160 روپے
- ☆..... محاسن اخلاق 100 روپے
- ☆..... عید میلاد النبی ﷺ کی دھوم 50 روپے
- ☆..... ختم نبوت قرآن و حدیث کی روشنی میں 45 روپے
- ☆..... انما انا بشر مثلکم کا قرآنی مفہوم 40 روپے
- ☆..... رنج و الم سے نجات کا راستہ 40 روپے
- ☆..... مسئلہ حاضر و ناظر 40 روپے
- ☆..... میرے لیے اللہ ہی کافی ہے 40 روپے
- ☆..... حق چار یار 40 روپے
- ☆..... جنت کی خوشخبری پانے والے دس صحابہ کرام 40 روپے
- ☆..... فکر آخرت 40 روپے
- ☆..... ہاں ہم سنی ہیں 40 روپے

- ☆..... سرکارِ غوثِ اعظم اور آپ کا استانہ 40 روپے
- ☆..... ایک نو مسلم کے سوالات کے جوابات 40 روپے
- ☆..... شان رسالت سمجھنے کا ایمان طریق 40 روپے
- ☆..... توحید و شرک 40 روپے
- ☆..... ہم اہل سنت و جماعت ہیں 40 روپے
- ☆..... تحفظ ناموس رسالت ایک فرض ایک قرض 40 روپے
- ☆..... تربیت اولاد 30 روپے
- ☆..... ایصالِ ثواب اور گیارہویں شریف کی شرعی حیثیت 30 روپے
- ☆..... فقہ حنفی سنت نبوی کے آئینے میں 30 روپے
- ☆..... دختران اسلام کے لیے آئیڈیل کردار 30 روپے
- ☆..... افزائش نور 30 روپے
- ☆..... جادو کی مذمت 20 روپے
- ☆..... اصلاح اور اس کا اجر 20 روپے
- ☆..... نورانیت مصطفیٰ ﷺ کا انکار کیوں؟ 20 روپے
- ☆..... تحفظ حدود اللہ اور ترمیمی بل 20 روپے
- ☆..... شان ولایت قرآن و حدیث کی روشنی میں 20 روپے
- ☆..... حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا علمی ذوق 20 روپے
- ☆..... امام اعظم رضی اللہ عنہ بحیثیت بانی فقہ 20 روپے

- ☆..... محبت ولی کی شرعی حیثیت 20 روپے
- ☆..... صلوٰۃ و سلام پر اعتراض کیوں؟ 20 روپے
- ☆..... فقہ حنفی پر چند اعتراضات کے جوابات 20 روپے
- ☆..... ربط ملت اور اہل سنت کی ذمہ داریاں 20 روپے
- ☆..... خاندانی منصوبہ بندی اور اسلام 20 روپے
- ☆..... فحش گانوں کا عذاب 20 روپے
- ☆..... رسول اللہ ﷺ کی نماز 20 روپے
- ☆..... ترک تقلید کی تباہ کاریاں 20 روپے
- ☆..... اسلام کو درپیش چیلنجز کا ادراک اور ان کا حل 20 روپے
- ☆..... صراط مستقیم کی روشنی 20 روپے
- ☆..... مقتدی فاتحہ کیوں پڑھے 20 روپے
- ☆..... رسول اللہ ﷺ بحیثیت مبشر 20 روپے
- ☆..... محبت الہی اور اس کی چاشنی 20 روپے
- ☆..... منصب نبوت اور عقیدہ مؤمن 20 روپے
- ☆..... فہم زکوٰۃ 20 روپے
- ☆..... حل مشکلات اور عقیدہ صحابہ 20 روپے
- ☆..... توحید باری تعالیٰ 20 روپے
- ☆..... قربانی تین دن جائز ہے معہ قربانی کے جانور 20 روپے

فہرست کتب سنی علمائے کرام

ملنے کا پتہ: صراطِ مستقیم پبلی کیشنز گوجرانوالہ

24	میلاد النبی	250	عرفان الحدیث
40	بارہ ماہ کے فضائل و مسائل	220	گوشہ خواتین
40	عقائد و مامولات اہلسنت	180	انوار حافظ الحدیث
25	شفاء اور برکت	220	آؤ میلاد منائیں
20	ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے	170	دروس القرآن
40	میں سنی کیوں ہوا؟	120	مسئلہ رفع یدین
60	حقیقت ایصالِ ثواب	120	بد مذہب کے پیچھے نماز کا حکم
20	فضائل درود شریف	150	اہل جنت اہل سنت
20	ایصالِ ثواب کیوں اور کیسے؟	130	اختلاف ختم ہو سکتا ہے
50	بزرگانِ دین کا نعتیہ کلام		
30	والیانِ نجد و حجاز کا تاریخی جائزہ	300	تحفہ رمضان المبارک
30	تبلیغی جماعت کے کارنامے	120	تحفہ شعبان المعظم
240	گستاخوں کا بُرا انجام	120	رسائل رمضان المبارک
20	رفع یدین	100	ہماری دعائیں قبول کیوں نہیں ہوتیں
25	اوجھڑی کی کراہت	40	خلاصۃ القرآن
30	انگوٹھے چومنے کا ثبوت	500	قادیانی دھرم کا علمی محاسبہ
150	اہل ذکر کا بیان از روئے قرآن	700	غیر مقلدین کو دعوتِ انصاف (اول تا چہارم) 700 فی جلد
40	برکات المرجب	700	غیر مقلدین کا علمی محاسبہ
80	نماز کوڑ	700	سرور کونین کی نورانیت و بشریت
120	ذکرِ اولیں	200	فیصلہ کن مناظرے
120	ذکرِ سیرانی	40	مجموعہ رسائل
90	کالج اور لڑکی	70	مالک کل
70	غم نال و ظیفہ	50	مختصر شرح سلام رضا
40	علم حضرت یعقوب علیہ السلام	40	محمدی نماز
30	بہشتی دروازہ	250	حرمت رسول پر سب کچھ قربان
20	بسنت تہوار یا غضب کروگار	250	شاہراہ اہلسنت
240	گلدستہ تقاریر (اول دوم)	180	آئینہ اہلسنت
70	شاہ شہیداں	20	مقالات جلالیہ
20	سوغلط مسائل	150	جراثیم کا قافلہ
40	باپ کی نصیحت بیٹی کے نام	15	آپ کے مسائل کا شرعی حل
40	کامیاب شادی	40	سنی جاگ
170	محفل میلادِ برائے خواتین	20	زندہ نبی کے زندہ صحابہ
120	مقام مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم	120	نماز کا سنت طریقہ
200	انیس الجلیس	20	میاں بیوی کے باہمی معاملات
100	ضرب حیدری	20	تحقیق مسئلہ ختم نبوت
80	سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ (مناظرہ)	50	گشتیاں
20	مردے سنتے ہیں	20	یزید علمائے اہلسنت کی نظر میں

اولسی بک سیٹل جان محمد رضا محبت علیہ السلام

پتہ پلازہ الفونی گوجرانوالہ 0333-8173630